

چمن چمن کے پھول

Acc. No.
49

ڈرامے

رحمان ساجد
(محمد عید الرحمن خاں)

Acc. No
49

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

● — سن اشاعت نومبر ۱۹۸۶ء

● — بار اولی چھ سو

● — قیمت : ۱۶ روپے

بیرونی ممالک کے لئے ۳ ڈالر

● — طباعت اعجاز پرنٹنگ پریس حیدرآباد - ۲

(ناشر)

رحمان ساجد

چنگلگوڑہ، حیدرآباد - ۲۴

(ملنے کے پتے)

○ — حمای بکڈ پو - مچھلی کمان - حیدرآباد - ۲

○ — مینار بکڈ پو - مچھلی کمان - حیدرآباد - ۲

○ — الیاس ٹریڈرس، شاہ علی بیٹہ روڈ - حیدرآباد -

○ — ادبی مرکز، اعجاز پرنٹنگ پریس چھتہ بازار، حیدرآباد - ۲

○ — برکان مصنف - ۲۹۲ - ۴ - ۱۶ چنگلگوڑہ، حیدرآباد - ۲۴

Acc. No.
49



رحمن ساجد (عبدالرحمن خان)

یہ کتاب فخر الدین علی احمد میموریل کمیٹی

حکومت اتر پردیش لکھنؤ کے مالی تعاون

سے

شائع ہوئی



ہدیہ شکر

رَبِّ الْعِزَّتِ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ اس کے فضل و
کرم کے باعث کتاب کی اشاعت عمل میں آئی۔ اور
ساتھ ہی ساتھ مالی تعاون کے لئے فخر الدین علی احمد کمیٹی
اتر پردیش لکھنؤ کا بھی شکور ہوں۔

انتساب

میرے فرزند مشتاق احمد خاں کے نام جسکی سلسلی
 دوڑدھوپ کے باعث کتاب کی اشاعت عمل میں آئی۔

محمد عبد الرحمن خاں
رحمان ساجد

۱۹۳۰ء

پی ایس ایم او ایل
غیر ادبی ملازمت
حیدرآباد دکن

نام مصنف
قلمی نام
سن پیدائش
تعلیم
پیشہ
وطن

فہرست

۸	سید سموی کاظم پریسل اور ٹیل اردو کالج	پیش لفظ
۱۰		کچھ ڈرامے کے بارے میں
۱۲		۱۔ بڑے بے آبرو ہو کر
۳۳		۲۔ تازیانہ
۵۴		۳۔ دوسری شادی
۷۸		۴۔ فیصلہ
۱۰۰		۵۔ آخری ہفتہ
۱۱۵		۶۔ آخری فیصلہ
۱۵۹		۷۔ پھول اور کانٹے
۱۹۰		۸۔ شیشے کا گھر
۲۲۶		۹۔ آشیانہ
۲۴۵		۱۰۔ اغلاط نامہ

پیش لفظ

”ڈراما“ کی طرف ان دنوں کچھ توجہ کم ہو رہی ہے۔ پچھلے چند سال سے عثمانیہ یونیورسٹی کے انڈیل کورس سے بھی ڈرامے کو خارج کر دیا گیا تھا۔ ۱۹۸۵ء تا ۱۹۸۶ء میں جب انڈیل کورس کے بورڈ آف اسٹڈیز کا مجھے چیئرمین بنایا گیا اور نیا نصاب مرتب کیا گیا تو میں بی اے (ایل) اور ایم اے (ایل) میں دوبارہ ڈرامے کا پرچہ رکھ دیا ہے۔ ریڈیو، ٹی وی اور فلم کے اس دور میں اردو ڈرامہ نگاروں کا لال پٹا ہوا ہے۔ ایسے میں محض ساجد کے ان ڈراموں کی اشاعت سے یگنہ خوشی ہوئی میں نے یہ سارے PLAYS ایک ہی نشست میں پڑھ ڈالے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ ڈرامے انتہائی دلچسپ ہیں ساتھ ہی اصلاحی پہلو کے حامل — ہر ڈرامہ میں ساجد صاحب نے سماج کی کسی نہ کسی خرابی کی طرف اشارہ کر کے اصلاح کے جذبے کا اظہار کیا ہے۔ خاص طور پر شادی بیاہ کے موضوع کو انہوں نے اپنا کر اس کی خامیوں کا بڑی عمدگی سے اظہار کیا ہے۔ ان کا دل شادی بیاہ کے معاملات میں رکاوٹ پر تڑپ جاتا ہے اور جب یہ رکاوٹ دولت کے باعث پیدا ہوتی ہے تو ان کا جی چاہتا ہے کہ وہ بیاہ کے قانون بنادیں۔

”خوب صورت لڑکی بد صورت مرد کو نہ دی جائے“

”تعلیم یافتہ لڑکی جاہل مرد سے بیاہی نہ جائے“

”کم عمر لڑکی عمر رسیدہ شخص کو نہ دی جائے“ وغیرہ

”لڑکے والوں کی طرف سے مطالبات کی بوجھاڑ ہوتی ہے۔ لڑکی دالے اپنی سدا بہار ہو جوتی جلتے ہیں“ کوئی ایسی ”انجن بیرونی خواتین“ بنائی جائے جو یہ دیکھے کہ لڑکا لڑکی کے لئے موزوں ہے یا نہیں اس کی شخصیت کسی ہے؟ قابلیت کیا ہے؟ خیالات کیے ہیں؟ یا ضابطہ لڑکے کے کردار کی تحقیق کر کے لڑکی دی جائے۔ تب ہی لڑکے والوں کے پسینے چھوٹ جائیں گے اور وہ اپنے مطالبات سے دستبردار ہو جائیں گے۔“

سچ تو یہ ہے کہ ساجد صاحب نے ان دُراموں کے اندر یہ نوجوانوں کی دکھتی رگ پر بڑی خوبی سے ہاتھ رکھا ہے۔ آج کے نوجوان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ ایک حسین بیوی کے ساتھ ڈھیر سارے جہیز کا مالک بن جائے، لطف یہ کہ وہ اپنی ہستی کو بھلائے بیٹھا ہے، یہ نہیں دیکھتا کہ وہ خود کتنے پانی میں ہے۔

رحمان ساجد صاحب نے اردو کے کہنہ مشق دُر اماں نگار حضرت منجو قمر فیضیہ صاحب کیا ہے۔ ان کی یہ خواہش تھی کہ اس کتاب کا دیباچہ حضرت منجو قمر لکھتے۔ وہ نہ رہے تو یہ کام مجھے سونپا ہے۔ جو ان کے حضرت منجو قمر صاحب (اتھاہ خلوص کا منظر ہے حضرت منجو قمر ہوتے تو وہ ان دُراموں کی وہ خوبیاں اور اچھائیاں بھی بیان کرتے جن تک ہماری نظر نہیں پہنچی۔

مجھے یقین ہے رحمان ساجد صاحب کی یہ کوشش رائیگاں نہ جائیگی ان کے یہ دُرے پسند کئے جائیں گے۔ اسکولوں اور کالجوں کے اسٹیج پر ہی نہیں T.V کے چھوٹے اسکرین پر بھی ہم انہیں دیکھ سکیں گے۔

سید موسیٰ کاظم

(پرنسپل اورنٹیل اردو کالج)

چیرمن بورڈ آف اسٹڈیز زبان اردو (اورنٹیل) جامعہ عثمانیہ

برائے سال ۱۹۸۵ اور ۱۹۸۶ ع۔

کچھ ڈرامے کے بارے میں

میں نے ڈرامہ نگاری کی ابتداء ریڈیو ڈرامہ نگاری سے کی ۱۹۶۵ء میں میں نے "بڑے آبرو ہو کر لکھا" پھر "تازیانہ" "دوسری شادی" اور "فیصلہ" لکھے گئے۔ یہ تمام ڈرامے آل انڈیا ریڈیو حیدرآباد بمبئی سے متعدد بار نشر ہو چکے ہیں۔ ۱۹۶۷ء میں "آفری ہفتہ" ڈرامہ لکھا جو ماہنامہ "شاعر" بمبئی، اکتوبر نومبر ۱۹۶۷ء کے شمارے میں شائع ہو چکا ہے۔ "آفری فیصلہ" بھی آل انڈیا ریڈیو حیدرآباد سے نشر ہو چکا ہے۔ "پھول اور کانٹے" "ششے کا گھر" اور "آشیانہ" ۱۹۸۱ء میں لکھے گئے۔ لیکن "ششے کا گھر" اور "آشیانہ" آل انڈیا ریڈیو حیدرآباد سے نشر ہو چکے ہیں۔

میں نے ان ڈراموں پر نظر ثانی کی ہے۔ کسی میں کردار کا اضافہ کیا ہے۔ کبھی کردار کو وسعت دی ہے۔ فرض ان تمام ڈراموں کو مکمل ڈرامے کی صورت میں پیش کرنے کی سعی کی ہے۔

میری رائے میں ریڈیو ڈرامے میں ڈرامے کی مکمل صورت نہیں پائی جاتی پھر ان ڈراموں پر وقت کی حکمرانی رہتی ہے۔ جس کے باعث ضروری چیزیں کاٹ چھانٹ دی جاتی ہیں۔

ان ڈراموں کو صرف سنا جاسکتا ہے۔ دیکھا نہیں جاسکتا۔ اور اسٹیج ڈرامہ ان سارے قیود سے بالاتر ہوتا ہے۔ پھر ریڈیو ڈرامے میں میوزک اور ساؤنڈ سے بڑی خوبیاں پیدا کی جاتی ہیں۔ اگر یہی ڈرامہ کتبی شکل میں سامنے آئے تو بے لطف سا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ڈرامہ دیکھنے اور سننے کی چیز ہے، پڑھنے کی نہیں۔

بعض نقاد ڈرامے میں ادبی خوبیوں کو بہت کم اہمیت دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک ڈرامے کا مقصد صرف تفریحِ طبع ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ خیال غلط ہے۔ ڈرامہ بنیادی طور پر ادب کی صنف ہے جو شاعری سے قریبی تعلق رکھتی ہے اس کی سب سے بڑی خوبی مناسب کلائمکس کے ساتھ ساتھ شاعرانہ کیفیت ملتی ہے بہر حال جو کچھ ہے حاضر خدمت ہے۔

رحمان ساجد

بڑے بے آب رو ہو کر

کردار

- اشفاق :- ایک پچیس سالہ نوجوان جس کا رنگ قدرے سیاہ ہے ۔
 ماں :- عمر ۵۰ سال ۔
 بھابھی :- عمر ۲۴ سال
 بہن :- عمر ۲۲ سال
 کریم پوا :- مشاطہ عمر ۵ سال
 لڑکی :- خوبصورت نازک اندام جو اشفاق کیلئے پسند کی جا چکی ہے ۔
 عمر ۲۲ سال ۔
 سلیم :- لڑکی کا بڑا بھائی عمر ۲۵ سال ۔
 اور ملازمہ ۔

پہلا منظر

ایک ورائڈ اچھا صوفہ سٹ پڑا ہوا ہے۔ دائیں جانب ایک دروازہ جو باہر کھلتا ہے جس پر پردہ پڑا ہے۔۔۔۔۔ شمالی دیوار سے ایک دروازہ لگا ہے جو اشفاق کا کمرہ ہے۔

پردہ اٹھتا ہے۔

اشفاق کی ماں بے بھائی اور بہن۔ تھکاوٹ کے شدید احساس کیساتھ اطمینان کا سانس لیتے ہوئے دائیں دروازے سے ورائڈے میں داخل ہو کر صوفہ پر بیٹھ جاتے ہیں اور پسینہ پوچھتے ہیں۔

ماں :- اف۔ وہی مثل پوری ہوئی کہ لڑکی دیکھتے دیکھتے پیر کی جوتیاں گھس گئیں۔ اب دیکھنا صاحبزادے بلند معیار کو یہ لڑکی بھی پسند آتی ہے یا نہیں۔

بھابی :- اگر یہ لڑکی بھی پسند نہ آئی اماں۔ تو پھر میں بہت تھک چکی ہوں۔ آئندہ کسی لڑکی کو دیکھنے نہیں چلوں گی یوگوں میں مشہور ہو گیا ہے کہ ہم لوگ صرف دعوتیں اڑانے اور لڑکی والوں سے ہنسی دل لگائی کرنے جاتے ہیں لڑکی کا انتخاب کرنے نہیں۔

بہن :- یہ لڑکی تو ضرور پسند آجائے گی بھائی جان کو۔ !
اشفاق :- (دور کی آواز) آخر میں بھی تو سنوں کہ لڑکی کیسی ہے !

(شمالی دروازے سے یرآمد ہوتا ہے)

کچا سرخواب کے پر لگے ہیں اس میں (صوفے پر بیٹھ جاتا ہے)

بہن :- ہاں بھائی جان سرخاب کے پر ہی لگے ہیں ۔ اگر آپ ایک نظر دیکھا
تو رک جاتی ہے ۔

بھابی :- پروانہ بن جائیں ۔

اشفاق :- اچھا — (ماں سے) اماں آپ کا کیا خیال ہے ۔

ماں :- (مزاحیہ انداز میں) میں کیا ظاہر کروں خیال اپنا ۔ میں تو پرانے

خیالات کی عورت ٹھیری (مسکرا کر) پہلے اپنی بھابی سے پوچھ لو ۔

اشفاق :- بھابی ۔ میں آپ کی گرانقدر رائے کا منتظر ہوں ۔

بھابی :- (سنجیدگی سے) میں تو پسند کر چکی ہوں لڑکی کو ۔ کیا قدر و قامت کی

ناک نقشہ ۔ کیا رنگ روپ غرض ۔

سر سے پاتک جہاں کہیں دیکھو

ہر ادا کہتی تھی یہیں دیکھو ۔

بہن :- پھر اردو کی گریجویٹ بھی ہے بھائی جان —

اشفاق :- اچھا ۔

بھابی :- اور شاعرہ بھی — خوب گزری گی جو مل بیٹھیں گے دیو

..... (مسکرا کر) نہیں نہیں فرزائے دو ۔

اشفاق :- (کمال اشتیاق سے) شاعرہ بھی ہے — !

بہن :- ہاں بھائی جان ۔ میں تو اس کا ایک شعر بھی نوٹ کر لائی

ہوں کیا لا جواب ہے —

اشفاق :- آخر سناؤ بھی تو —

بہن :- سنئے (پاکٹ سے نوٹ بک نکالتی ہے اور کھول کر پڑھتی ہے) :-

زندگانی کو بہر صورت بنانا چاہئے

یعنی ہر تازہ ستم پر مسکرا نا چاہئے

اشفاق :- (بغور دہراتا ہے)

زندگانی کو بہر صورت بنانا چاہئے :- یعنی ہر تازہ ستم پر مسکرا نا چاہئے

واقعی خوب تخیل ہے بڑی اولوالعزم معلوم ہوتی ہے ! لیکن رضیہ کیسے

نوٹ کیا تم نے یہ شعر -

بہن :- بڑی مشکل سے - ! آپ کو سنانے کی خاطر نوٹ کرنا پڑا ۔

اشفاق :- آخر کیسے ۔

بہن :- (مسکرا کر) اچھا بھی کہہ دیتی ہوں - جس کمرے میں ہماری ضیافت

کی گئی تھی وہیں دیوار پر ٹنگے ایک فریم میں یہ شعر درج ہے معلوم ہوا کہ لڑکی

کا ہے اور لڑکی کے والد کو بہت پسند آیا تو انہوں نے فریم کروا کر دیوار سے

آویزاں کر دیا ہے ۔ آپ جیسے قاری کیلئے نصیحت کا باعث ہو ۔

اشفاق :- (غصہ سے) کیا کہا ! تجھ جیسے ! نصیحت !

بہن :- (سنجیدگی سے) تو بہ - ! کیا سلیپ آف ٹنگ ہے ۔ نہیں نہیں

ہر قاری کیلئے ۔

اشفاق :- سبحان اللہ ۔ کیا بلند خیالات کی لڑکی ہے ۔ !

بھابی :- نہ صرف خیالات ہی بلند ہیں بلکہ لڑکی ہر نقطہ نظر سے لائق انتخاب

ہے ۔ بس رعنما مندی ظاہر کیجئے اور بات چیت کو آگے بڑھائیے کہیں ایسا نہ ہو کہ

ہماوی غفلت سے لڑکی ہاتھ سے نکل جائے پھر کفِ افسوس ملنا پڑے گا ۔
اشفاق :- لیکن بھابی ! (مسکرا کر) ایک شرط ہے ۔

بھابی :- وہ کیا !

اشفاق :- ایک اچھٹی نگاہ ہی سہی دیکھنے کا موقع مل جائے ۔

بھابی :- شادی ہو لینے دو ۔ پھرئی بھر کر دیکھ لینا ۔

اشفاق :- نہیں ۔ ! شادی سے قبل ہی (مسکرانے لگتا ہے)

بھابی :- (حیرت سے) غضب خدا کا ۔ آپ بھی دیکھیں گے لڑکی کو ۔ !
اشفاق :- (مسکراتے ہوئے) کیا مضائقہ ہے ۔

ماں :- جو خاموش بیٹھی گفتگو سن رہی تھی ایک دم بول اٹھتی ہے (پھر توصاف
یہ مطلب ہوا کہ تم کو نہ تو ماں پر بھروسہ ہے نہ تو بھابی اور بہن پر ۔ پھر ہمارے لڑکی
دیکھنے سے فائدہ !

اشفاق :- بھروسہ تو بہت ہے اماں لیکن اطمینانِ قلب بھو تو کوئی شے ہے ۔
ماں :- تمہارا اطمینانِ قلب تو ایک معمہ ہے ! جس کو آج تک کوئی سمجھ نہیں سکا ۔
(غیض سے) بہتر ہے تم خود ہی لڑکی تلاش کر لو ۔

اشفاق :- اماں آپ تو ناراض ہی ہو گئیں ۔ !

ماں :- ناراض نہیں ہوں گی تو کیا خوش ہوں گی ! تمہاری شادی ہونے تک تو
خدا ہی ہے ۔ میں تو سمجھتی ہوں بال تک سفید ہو جائیں گے اور تم لڑکی کی تلاش
ہی کرتے رہو گے ۔

ریاں کو ناراض دیکھ کر بہن اٹھتی ہے اور چپکے سے دائیں جانب کے

دروازے سے باہر نکل جاتی ہے)

اشفاق بہ ہو جانے دیجئے بال سفید۔ لیکن میں ایسی BLIND شادی سے

باز آیا۔ (اٹھ کر کمرے میں چلا جاتا ہے)

بہمن بلاس دروازے سے برآمد ہو کر) اماں کر مین بوا آرہی ہے (صوفہ پر بیٹھ

جاتی ہے)

ماں بہ۔ (اسی موڈ میں) کیا فائدہ ہے۔ اس کی دوڑ دھوپ سے !

ہمارے ساتھ اس کی محنت بھی اکارت جا رہی ہے۔ اس سے کہہ دو کہ اپنی
دوڑ دھوپ ختم کر دے۔

ردائیں جانب کے دروازے سے کر مین بوا داخل ہوتی ہے)

کر مین بوا بہ۔ تمام بیگمات کی خدمت میں آداب بجالاتی ہوں رہا تھا اٹھا کر

سلام کرتی ہے اور تمام بیگمات بھی ہاتھ اٹھا کر سلام کا جواب دیتی ہیں)

بڑی بیگم صاحبہ کچھ خفا معلوم ہوتی ہیں۔ (اسٹول پر بیٹھ جاتی ہے)

ماں بہ۔ خفا کیا۔ ! سخت عذاب میں جان مبتلا ہے۔ اشفاق میاں اب

ایک نرالی شریط پیش کر رہے ہیں۔

کر مین بوا بہ۔ (تجسس سے) وہ کیا۔ !

ماں بہ۔ رضا مندی سے قبل لڑکی کو دیکھنا چاہتے ہیں۔

کر مین بوا بہ۔ اولی اللہ۔ ! کہیں نوشہ کو بھی لڑکی دکھائی جاتی ہے۔ !

راشفاق اپنے کمرہ سے برآمد ہوتا ہے)

آپ کی والدہ بہن اور بھائی کا دیکھنا کیا آپ کا دیکھنا نہیں؟ دو لہا میاں۔

اشفاق :- وہ تو صحیح ہے کریمین بوا لیکن شادی تو مجھے کرنی ہے ۔
 کریمین بوا اب اس سے کون انکار کرتا ہے میاں لیکن ایسا طریقہ رائج تو نہیں ہے ۔
 اشفاق :- نہیں ہے تو اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ قدیم طور طریق میں تبدیلی
 ہی نہیں ہونی چاہئے ۔ جس طرح اور پڑانے موسم و رواج بدل رہے ہیں اسی
 طرح ان رسومات میں بھی تبدیلی لازمی ہے ۔ میرے خیال میں اب شادی سے
 قبل لڑکا لڑکی کو اور ایک دوسرے کو دیکھنے اور پسند کرنے کا موقع ملنا چاہئے
 تاکہ شادی کے بعد تلخیاں پیدا ہی نہ ہوں ۔

کریمین بوا اب سرکار میرے ۔ رفتہ رفتہ ایسا بھی ہوگا لیکن اچانک تبدیلی کیسے
 ممکن ہے ۔ پھر اس لڑکی کے تعلق سے تو آپ کے شبہات خواہ مخواہ کے ہیں
 یہ لڑکی ایسی ہیں کہ حوریں شرمائیں ۔

اشفاق :- وقار سے سوچو عجیب کشمکش ہے دل کا اٹلی فیصلہ ہے کہ ایک نظر
 دیکھ لیا جائے رانداز بدل کر پھر کریمین بوا ۔ ! لڑکی کے خط و خال اور انداز
 دادا سے بھی مجھے کچھ نہ کچھ اس کے مزاج اور طبیعت کا پتہ چل جاتا ہے اور
 جس کا چلانا بھی نہایت ضروری ہے ۔

کریمین بوا :- مسکرا کر ! تو پھر یوں کہئے کہ آپ خط کا مضمون بھانپ لیتے ہیں
 مفادہ دیکھ کر ۔

اشفاق :- بالکل اب تم گئے جو میرا مطلب ۔

کریمین بوا :- لیکن میاں آپ کو لڑکی دکھانا کیسے ممکن ہے ۔ باکیا قصور سے
 کام نہیں چل سکتا ؟

اشفاق نہ نہیں۔ جو بات اس میں ہے اس کی تصویر میں کہاں ہوگی۔
کریمین بواب۔ (مایوسانہ لہجہ میں) مگر وہ لوگ کیسے راضی ہوں گے دلہا کو لڑکی
دکھانے کیلئے!۔

اشفاق نہ۔ تم چاہو تو والدین کی مرضی کے بغیر بھی لڑکی دکھا سکتی ہو۔
کریمین بواب۔ (حیرت سے) وہ کیسے۔

اشفاق نہ۔ صرف لڑکی کی رضامندی سے کیوں کہ لڑکی ترقی پسند خیالات کی معلوم
ہوتی ہے۔ یقیناً راضی ہو جائے گی۔

ماں نہ۔ (رجو غور سے سن رہی تھی) کریمین بواب۔ مجھے اس معاملے میں مہتری
جان کی خیر نہیں معلوم ہوتی۔

اشفاق نہ۔ کیوں اماں۔ اس میں کیا خطرہ محسوس کر رہی ہیں آپ!
ماں نہ۔ خطرہ۔ خطرہ تو بہت بڑا ہے اس میں۔ اگر لڑکی والدین سے
مشاطہ کی شکایت کر دے کہ وہ اس کو چوری سے دولہے سے ملنے کیلئے کہہ رہی
ہے تب مشاطہ کی جان پر بن جائے گی۔ ایک تو غریب کی فضیحتی ہوگی دوسرے
س کو ہمیشہ کیلئے اپنے پیشے سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

اشفاق نہ۔ اماں۔! میں جو چاہتا ہوں وہ نہ تو آپ خود کرتی ہیں اور نہ کسی
و کرنے دیتی ہیں۔

اں نہ۔ اچھا بیٹا۔ ایک میں ہی تمہاری دشمن ہوں۔ تو لو میں خود ہی اندر چلی
تی ہوں۔ (اٹھ کھڑی ہوتی ہے) بہو اور رضیہ چلو تم بھی اندر آ جاؤ۔
رہائیں جانب کے دروازے سے فرمان خانے میں چلی جاتی ہے اور

پیچھے پیچھے بہو اور رضیہ بھی رخصت ہوتی ہیں !

اشفاق :- چلو اچھائی ہوا۔ اب اطمینان سے بات چیت ہوگی۔

ہاں تو کریمین بوا میں کہہ رہا تھا کہ صرف لڑکی کی رضامندی سے۔

کریمین بوا :- اگر لڑکی راضی نہ ہو تو !

اشفاق :- تب بھی تم لڑکی کو دکھا سکتی ہو۔

کریمین بوا :- ذرا ہو کر آخر کیسے !

اشفاق :- مثلاً لڑکی پکچر دیکھنے کیلئے جائے یا اپنی سہیلیوں سے ملنے یا شاپنگ

وغیرہ کیلئے نکلے تو موقع سے دکھائی جاسکتی ہے۔

کریمین بوا :- وہ تو سچ ہے مگر موقع سے دکھانے کیلئے پہلے مجھے علم ہونا چاہئے

کو لڑکی کا کیا پروگرام ہے پھر آپ کا موجود رہنا۔ غرض بڑی درد سہی کا کام

ہے میاں۔

اشفاق :- ایسے وقت تم درد سہی سے بھاگو گی تو کام بنے گا کیسے۔

کریمین بوا :- (عاجز ہو کر) میاں ! میں وعدہ تو نہیں کرتی کوشش کرتی

ہوں اگر کام بن گیا تو آپ کی قسمت۔

اشفاق :- ٹالنے کی کوشش مت کرو کریمین بوا۔ یہ کام تو تمہارے بس کا ہے

دیکھو منہ مانگا انعام دوں گا۔ ہاں۔

کریمین بوا :- اچھا میاں کوشش کرتی ہوں (اٹھ کھڑی ہوتی ہے) آداب عرض۔

اشفاق :- آداب۔ (ہاتھ اٹھاتا ہے۔)

کریمین بوا بائیں جانب کے دروازے سے زنان خانے میں چلی

جاتی ہے اور اشفاق اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے
(پردہ گرتا ہے)

دوسرا منظر

پہلے منظر کا ورائنڈ اجہاں اشفاق کی ماں اور بھابی صوفہ پر بیٹھے ہیں
کہ پردہ اٹھتا ہے)
ماں :- سامنے رکھے پیکدان میں تھوک گمرا
بہو :- کر مین بوا پھر آئی نہیں ایک زمانہ ہو گیا ۔
بہو :- میرے خیال میں تو ۔! اب تو نہیں آئے گی وہ اماں ۔
ماں :- کیوں ؟

بہو :- آپ دیکھ نہیں رہے ہیں اشفاق صاحب کی شرطیں ۔
بھلا کون لڑکی ہوگی جو شادی سے قبل اپنے دولہا سے ملے گی ! بات چیت
کریں گی ! اگر میرے صاحب کا بھی یہی حال رہتا تو میں سمجھتی ہوں کہ میں تو آپ
کے گھر نہیں آسکتی تھی اماں ۔

ماں :- سچ ہے بیٹا ۔ لیکن یہ اشفاق کو کیا ہو گیا ہے نہیں معلوم ۔ بغیر لڑکی کو
دیکھے شادی کرنے سے ایسے گھبرا رہا ہے جیسے ہم لوگ اس کے دشمن ہیں ۔
بہو :- ایسا نہیں ہے اماں ۔ دراصل اشفاق میاں کی شرارت ہے
یہ جو ہم سب کو پریشان کئے ہوئے ہے ۔

ماں بے ہاں بیٹا۔ یہ اشفاق تو بڑا چلتا پرزہ نکلا ہے۔
 کریمین بوا بے ردا میں دروازے سے داخل ہوتی ہے (خاتون عالیہ کی خدمت
 میں آداب بجالاتی ہوں۔ رجواب میں دونوں ہاتھ اٹھاتی ہیں)
 ماں بے اوہ کریمین بوا۔ آؤ آؤ بڑی عمر پائی ہو۔ کان پکڑ لو۔ ابھی تمہارا
 ہی نوکر چل رہا تھا۔
 کریمین بوا بے اچھا (بیٹھ جاتی ہے) لائیے یکم صاحبہ پہلے مٹھائی کھلائیے۔
 کہاں ہیں دو لہامیاں۔

اشفاق بے (دور سے آواز سنائی دیتی ہے) آ رہا ہوں (اپنے کمرہ سے برآمد
 ہوتا ہے) کیا ہے کریمین بوا۔ تمہارا انتظار کرتے کرتے تو ہم لوگ تھک چکے
 تھے۔ کہاں کھو گئیں تھیں؟

کریمین بوا بے کیا کروں میاں آپ نے ایسی ڈیوٹی لگائی تھی کہ حواس ہی گم تھے
 آخر تنگ آ کر لڑکی والوں سے آپ کی خواہش ظاہر کر دی۔ پہلے تو وہ لوگ سخت
 برہم ہوئے۔ میں سمجھی کہ اب معاملہ یہیں ختم ہے۔ پھر آپس میں کیا رائے مشورہ کئے
 نہیں معلوم۔ آج مجھے بلا کر کہا کہ لڑکے کو لڑکی دکھا دی جائے گی۔

ماں بے (سخت متعجب ہو کر اراضی ہو گئے وہ۔) (اپنے آپ سے)
 واہ کیا زمانہ آگیا ہے۔ گویا اب ہم لوگوں کی درمیان میں آنے کی ضرورت
 ہی نہیں رہی۔

بہو بے آگے آگے دیکھئے ہوتا کیا ہے! اب وہ زمانہ آئینا لہے امان جان
 کہ انگریزوں کی طرح ہمارے یہاں بھی قبل از شادی لڑکا لڑکی کی باضابطہ

کورٹ شپ ہونے لگے گی۔

اماں بے اچھا ہے۔ جب تک ہم زندہ نہیں رہیں گے بہو۔ بے حیائی انتہا کو پہنچ گئی ہے۔

بھابی بے اور اشفاق میاں کا نام تاریخ میں زریں حروف میں لکھا جائیگا۔ کریمین بوابہ (اترا کر) کیا میرا نام بھی تاریخ میں آئے گا دولہا میاں؟ اشفاق بے کیسے نہیں۔ تمہارا نام تو پہلے آئیگا کریمین بوا کیوں کہ تم نے وہ کارنہا یا انجام دیا ہے جو آج تک کسی مشاطہ سے بن نہیں پڑا۔

کریمین بوابہ (خوش ہو کر) تو پھر لائیے سرکار ہمارا منہ مانگا انعام۔

اشفاق بے وہ تو یقیناً ملے گا لیکن ذرا..... لڑکی..... دیکھ لیتے..... (ہنستا ہے)

کریمین بوابہ آپ کچھ بھی کہئے بیگم صاحبہ! میں تو ایسا دولہا آج تک نہیں دیکھی (ہنستی ہے) (بھابی اور ماں بھی ہنستی ہے) اشفاق بے ہاں تو کریمین بوا پھر کب چلیں گی لڑکی کو دیکھنے کے لئے!۔

کریمین بوابہ اتوار کے دن۔ یہی طے پایا ہے۔ احتیاطاً میں کل بھی وہاں جا کر کہہ دیتی ہوں کہ آپ اتوار کو آرہے ہیں لیکن ذرا حجامت و حجامت بنا کر عمدہ لباس میں آئیے گا۔

اشفاق بے میرے کپڑوں کی تم فکر مت کرو۔ یہ کام تو خود میرا ہے اور وہاں ٹھیک وقت پر پہنچ جاؤں گا۔

کریمین بوابہ اچھی بات ہے میں پہلے ہی سے وہاں موجود رہوں گی لیکن

پاپا پنچ کی بجائے ساڑھے پانچ یا چھ مت بجائیے۔
 اشفاق بہ تم یقین رکھو۔ میں جب وہاں پہنچوں گا ٹھیک پانچ ہی بج رہے ہوں گے۔
 کریمینا بواب تو اب میں چلتی ہوں۔ (اٹھ کھڑی ہوتی ہے)۔
 اشفاق اب اچھا۔

(کریمینا بواب کو سلام کر کے دائیں جانب کے دروازے سے چلی جاتی ہے)۔
 ماما چنوا اچھا ہوا۔ ہم سے پیچھا چھوٹا۔ اب یہ جانے اور کریمینا بواب جانے۔
 (اشفاق اٹھ کھڑے اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے)۔
 بہو اب اچھا ہوا اماں کہ ہم بری الذمہ ہو گئے۔ ورنہ اشفاق میاں تو ہر معاملے
 میں ٹانگ اڑا بیٹھتے ہیں۔

(اماں اور بہن بھی بائیں جانب کے دروازے سے زنان خانے میں چلی
 جاتی ہیں)

(پروردہ گرتا ہے)

تیسرا منظر

لڑکی والوں کا صوفیہ سٹ سے آراستہ کمرہ ہے شمالی دیوار سے
 ایک گھڑی لگی ہے جس میں پانچ بجنے والے ہیں۔ دائیں جانب ایک
 دروازہ ہے جو باہر کھلتا ہے۔ بائیں جانب ایک دروازہ ہے جو زنان
 خانے میں کھلتا ہے جس پر پردہ پڑا ہوا ہے جیسے پردہ اٹھتا ہے

کر مین بوا زنان خانے سے داخل ہوتی ہے ۔
 کر مین بوا ب۔ (گھڑی کی طرف دیکھ کر اپنے آپ سے) پانچ بج رہے ہیں ۔
 دولہا میاں اب آتے ہی ہوں گے ۔

ردائیں جانب کے دروازے سے باہر نکل جاتی ہے پھر لڑکی کا بڑا
 بھائی سلیم بائیں جانب کے دروازے سے داخل ہوتا ہے اور صوفہ سٹ
 پر بیٹھ جاتا ہے)

کر مین بوا ب۔ (داخل ہو کر) دولہا میاں آرہے ہیں ۔
 سلیم ب۔ (اٹھ کر دروازے تک پہنچتا ہے کہ اشفاق آتا ہے)
 شفاق ب۔ اسلام وعلیم ۔

سلیم ب۔ وعلیکم السلام ۔ تشریف لائیے ۔

(دونوں صوفہ سٹ پر بیٹھ جاتے ہیں اور کر مین بوا زنان خانے میں
 چلی جاتی ہے ۔)

سلیم ب۔ (بغور دیکھ کر سکوت کو توڑتے ہوئے آپ کی HOBY کیا ہے ۔
 نفاق ب۔! ہابی ۔! کوئی خاص نہیں ۔ یہی فرصت کے اوقات
 ہں پکچر دیکھنا اور کتب کا مطالعہ ۔

سلیم ب۔ مطالعہ کتب میں آپ کا پسندیدہ سبجکٹ کونسا ہے ۔
 شفاق ب۔ لٹریچر اور پالیٹکس ۔

زنان خانے سے ملازمہ مٹھانی کے ٹرے لئے داخل ہوتی ہے اور
 زیر رکھ کر واپس چلی جاتی ہے ۔

پھر پانی کا جگ اور گلاس لئے داخل ہوتی ہے اور میز پر.... رکھ کر واپس چلی جاتی ہے۔

سلیم :- بسم اللہ۔ شروع کیجئے۔ (پلیٹ آگے بڑھاتا ہے)
(اشفاق اور سلیم ایک ایک دودھ پیڑا اٹھا کر کھاتے گتے ہیں)
سلیم :- حیرت ہے کہ آج کے دور میں سائنس سے کوئی دلچسپی نہیں آپ کو۔
اشفاق :- رہنما ہے! کیوں نہیں! ضرور ہے لیکن سائنسی کتب آسانی سے دستیاب نہیں ہوتیں۔ بڑی قیمتی ہوتی ہیں۔ میں لی بلا سی۔ س۔ سائنس کا پروگرام ضرور سنتا ہوں۔

سلیم :- اچھا۔! (پلیٹ بڑھا کر) لیجئے۔ اطمینان سے کھائیے۔
(مسکرا کر) آپ تو لڑکیوں جیسا تکلف کر رہے ہیں)

اشفاق :- میں لڑکی تھوڑی ہی ہوں۔ جو لڑکیوں جیسا شرمائوں۔
بات یہ ہے میں مٹھائی کم ہی کھاتا ہوں۔

سلیم :- کم از کم آج تو....! (خاموش ہو جاتا ہے)۔
اشفاق :- کیوں نہیں۔! ضرور (ٹرے سے حلوہ سوہن اٹھا لیتا ہے)۔
سلیم :- گیمس سے کوئی دلچسپی نہیں آپ کو۔!

اشفاق :- ضرور ہے۔

سلیم :- کونسے گیمس مرغوب ہیں؟

اشفاق :- فٹ بال، ہاکی، کرکٹ غرض مختلف گیمس۔

سلیم :- آپ کونسا گیم کھیلتے ہیں؟

اشفاق :- ٹیبل ٹینس ۔

سلیم :- صرف ٹیبل ٹینس ہی ۔

اشفاق :- اب اور تو کوئی کھیل کھیلنے کا موقع نہیں ملتا ۔ ٹیبل ٹینس کلب میں پڑا رہتا ہے کھیل لیتے ہیں ۔

(اشفاق جگ سے پانی لیکر پیتا ہے اور رک جاتا ہے ۔)

سلیم :- ارے رک گئے آپ تو ۔ !

اشفاق :- بس ۔ !

سلیم :- (سلیم بھی جگ میں پانی لیکر پیتا ہے پھر پکارتا ہے) گلشن ۔ !
گلشن زنان خانے سے برآمد ہوتی ہے)

سلیم :- جلدی سے چائے لے آؤ ۔

گلشن :- اچھا ۔ ! (جلدی ۔ جلدی ۔ پلیٹیں ٹرے میں رکھ کر چلی جاتی ہے
پھر ٹرے میں چائے کا سٹ لے کر آمد ہوتی ہے اور ٹرے سے سٹ
کال کر سامنے پڑے میز پر رکھ دیتی ہے ۔)

(سلیم سٹ سے دو کپس چائے بناتا ہے اور ایک کپ اشفاق کی

لف بڑھاتا ہے)

سلیم :- (لہجے (اور خود ایک کپ اٹھا لیتا ہے) ۔)

اشفاق :- (چائے کی ایک چسکی لے کر) چائے تو بڑی لذیذ ہے آپ کے

ہاں کی !

سلیم :- پھیکی تو نہیں !

اشفاق ب۔ زچکی ہے نہ بیٹھی ۔ بڑی مزیدار ہے ۔

سلیم ب۔ شکریہ ۔

دچائے پی کردونوں پیالیاں ٹیبل پر رکھ دیتے ہیں ۔ گلشن چائے کا
سٹ ٹرے میں رکھ کر زنان خانے میں چلی جاتی ہے ۔

سلیم ب۔ میں ابھی آیا (اٹھ کر زنان خانے میں چلا جاتا ہے ۔)

دوسرے لمحے پردہ ہٹتا ہے اور ایک خوبصورت نازک اندام لڑکی
دیدہ زیب لباس میں ملبوس لچاتی مسکراتی داخل ہوتی ہے اس کو آتا دیکھ
کر اشفاق سٹ سے اٹھ جاتا ہے ۔

لڑکی ب۔ آداب عرض ۔

لڑکا ب۔ آداب ۔ (دونوں بیٹھ جاتے ہیں)

لڑکی ب۔ میں وہی خوش نصیب لڑکی ہوں جس کا انٹرویو لینے کے آپ
مشتاق تھے ۔

اشفاق ب۔ (سر سے پاتک بغور دیکھ کر) ماشاء اللہ جیسا سنا تھا ویسا ہی
پایا ۔

لڑکی ب۔ یعنی !

اشفاق ب۔ یعنی — کہ آپ ملکہ حسن ہیں ۔

لڑکی ب۔ واقعی ۔ !

اشفاق ب۔ واللہ ۔ بقول بھابی صاحبہ کے ۵

سر سے پاتک جہاں کہیں دیکھو :- ہر ادا کہتی ہے یہیں دیکھو ۔

لڑکی :- (لجاتے ہوئے) تو — تو پھر اس کا یہ مطلب ہوا
اشفاق :- میں آپ کو پسند کر چکا ہوں۔

لڑکی :- شکریہ — نوازش — جان میں جان آئی کہ انسٹرویو میں کامیاب ہو گئی۔ ورنہ آج کل انسٹرویو تو برائے نام ہی ہوتے ہیں۔ اب مزید شرائط سے آگاہ کیجئے گا۔

اشفاق :- یعنی — !

لڑکی :- جوڑے کی کیا رقم چاہئے وغیرہ وغیرہ۔

(جوڑے کی رقم کے متعلق سنتے ہی اشفاق کے کان کھڑے ہو گئے)۔
اشفاق :- اس کے متعلق تو آپ کے اور ہمارے والدین بات چیت کر لیں گے۔

لڑکی :- لیکن شادی تو ہمیں کرنا ہے۔

اشفاق :- واللہ — بڑی ترقی پسند لڑکی ہیں آپ تو۔ !

لڑکی :- اس میں کیا شبہ ہے یہی نہیں والدین نے تو یہاں تک اجازت دے رکھی ہے کہ سارے معاملات میں خود ہی مہ کر لوں۔

اشفاق :- (حیرت سے) کمال ہے — بڑے روشن خیال، میں آپ کے والدین بھی۔

لڑکی :- جی صاحب — ! روشن خیالی کا کیا پوچھتے ہیں آپ۔ موجودہ زمانے سے کم از کم پچیس سال آگے ہیں ہم لوگ۔

اشفاق :- پچیس سال آگے — واللہ عجیب اتفاق ہے — بلکہ میرے

لئے کمال مسرت ہے کہ میں جیسے خاندان میں رشتہ چاہتا تھا ویسا خاندان مل گیا۔

لڑکی ب۔ شکریہ عزت افزائی کا۔ ہاں تو شرائط سے آگاہ کیجئے گا۔
اشفاق ب۔ اور شرائط (قدرے سوچکر) دیکھئے بات یہ ہے کہ —
خود میرے ذہن میں شرائط کی تفصیلات واضح نہیں ہیں۔ جلد ہی فہرست بھی دی جائے گی آپ کے یہاں۔

لڑکی ب۔ دیکھئے آپ پھر تکلف سے کام لے رہے ہیں آپ کے اور
میرے درمیان جو بات طے ہوگی وہ ہر حالت میں بہتر ہوگی۔
اشفاق ب۔ (جب آپ بے تکلف ہو گئیں تو میرا تکلف کیسا) واقعہ یہ ہے
کہ دیگر اشیاء کے بارے میں ابھی ہم لوگ کچھ سوچنے نہیں۔

لڑکی ب۔ کم از کم ان اشیاء کا تو ذکر کر دیجئے جو خاص طور پر آپ کے استعمال
میں آئیں گی۔

اشفاق ب۔ دیکھئے روک کر) جوڑے کی رقم دس ہزار تو دی جا رہی ہوگی۔
لڑکی ب۔ جی۔ !

اشفاق ب۔ ریڈیو سٹ اور سٹ ریج تو مل ہی رہے ہوں گے۔
لڑکی ب۔ یقیناً

اشفاق ب۔ ایک Transistor بھی مل جائے تو ٹورس TOURS
میں سہولت ہوگی۔
لڑکی ب۔ ٹھیک ہے۔

اشفاق بے آفس بہت دور ہے ایک SCOOTAR کی امید رکھ سکتا ہوں۔
لڑکی بے شوق سے ۔

اشفاق بے آفس میں کام بہت رہتا ہے روزانہ کچھ نہ کچھ کام مجھے گھر پر کرنا
پڑتا ہے کیا ایک ٹائپ رائٹر کی امید کی جاسکتی ہے ۔

لڑکی بے کیوں نہیں ۔ آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ میں ٹائپسٹ بھی ہوں
اور فی منٹ ۵۰ words sixty میری speed ہے ۔

اشفاق بے اچھا ۔ تو گویا سونے پر سہاگہ بھی ہے ۔
لڑکی بے جی ۔ ! مزید کوئی حکم ۔

اشفاق بے اور تو کچھ نہیں (مسکرا کر) ہاں اگر آپ کی طرف سے مزید کوئی شے
ملے تو شکریہ کے ساتھ قبول کی جائے گی ۔

لڑکی بے ضرور ہوگی ۔

اشفاق بے (مسکرا کر) اب آپ اپنی شرائط سے آگاہ کیجئے ۔

لڑکی بے لڑکیوں کی شرائط ہی کیا ہوتی ہیں عہد حاضر میں ان کا اٹھ جانا ہی
غنیمت ہے ۔ ویسے میری کوئی خاص شرائط بھی نہیں ہیں ۔

اشفاق بے آخر کچھ تو ہوگی ۔

لڑکی بے نہیں (مسکرا کر) کوئی شرط نہیں ہے میری ۔

اشفاق بے واللہ ۔ عجیب لڑکی ہیں آپ بھی ۔ کچھ تو کہئے ۔

لڑکی بے کچھ ہے نہیں تو کیا کہوں ۔ ؟

اشفاق بے میری خواہش ہے کہ آپ کچھ کہئے ۔

لڑکی :- آپ صاف گوئی کا برا تو نہیں مانتے ۔
 اشفاق :- قطعاً نہیں ۔ بھلا صاف گوئی کو کون برا سمجھے گا ۔ یہ وہ شے ہے
 جو نفس معاملہ کو آئینہ بنا دیتی ہے ۔

لڑکی :- واقعی ۔ !

اشفاق :- بالکل ۔

لڑکی :- (سنجیدہ ہو کر) تو — تو نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ
 میں آپ کو پسند نہیں کر سکی ۔ کیوں کہ آپ کا رنگ ذرا سیاہ ہے اور طبیعت
 میں لالچ پایا جاتا ہے ۔

(قدرے بلند آواز سے) آپ تشریف لے جاسکتے ہیں (لڑکی اٹھ کر
 زنانہ خانے میں چلی جاتی ہے اور فضا پر حیرت کے عالم میں سناٹا چھا جاتا
 ہے) !

اشفاق :- (حیرت کے عالم میں) عجیب لڑکی ہے گویا مونٹ ایورسٹ پر
 چڑھا کر وہاں سے مجھے نیچے دھکیل دیا ۔ خوب سبق دیا ہے ۔ !
 رجب سے رومال نکال کر پینہ پوچھتا ہے ۔ اٹھ کھڑا ہو کر درود یلوار
 پر نظر ڈالتا ہے اور لڑکھڑاتا ہوا باہر نکل جاتا ہے)

تازیانہ

کرداس

شوکت: _____ عمر ۲۶ سال
 سلیمہ: _____ شوکت کی خوبصورت بیوی عمر ۲۲ سال
 آفتاب: _____ شوکت کا ہم عمر دوست
 آمنہ: _____ آفتاب کی بیوی
 اعجاز: _____ شوکت کا دوست
 سلیمہ کے ماں باپ

پہلا منظر

ڈرائنگ روم جو صوفہ سٹ اور قد آدم آئینہ سے سجا ہوا ہے جب وہ اٹھتا ہے تو سلیمہ بنے سنورے ہر زاویہ سے اپنے آپ کو قد آدم آئینے میں دیکھتے ہوئے گنگنا رہی ہے ۔

الچختے ہو تم اگر دیکھتے ہو آئینہ
 جو تم سے شہر میں ہوں ایک دو تو کیونکر ہو
 جو تم سے شہر میں ہوں ایک دو تو کیونکر ہو ۔

دکھت کے دو دوازے سے شوکت کمرے میں داخل ہوتا ہے اور سلیمہ کے قریب جا کر لغوہ دیکھنے لگتا ہے جیسے ہی سلیمہ کی نظر اس پر پڑتی ہے پلٹتی ہے۔

سلیمہ: ہاں۔ اب آئے ہیں آپ دفتر سے، میں گب سے انتظار کر رہی ہوں آپ کا۔

شوکت: کیوں؟ خیریت تو ہے۔

سلیمہ: خیریت۔! اچھا تو یہ کہئے یہ ساڑی کیسی ہے۔؟

شوکت: (ہاتھ میں لیکر دیکھتے ہوئے) اس ساڑی تو۔۔ بہت اچھی ہے (قدرے رک کر) لیکن اس سے اچھی ساڑیاں بھی تمہارے پاس موجود ہیں۔ (دو لون صوفہ پر بیٹھ جاتے ہیں)

سلیمہ: (دادا کے ساتھ) کل شہناز اپنے ساتھ بازار گھسیٹ لی گئی تھی مجھے اس ساڑی کا ڈیزائن بہت پسند آیا تو لے آئی۔

شوکت: بہت اچھا کیا۔ ہر نئی چیز کی خریداری کیلئے کوئی نہ کوئی جواز نکال آتا ہے۔ اور تم خریدنے پر مجبور ہو جاتی ہو۔ کیوں؟

سلیمہ: (شوق سے) بالکل۔

شوکت: (وفا دہان ہو کر) اور اگر تمہاری شاپنگ کا بھی حال رہا سلیمہ تو وہ دن دور نہیں کہ ہماری زندگی سے کچھ چھین جانے لگا۔

سلیمہ: (حیرت سے) ایسی کیا شاپنگ سے میری؟

شوکت: (امتہ ہی دیکھو نا۔۔ اتنی بہت سی ساڑیاں گھر میں موجود ہیں

پھر بھی تم نئی ساڑھی لے آئیں۔

سلیمہ بے: تو کیا ہوا۔ فیشن کے لحاظ سے تو چیزیں خریدنی ہی پڑتی ہیں۔
شوکت بے: (جذبات میں آکر) جب دیکھو فیشن! فیشن! فیشن! یہ فیشن تو....
(جھنجھلا کر رہ جاتا ہے)

سلیمہ بے: (سنجیدہ ہو جاتی ہے) کہتے رک کیوں گئے؟

شوکت بے: میں تباہ کر دیگا۔

سلیمہ بے: میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی۔

شوکت بے: میں برباد کر دے گا۔

سلیمہ بے: تو آپ کا مطلب ہے کہ میں ایک دیہاتی عورت کی زندگی گزاروں۔!

نوکت بے: کون کہتا ہے کہ دیہاتی عورت بن جاؤ! لیکن ہر چیز کی حد ہوتی ہے اور تمہاری شاپنگ تو حد سے گذر چکی۔

سلیمہ بے: (حیرت سے) حد سے گذر چکی۔! (جذبات میں آکر)
بھی آپ نے دیکھی کہاں ہے میری شاپنگ! جب میں کنواری تھی تو لگاتار
ناپنگ کیا کرتی تھی۔ پٹانے کبھی میری کوئی خواہش رد نہیں کی۔

نوکت بے: تمہارے پٹانے فضول ہی شادی کی تمہاری۔ تم کو ابھی میری
ہیں پٹا کی ضرورت ہے۔

سلیمہ بے: جب شوہر اپنے فرائض ترک کر دیتے ہیں تو لڑکیوں کو ماں باپ
ن یاد آتے ہیں۔

شوکت :- تم الٹا مجھ پر الزام لگا دیتی ہو۔

سلیمہ :- بالکل۔ خیر چھوڑیے اس قصے کو (مسکرا کر) آپ کو یہی شکایت ہے ناکہ میں بے حد فضول خرچ ہوں۔

شوکت :- بالکل۔

سلیمہ :- اور آپ کا سارا روپیہ شاپنگ کی نذر کر دیتی ہوں۔

شوکت :- قطعی۔

سلیمہ :- ہمارا بہت سا خرچ بچ جائے گا اگر ہم محاکمے ہاں رہ جائیں۔

اس بارے میں انہوں نے کئی بار مجھ سے کہا بھی ہے۔

شوکت :- میں سسرال میں مددگار ہوں تو یہی سمجھتا ہوں۔

سلیمہ :- یہ آپ کا وہم ہے۔ شاندار ملنگ میں رہنے سے ہمارا وقار

اور بلند ہو جائے گا۔ اور کبھی کبھی ہم پیپا کی کار میں بھی گھوم سکیں گے۔

شوکت :- ایسے وقار کو میرا دور سے ہی سلام۔

سلیمہ :- آپ ٹھنڈے دل سے غور کیجئے۔ مکان کا کرایہ بچا کر ہمارا

بنک بیلنس بہت اچھا ہو جائے گا جو نہ صرف حال بلکہ خوش آئند مستقبل

کی بھی ضمانت ہوگا۔

شوکت :- کہہ دیا ناکہ مجھے ایسی خوشحالی پسند نہیں۔

سلیمہ :- تو یوں بھی آپ کی پریشانی کو دور کیا جاسکتا ہے۔ آئندہ سے

آپ میرے ہاتھ میں ایک پیسہ بھی مت دیجئے میں اپنا جیب خرچ

مھی سے لے لیا کروں گی۔

نوکت ب۔ (چر کر) تم ہمیشہ مجھ پر کبھی مٹی کا کبھی پتیا کا دھونس جما کر میرے
ل پر چر کے لگاتی رہتی ہو۔

(ملازم ٹرے میں چائے لئے آتے ہیں)

نوکت ب۔ یوسف میں ابھی چائے نہیں پیوں گا۔

سلیمہ ب۔ میں بھی نہیں پیوں گی واپس لے جاؤ۔

ریوسف دونوں کو گرم دیکھتے ہوئے چائے کی ٹرے لئے واپس ہو جاتا
ہے (دوسرے لمحہ گھر پر موٹر کا ہارن بجتا ہے۔

سلیمہ ب۔ توبہ۔ آپ کی باتوں میں الجھ کر میں یہ کہنا بھول ہی گئی کہ مٹی
نے فون کیا تھا کہ وہ موٹر بھیج رہی ہیں۔ تیار ہو جائیے گا۔

نوکت ب۔ کیوں؟

سلیمہ ب۔ لندن سے رفیق چاچا اور چاچی آئے ہیں ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔

نوکت ب۔ میں نے آفتاب ایس برس آفتاب کو چائے پر مدعو کیا ہے وہ آتے
ہوں گے ہم ان کے ساتھ چائے پی کر چلیں گے۔

سلیمہ ب۔ وہ لوگ ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے کہیں بیزار ہو کر چلے نہ جائیں۔
میں نے میں چلتی ہوں آپ ان لوگوں کیساتھ چائے پی کر آئیے گا۔

(اٹھ کر زان خانے میں چلی جاتی ہے اور دوسرے منٹ ہیٹ
لئے لوٹ آتی ہے۔)

سلیمہ ب۔ (رک کر) تو جا رہی ہوں۔!

نوکت ب۔ خدا حافظ۔

سلیمہ :- خدا حافظ ۔ میں کار واپس کر رہی ہوں جلد آجائیے گا ۔

شوکت :- (روٹھ کر) میں نہیں آؤں گا ۔

سلیمہ :- (مسکرا کر) کیسے نہیں آئیں گے ۔ کچے دھماگے میں بندھے آئیں گے سرکار مرے ۔

(چلی جاتی ہے)

شوکت :- (اپنے آپ سے) دنیا سمجھتی ہے کہ میں دولت مند گھر کی لڑکی سے شادی کر کے خوش ہوں لیکن میں اپنے دل کے زخم کس کو دکھا سکتا ہوں ۔

دل مرا سوز نہاں سے بے محابا جل گیا

آتش خاموش کے مانند گویا جل گیا

(کپڑے تبدیل کر کے صوفے پر دراز ہو جاتا ہے لیکن دوسرے

منٹ یوسف آکر جگا دیتا ہے)

یوسف :- صاحب آفتاب میاں اور ان کی بیگم صاحبہ رہے ہیں ۔

(شوکت اٹھ بیٹھتا ہے اور توالیہ کا بندھے پر ڈال کر زنان خانے

میں چلا جاتا ہے دوسرے منٹ توالیہ سے منہ ہاتھ پوچھتے ہوئے

واپس آتا ہے)

شوکت :- یوسف چائے وغیرہ سب تیار ہے نا ۔

یوسف :- بالکل تیار ہے ۔

(باہر سے آفتاب اور مس آفتاب مسکراتے ہوئے داخل ہوتے ہیں)

آفتاب :- السلام علیکم ۔

رہس آفتاب ہاتھ اٹھا کر سلام کرتی ہے !

شوکت :- وعلیکم السلام ۔ بڑی دیر کی جہرباں آتے آتے ۔
آفتاب :- (تمام صوفہ پر بیٹھ جاتے ہیں) ہاں بھئی ہوئی تاخیر تو کچھ عیث
تاخیر بھی تھا ۔ یعنی دیوی کی طرف اشارہ کر کے ان کی کچھ سہیلیاں
آگئیں تھیں ۔ خاطر مدارات میں دیر ہوگئی ۔

آمنہ :- بے چین ہو کر سلیمہ کہاں ہے ۔

آفتاب :- ہاں بھئی بھابی کہاں ہیں ۔

شوکت :- (ٹھنڈی سانس لیکر) میکے گئی ہیں ۔

آفتاب :- میکے ۔ تم نے تو کہا تھا کہ گھر پر ہی ہیں ۔

شوکت :- ابھی ابھی گئی ہیں ۔ ان کے چاچا اور چاچی لندن سے آئے ہیں ۔

ان سے ملنے کیلئے ماہی بے آب نظر آرہی تھیں ۔ ! چلی گئیں ۔

آمنہ :- آپ نے کہا نہیں کہ ہم لوگ آرہے ہیں ۔

شوکت :- میں نے بہت کچھ کہا مگر سننے والا کون ہے ۔ ؟ کہہ دیا کہ آپ

بعد میں آئیے گا اور چلی گئیں ۔

آفتاب :- میرے خیال میں تم لوگوں کے دل ابھی ملے نہیں زن و شوہر کے

خیالات میں جو ہم آہنگی پائی جانی چاہئے وہ تمہارے یہاں نہیں ۔

آمنہ :- شادی ہو کر پانچ ساں ہو رہے ہیں اب کب ہوگی ہم آہنگی ۔

شوکت :- میں بھی یہی کمی محسوس کرتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ ہم ایک

دوسرے میں جذب ہو جائیں ۔ لیکن میری کوئی کوشش کارگر نہیں ہوتی ۔

آفتاب بد آخربات کیا ہے ۔

ریوسف ٹرے میں فردوس وغیرہ لاکر سامنے رکھ دیتا ہے ۔

شوکت بد لو بھی اٹھاؤ ۔

(سب ایک ایک سیب اٹھا کر کھانے لگتے ہیں)۔

آمنہ بد اگر اب سلیمہ ہوتی تو کتنا لطف آتا ۔!

شوکت بد ہماری تقدیر میں یہ لطف کہاں بھابی ۔ یہ لطف تو آپ لوگوں کا زندگی میں ہے ۔

آفتاب بد ہاں بھی میں تو بہت مطمئن ہوں اپنی زندگی سے جب میں تھکا تھکا کر آفس سے گھر آتا ہوں تو آمنہ مسکرا کر میرا استقبال کرتی ہے ۔

پھر ہم دونوں ملکر چائے پیتے ہیں ۔ ہنسی دل لگی ہوتی ہے یقیناً مالا میری ساری تھکن دور ہو جاتی ہے ۔

شوکت بد میں ایسی ازدواجی زندگی سے تو محروم ہی رہا ۔ اب تو میں سلیمہ سے بات کرتے ہوئے ڈرتا ہوں کہ کہیں الٹا جواب نہ ملے ۔

ریوسف ٹرے میں چائے کا سامان لئے آتا ہے اور سامنے رکھ دیتا ہے شوکت مین کپس چائے آگے بڑھا کر ایک کپ خود اٹھا لیتا ہے ۔ تینوں چائے پینے لگتے ہیں)

آفتاب بد چائے کی چسکی لیکر شوکت تمہاری زندگی میں ایک خلا رہے جس کو پُر کرنے کی ضرورت ہے اگر برا نہ مانو تو ایک مشورہ دوں ۔

شوکت بد شوق سے ۔

آفتاب بد دوسری شادی کر لو ۔

شوکت بد (حیرت سے) دوسری شادی ؟ ۔

فتاب بد بالکل ۔ اور کوئی صورت نہیں زندگی میں سکون پیدا کرنے کی
شوکت بد یہ کیا کہہ رہے ہو آفتاب ؟ ۔

فتاب بد بالکل سچ کہہ رہا ہوں ۔ تم ابھی اچھی طرح سوچ لو ۔

شوکت بد (قدرے سوچ کر) ہے کوئی لڑکی آپ کی نظر میں ؟ ۔

فتاب بد کیوں نہیں ! یہیں (آمنہ کی طرف اشارہ کر کے) ان کی چھوٹی بہن
ہے ۔ اسی سال بنی ۔ اے کیا ہے اور بڑی ہنس مکھ ہے ۔

نہ بد (چونک کر) لیکن مئی شادی شدہ مرد کو دینے کیلئے راضی نہیں ہوں گی ۔
فتاب بد (آمنہ کو آنکھ مار کر) تمہاری مئی کو راضی کرنا میرا ذمہ ۔ پہلے یہ تو رضیہ
پسند کر لیں ۔

بت بد تو کیا ایک نظر ! میں رضیہ کو دیکھ سکتا ہوں ۔

فتاب بد شوق سے ۔ اتوار کو وہ ہمارے گھر آ رہی ہے آپ بھی آجائیے
مے پر ۔ ملاقات بھی ہو جائے گی ۔ اگر آپ کی طبیعت خوش نہ ہو جائے
برا نام آفتاب نہیں ۔

بت بد پھر تو میں ضرور آ رہا ہوں ۔

فتاب بد ضرور آئیے گا ۔ ہم منتظر ہی رہیں گے ۔

بت بد اچھا تو ہم چلتے ہیں ۔ آپ کو دیر ہو رہی ہے ۔

بت بد اچھا ۔

(سب اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ آفتاب اور مس آفتاب خدا حافظ کہہ کر رخصت ہوتے ہیں۔ شوکت بھی زنان خانے میں چلا جاتا ہے۔
(پردہ گرتا ہے)

دوسرا منظر

دہی ڈرائنگ روم۔ دن کا ایک بجائے دائیں جانب کی روشنی
دائیں سے کمرے میں ہلکا ہلکا دھنواں داخل ہو رہا ہے۔ دائیں جانب کے
دروازے سے اعجاز داخل ہوتا ہے۔

اعجاز ب (دھوئیں کو دیکھ کر) ارے یہ دھنواں دھنواں کیا ہے۔؟
شوکت ب (آنکھیں سرخ بال پریشان کمرے میں داخل ہوتا ہے) یار لکڑیاں
گیل ہیں جلتی ہی نہیں۔

اعجاز ب (بیٹھ جاتا ہے) تو اسٹو جلاؤ۔
شوکت ب (بالمقابل بیٹھ کر) اسٹو بھی خراب ہو گیا ہے۔
اعجاز ب (ہیٹر جلاؤ۔

شوکت ب اس کو بھی ماما نے خراب کر دیا ہے۔

اعجاز ب لیکن تم کیوں چولہے کے پاس بیٹھے ہو۔! ماما کہاں ہے، بھابی
کہاں ہیں، ملازم کہاں ہے؟

شوکت ب تمہاری بھابی میکے بیٹھ گئی ہیں۔ ماما اور ملازم نے اسٹرائک کی

ہے۔ !

اعجاز بے اسٹرائیک۔ کیوں؟

شوکت بے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ تنخواہ بڑھانی جائے۔

اعجاز بے۔ ہاں یار بڑھائی دو اس بڑھتی ہوئی مہنگائی نے تو جینا دو بھر کر دیا ہے۔

شوکت بے۔ مجھے کب انکار ہے۔ تمہاری بھائی کی فضول خرچی نے پریشان کر دیا ہے ورنہ میں کپ کے بڑھا دیا ہوتا۔

اعجاز بے۔ کسی طرح بڑھائی دو۔ ارے ہاں! خالہ ماں کہاں ہیں۔

شوکت بے۔ وہ گاؤں گئی ہوئی ہیں۔ اس لئے تو چوہے کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

اعجاز بے۔ اماں۔ بچھاؤ۔ چولہا۔ گیلی لکڑیوں سے پکوان ہو چکا۔ چلو ہوٹل چلیں۔

شوکت بے۔ اچھا بھی چلو۔ ذرا کپڑے بدل لوں۔

اعجاز بے۔ شوق سے۔

شوکت کپڑے بدلنے کیلئے اندر چلا جاتا ہے۔ اعجاز پاس پڑا ہوا

اخبار اٹھا کر پڑھنے لگتا ہے۔ شوکت کپڑے بدل کر داخل ہوتا ہے۔

شوکت بے۔ اعجاز! میں تو بہت پچھتا یا یار یہ شادی کر کے۔

(صوفہ پر بیٹھ جاتا ہے)

اعجاز بے۔ (اخبار بازور رکھ کر حیرت سے) کیوں تمہیں تو خوبصورت بیوی

ملی ہے۔ !

شوکت :- خوبصورت ہوئی تو کیا ہوا ! امیر گھر کی لڑکی ہے میری پرواہ ہی نہیں کرتی :- ذرا ذرا سی بات پر روٹھ جاتی ہے اور میکے جا کر بیٹھ جاتی ہے خود جا کر جب تک منایا نہ جائے لوٹتی ہی نہیں ۔ میں تو ناز اٹھاتے اٹھاتے تنگ آ گیا ہوں اور اب تو مقروض بھی ہو چکا ہوں ۔

اعجاز :- ارے ۔ ! ابھی تو تم دو ہو جب دو چار بچے ہو جائیں گے تو کیا حال ہو گا تمہارا ۔ !

شوکت :- اس تصور سے تو میں کانپ جاتا ہوں ۔ بھیا تک مستقبل آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے ۔

اعجاز :- اسی لئے میرے یار بزرگوں کا قول ہے کہ لڑکی دینا بڑے گھر میں امد لڑکی بیاہ لانا نسبتاً چھوٹے گھر کی ۔

شوکت :- واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی ۔

اعجاز :- تو سزا بھی بھگتو ۔

شوکت :- لیکن اب سزا ناقابل برداشت ہے یار ۔

اعجاز :- یہ عمر قید ہے پیارے ۔ اس سے نجات ممکن نہیں ۔

شوکت :- کیوں نہیں ؟ ہے ایک صورت ۔ !

اعجاز :- کونسی !

شوکت :- دوسری شادی

اعجاز :- دوسری شادی (قہقہہ لگاتا ہے) اس چکر میں نہ پڑنا پیارے ورنہ زندگی جہنم بن جائے گی ۔

شوکت بے قطعی نہیں۔ وہ میکے میں خوش رہے گی اور ہم اپنے گھر میں۔
 اعجاز بے تمہارا خیال غلط ہے کوئی عورت سوتن کو برداشت نہیں کر سکتی۔
 شوکت بے عورت کی انا کو شکست دینے کا یہی ایک طریقہ ہے۔
 اعجاز بے پھر بھی اچھی طرح سوچ لو کہیں پانسہ پلٹ نہ جائے۔
 شوکت بے سوچنے کا وقت گزر چکا۔ اب تو ایک جگہ بات چیت بھی چل
 رہی ہے۔

اعجاز بے (حیرت سے) اچھا۔!

شوکت بے بہت ممکن ہے ایک دو روز میں بات چل بھی ہو جائے۔

اعجاز بے تو گویا چٹ منگنی پٹ بیاہ ہو گا۔

شوکت بے بالکل۔ اور تمہارے سپرد ایک اہم کام۔

اعجاز بے وہ کون؟

شوکت بے سلیمہ اور اس کے ماں باپ شادی روکنے کیلئے تو آئیں گے ہی!

اعجاز بے یقیناً۔

شوکت بے تو میں تمہیں آگے کر دوں گا۔ ذرا نہ بٹ لینا۔

اعجاز بے نہیں بابا یہ کام اپنے بس کا نہیں۔

شوکت بے کیوں؟

اعجاز بے کون آگ میں کودے گا۔

شوکت بے ڈر گئے۔ خیر میں ہی نہ بٹ لوں گا۔

اعجاز بے یہ معاملہ ہی ایسا ہے کہ ڈر لگتا ہے ایک تو وہ امیر آدمی ہے

پھر چلتا پرزہ کون اس سے اُلجھے ۔
 شوکت :- کوئی بات نہیں ۔ میں بھی کچھ کم نہیں ہوں ۔ اگر نیچا نہ دکھا دیا تو
 میرا نام بھی شوکت نہیں ۔
 اعجاز :- خیر اٹھو بھی ہوٹل چلیں ۔ میری بھی انتڑیاں قل ہوا اللہ پڑھ رہی
 ہیں ۔
 شوکت :- چلو ۔

ردولوں بائیں دروازے سے نکل جاتے ہیں اور پردہ گرتا ہے

تیسرا منظر

سلیمہ کے باپ کا مکان ۔ جب پردہ اٹھتا ہے تو سلیمہ اور اس کی
 ماں صوفے پر براجمان نظر آتی ہیں ۔ سلیمہ کوئی غاویل پڑھنے میں محو ہے ۔
 ماں پانڈان کھولے پان بنا رہی ہے کہ بائیں دروازے سے ملازم داخل
 ہوتا ہے ۔

ملازم :- سلیمہ کی طرف ہاتھ بڑھا کر (گوئی رقعے دے گیا ہے ۔
 سلیمہ :- رقعے لیکر حمی شادی کے رقعے آئے ہیں ۔ (دیکھ کر) میرے
 نام کا بھی ایک رقعہ ہے ۔
 ماں :- کس کی شادی ہے ؟
 سلیمہ :- ابھی پڑھتی ہوں ۔

سلیمہ قلعہ کھول کر بیڑھنے لگتی ہے۔ جیسے جیسے پڑھتی جاتی ہے چہرہ متغیر ہوتا جاتا ہے آنکھیں بھرا آتی ہیں اور آنسو ٹپکنے لگتے ہیں۔

ماں :- رپاں کھا کر پکیدان میں پیک تھوکنے کے بعد خاموش کیوں ہو گئیں۔

کس کی شادی ہے۔ اور یہ کیا۔ تم تو رو رہی ہو۔

رسمیلیوں کی آواز سنائی دیتی ہے۔

ماں :- درپیشان ہو کر کیا بات ہے بیٹا بولتی کیوں نہیں؟

سلیمہ :- میں لٹ گئی۔ میں برباد ہو گئی امی۔

رگلہ چھوڑ کر رونے لگتی ہے

باپ :- رہائیں دروازے سے داخل ہو کر کیا بات ہے بیٹا۔ اس

راج بے اختیار کیوں رو رہی ہو؟

سلیمہ :- جتنا بھی روؤں کم ہے پیٹا۔ میری زندگی اُجڑ گئی۔

باپ :- آخر کیا ہوا بیٹا؟ کچھ تو کہو۔

سلیمہ :- وہ وہ دوسری شادی۔

باپ :- وہ کون؟ شوکت۔!

سلیمہ :- جی ہاں۔ یہ دیکھئے قلعہ۔

ال :- اس کی یہ جرات۔

پ :- قلعہ لیتا ہے اور دوسری نظر ڈال کر میز پر پھینک دیتا ہے۔

ب :- بیوی مہینوں تک میں بیٹھی رہے گی تو مرد دوسری شادی نہیں کریگا

کیا دیوہ دیو سے دل بہلائے گا۔ تم نے ملاں باپ کے تمہارے کو پیش نظر

رکھ کر کبھی شوہر کی پرواہ نہیں کی سو یہ اس کا انجام ہے ۔

(بیوی سے) اب عمر بھر بٹھاؤ اپنی لاڈلی کو ۔ تمہارے بیجا لاڈ پیار نے یہ دن دکھایا ہے ۔ جس وقت یہ شوہر سے الجھ کر آتی تھی اگر اس کو الٹے پاؤں واپس کر دیا جاتا تو آج یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا ۔

ماں :- آپ بھی تو خاموش رہے ۔

باپ :- مجھے بڑھنے ہی کب دیا تم نے ! جب بھی میں نے زبان کھولی مجھے بیٹی کا دشمن ٹھہرایا ۔

ماں :- تو میں ہی قصور وار ٹھہری ۔

باپ :- بالکل ۔

ماں :- خیر اس کا تصفیہ تو بعد میں ہوگا ۔ اب یہ سوچئے کہ کیسے اس شادی کو روکا جاسکتا ہے ۔

باپ :- بہت مشکل ہے ! وہ تو علی الاعلان شادی کر رہا ہے طرفہ یہ کہ اس نے نہ صرف ہمیں بلکہ اپنی بیوی کو بھی مدعو کیا ہے ۔

ماں :- بہت جرات بڑھ گئی ہے اس کی ۔ اس کو تو ناک سے پھینک دینا چاہیے ۔

باپ :- مجھے تو کچھ سمجھائی نہیں دیتا آخر کیا صورت لے کر جاؤں ۔

ماں :- ہمیں آگے بڑھنا ہی چاہئے ۔ ہم تماشا ہی نہیں بن سکتے ۔

باپ :- کیا کر سکتے ہیں ہم ؟ سب لوگ ہمیں کو قائل کرا کے چھوڑ دیں گے ۔

ماں :- میں ایسی باتیں سننا نہیں چاہتی ۔ آپ کو کچھ نہ کچھ کرنا ہی ہوگا ۔

نہ میں خود ہی پہنچ کر نبٹ لوں گی اس سے میرے بھائی کچھ کم نہیں ہیں کسی فون ہو جائے گا۔

پ۔ ارے۔ اتنا طیش میں کیوں آرہی ہو۔ ذرا صبر سے کام لو۔
 بے خیال میں ایک ہی صورت ہے اس معاملہ کو سلجھانے کی کہ سانپ
 مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

ا۔ پ۔ (پرامید ہو کر) وہ کونسی؟

(سلیمہ بھی پرامید نگاہوں سے باپ کو دیکھتی ہے)

پ۔ طبیعت کا ایسا برا بھی نہیں۔ تجھے خود حیرت ہے کہ اس نے
 بڑے کام کی کیسے جرات کی۔ اگر میں ہی چلا جاؤں تو ڈر ہے کہ
 معاملہ بگڑ نہ جائے۔ اگر سلیمہ خود چلی جائے اس سے معافی چاہے
 اس کے ساتھ زندگی گزارنے کا عہد کرے تو بہت ممکن ہے وہ
 کو معاف کر کے دوسری شادی سے باز آجائے۔

ا۔ کیا یہ ممکن ہے۔

پ۔ کیوں نہیں؟

ا۔ اگر وہ سلیمہ کو دروازے سے ہی لوٹا دے تو۔

پ۔ پھر ہم نبٹ لیں گے۔ لیکن یہ اپنی کوشش تو کر دیجھ۔ میاں
 کے جھگڑے میں کسی تیسرے کا کود پڑنا گویا جلتے پر آگ چھڑکنا

!_____!

(سلیمہ سے) جاؤ بیٹا۔ اپنے میاں سے معافی چاہو۔ (گلو گیر)

آواز میں) بلکہ اس کے پیر پر گر جانا۔ عورت کا سکھ شوہری کے گھر میں ہے
شاید تمہاری گر گر گڑا ہٹ اس کے دل کو موم کر دے۔

باپ ب۔ (بیوی سے) اگر یہی نصیحت روز اول ہوتی تو۔!

ماں ب۔ تو آج یہ جھگڑا ہی کیوں کھڑا ہوتا!

سلیمہ ب۔ میری وجہ سے آپ لوگ کیوں الجھ رہے ہیں (اٹھ کھڑی
ہوتی ہے۔)

اچھا تو میں جاتی ہوں۔

ماں ب۔ ساری تو بدل لو۔

سلیمہ ب۔ اب وقت نہیں ہے (باپ سے) جارہی ہوں پتا۔
باپ ب۔ جاؤ بیٹا۔ خدا تمہیں کامیاب کرے۔ چلو میں تمہیں موٹر میں
بٹھا دوں۔ تم یہ نہ سمجھو کہ تمہیں تنہا چھوڑ دیا جا رہا ہے۔ ہم سب
تمہارے ساتھ ہیں اگر وہاں تمہارے بال کو دھکا لگے گا تو فوری فون
کر دینا۔ ہم سب آدھکیں گے۔
سلیمہ ب۔ اچھا پتا۔

سلیمہ اپنے نام کا رقعہ اٹھا لیتی ہے اور باپ بیٹی دونوں بائیں
جانب کے دروازے سے باہر چلے جاتے ہیں۔

ماں ب۔ (سر پر آنچل ڈال کر دست بدعا ہو جاتی ہے) یا رب العالمین
اب کرم فرما۔ رحم فرما۔ فضل فرما۔ شوکت کے دل کو پھیر دے کہ
وہ سلیمہ کو واپس نہ کرے اور شادی سے باز آجائے۔ یا مشکل کشا تم

ہماری مدد فرما - یا خواجہ غریب نواز یا خواجہ گیسو دراز میری مراد پوری ہو جائے گی تو میں تمہارے نام کی دیگیں بھر دوں گی -
(پردہ گرتا ہے)

چوتھا منظر

وہی ڈرائنگ روم - شوکت صوفے پر بیٹھا کوئی کتاب پڑھ رہا ہے
سلیمہ کمرے میں داخل ہوتی ہے - شوکت کنکلیوں سے دیکھ کر بھی انجان
ناجاتا ہے اور کتاب اپنے چہرے کے آگے اور زیادہ سرکا لیتا ہے -
سلیمہ :- (بے قرار ہو کر) سنیے -

شوکت :- کون ؟ (کتاب ہٹا کر) آہا سلیمہ - ! رقعہ مل گیا -
سلیمہ :- ساتھ لائی ہوں - (بیٹھ جاتی ہے)
شوکت :- تو آ رہی ہو ناشادی میں -

سلیمہ :- میرے جینے ہی آپ دوسری شادی کر رہے ہیں ؟
شوکت :- مجبوری ہے -

سلیمہ :- میں اس مجبوری کو ختم کرنے کیلئے آئی ہوں -
شوکت :- بعد از وقت -

سلیمہ :- اب بھی وقت ہے - خدا کے لئے مجھے معاف کر دیجئے میرے
قائیں آپ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی -

شوکت :- میرے بغیر — میرے بغیر وہ کون تھی جو عیش کمر ہی تھی میکے میں ۔
 سلیمہ :- عیش کی نہیں سخت اضطراب کی زندگی گزار رہی تھی ۔
 شوکت :- تم ایک دولتمند گھر کی لڑکی اور میں ایک غریب خاندان کا فرد! مجھے
 تو کیسے ؟

سلیمہ :- مجھے معاف کرو شوکت ۔ میرے شوکت ۔ میرے سرتاج اور کچھ کے
 زلکاؤ ۔ میں بجز ندامت میں ڈوب گئی ہوں ۔

شوکت :- کیا وہ وہی سلیمہ ہے جو ہمیشہ اپنے میکے کی بڑائی کمر کے شوہر کے دل
 کو ٹھیس پہنچا کرتی تھی ۔ کیا یہ وہی سلیمہ ہے جس کو شوہر کی سلطنتی ہوئی تنہائی کا کبھی
 احساس نہیں ہوا ۔

سلیمہ :- ہاں وہی لیکن بہت بدلی ہوئی ۔ جواب اپنے شوہر کو چھوڑ کر کہیں نہیں
 جائیگی ۔ یہیں جان دے دے گی اور یہیں سے اس کا ڈولہ نکلے گا ۔
 شوکت :- یہ تم کہہ رہی ہو ۔ مجھے تو یقین نہیں آتا ۔ یا اللہ میں کہیں خواب تو
 نہیں دیکھ رہا ہوں ۔

سلیمہ :- یہ خواب نہیں حقیقت ہے ۔ یہ وہی سلیمہ ہے جو کبھی تم سے بارت
 بات پر الجھتی تھی ۔

شوکت :- یہ انقلاب عظیم ! اور تم میں ۔ !

سلیمہ :- ہاں ہاں مجھ میں ۔ کیا اب بھی شک ہے آپ کو ! اگر ہے تو لائیے
 مجھے زہر کا پیالہ دیدیجئے میں آپ کا نام لیکر خوشی پی لوں گی ۔ پہلے میرا ڈولہ
 گھر سے نکالے پھر آپ دو لہا میں کرنی دہن کے گھر جائیے گا ۔

شوکت۔ بس سلیمہ بس۔ اب یقین آگیا مجھ کو آؤ ماں رہا ہفت پکڑ کر سینے سے لٹالیتا
 ہے) آج میری بے چین روح کو سکون مل گیا۔ میں یہ سمجھوں گا کہ آج ہی شادی
 ہوئی ہے میری۔ بگلی میں کب تیرے بغیر زندہ رہ سکتا ہوں (و فور جذبہ امت
 سے شوکت کے آنسو نکل آتے ہیں) میرے دل کی گہرائیوں کو کبھی تم نے
 سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔

(پردہ گرتا ہے)

دوسری شادی

افراد

اعجاز: _____ مان گزٹڈ آفیسر

رضیہ: _____ اعجاز کی بیوی

مال: _____ اعجاز کی ماں

ریاض: _____ اعجاز کا ہم عمر دوست

فہمین: _____ ملازمہ

(یہ کردہ اٹھتا ہے)

رضیہ ٹرنک میں سا مان جم رہی ہے اور اعجاز پاس ہی پڑے صوفہ سٹے

پر سر جھکائے بیٹھا ہے)

رضیہ بد (اچانک شوہر کو دیکھ کر) ارے یہ کیا! آپ تو اس طرح سر نیہورائے

بیٹھے ہیں جیسے کہ میں اب واپس ہی نہیں آؤں گی!

اعجاز: خدا نہ کرے لیکن میں سوچ رہا ہوں تمہاری جدائی کے یہ پہلو سے
دن کیسے کٹیں گے۔

رضیہ بد: تو آپ بھی چلے چلے نا۔ خالہ جان آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوں گی۔
شادی کا موقع ہے بڑا لطف رہے گا۔ پھر ندی میں جھیلیاں پکڑیں گے۔

آم کے پیڑ پر جھولا جھولیں گے۔ دیہات کی آزاد فضا میں کچھ اور ہی ہوتی ہیں۔
عجاز۔ کم بخت آفس انسپکشن بھی ابھی ٹھیرا۔ دفتر کا یہ حال ہے کہ اگر بیمار
بھی پڑ جاؤں تو اس وقت بھی چھٹکارا ملنے کی کوئی امید نہیں۔ اور عجیب تفاق
ہے کہ دونوں چیزیں مل کر آتی ہیں۔

رضیہ۔ بے شادی کی تاریخ تو قریب آہنچی کسی طرح بڑھانی نہیں جاسکتی۔
عجاز۔ (سنی ان سنی کر کے) تم بھی نہ جاؤ تو کیا حرج ہے! بیماری کا بہانہ
کر دینا۔ وہاں تار تو نہیں پہنچ سکتا۔ مبارکباد کا خط لکھ دیں گے۔
رضیہ۔ (خلاف توقع جواب سن کر) واہ یہ بھی خوب کہی آپ نے۔ خالہ
کی لڑکی کی شادی ہے اور میں نہ جاؤں۔ برسوں کے بعد میکے جانے کا
موقع ملا ہے۔ اور آپ روک رہے ہیں۔ آپ کو نہیں معلوم عورت کو میکے
سے کتنا پیار ہوتا ہے۔ کسی جلا وطن کو وطن جاتے دیکھا ہے کبھی آپ نے۔
عجاز۔ (ملامت سے) خیر بھی کیوں ناراض ہوتی ہو! چلی جاؤ۔ ہم یہاں
درو دیوار سے سر ٹکراتے رہیں گے۔

رضیہ۔ ارے کتنے دنوں کیلئے جاری ہوں۔ تین دن تو آمد و رفت
میں کٹ جائیں گے۔ کل سات دن بھیروں گی وہاں۔ (لہجہ بدل کر واقعی)
آپ کے بغیر سارا لطف ادھورا رہے گا وہاں۔

عجاز۔ جب میرے بغیر لطف کے ادھورا رہ جانے کا اتنا احساس
ہے تو وہاں سات دن ٹھرتی ہی کیوں ہو۔ چوتھی کے دوسرے دن نکل
جانا۔ اس طرح ایک ہفتہ میں واپس آ جاؤ گی۔

رضیہ :- ذرا خیال تو کیجئے اتنے برسوں کے بعد میکے جا رہی ہوں پھر شادی کا موقع ہے کون چھوڑے گا مجھے چوہتی کے دوسرے دن! سارے رشتہ دار اکٹھا ہوں گے۔ ساری بچپن کی سہیلیاں ملیں گی۔ اگر وہ ایک ہفتہ کے بعد بھی چھوڑ دیں تو غنیمت ہے۔

اعجاز :- اگر تم وہاں زیادہ دن ٹھہر گئی تو پھر تم سمجھ لو کہ تمہارے آنے تک ہمارا جنازہ اٹھ جائے گا۔

رضیہ :- جنازہ دشمنوں کا اٹھے (خوشامدانہ لہجہ میں) سرکار میرے! آفس انسپکشن ہوتے ہی آپ بھی چلے آئیے گا۔

اعجاز :- اس کے بعد ہی آفیسر میٹنگ ہے چھٹکارہ ملنے کی کوئی امید نہیں۔ رضیہ :- تو پھر میں ہی حسب وعدہ لوٹنے کی کوشش کروں گی۔ اگر وہ بہت مجبور کریں تو دو چار روز اور رکنا ہی پڑے گا۔

اعجاز :- اگر تم رک گئیں تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہمارا کیا حال ہوگا۔ رضیہ :- کیا ہوگا؟

اعجاز :- بہت ممکن ہے ہارٹ فیل.....

رضیہ :- یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ (منہ پر ہاتھ رکھ دیتی ہے)

اعجاز :- مذاق سمجھ رہی ہو! کیا تم میرے دل کی کیفیت سے واقف نہیں ہو۔

رضیہ :- خوب واقف ہوں۔ لیکن حضور میاں بیوی کی زندگی میں بعض موقعے ایسے بھی آتے ہیں کہ دونوں کو ایک دوسرے کی جدائی بخوشی گوارا

کونی پڑتی ہے ۔

عجاز بے : تم کچھ بھی کہو رضیہ — ! یہ میری کمزوری ہے کہ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا ۔

رضیہ بے : (زخ ہو کر) اور اگر میں مر گئی تو ۔ !

عجاز بے : شاید چند دنوں کے اندر ہی میں بھی

رضیہ بے : (بات کاٹ کر) شکر اللہ کا کہ اس بیسویں صدی کے نصف آخر میں بھی مجھے ایسا شوہر نصیب ہے جو جنہوں سے کچھ کم نہیں ۔

عجاز بے : تو کیا آزمانا چاہتی ہو ۔ !

رضیہ بے : یہ آزمائش نہیں تو اور کیا ہے ۔ واقعی اگر ثادی کا موقع نہ ہوتا تو میں اپنا سفر ملتوی کریتی ۔

عجاز بے : وہی تو مجبوری ہے ۔ ! ورنہ میں کب جانے دیتا ہوں ۔

رضیہ بے : لیکن اب تو اجازت دیجئے نا ۔

عجاز بے : (قدرے سوچ کر) شوق سے جاسکتی ہو ۔

رضیہ بے : تو پھر جلدی سے اٹھئے اور جوہری کی دکان سے وہی TOPS

لے آئیے جسکو کل ہم پسند کر چکے ہیں تاکہ تحفہ میں دے دیئے جائیں ۔ میں آج ہی بالکل تیار ہو جانا چاہتی ہوں کیوں کہ صبح کی ٹرین سے نکلنا ہے ۔

عجاز بے : (لڑکھائی میں) چلا اٹھ کر بائیں دروازے سے باہر نکل جاتا ہے ۔

رضیہ اسی طرح سوخ کر کپڑے جماتی رہتی ہے کہ دائیں جانب سے

ساس داخل ہوتی ہے !

ماں بند (بہو کو مصروف دیکھ کر) زیادہ سامان مت لیجاؤ بیٹی ورنہ سفر میں تکلیف ہوگی۔

رضیہ بند (رک کر) ایک ٹرننگ اور ایک ہولڈر ہی تو لے جا رہی ہوں دلہجہ بدل کر) اماں ذرا ان کو سمجھائیے اگر شادی نہ ہوتی تو میں جاتی ہی نہیں۔

ماں بند۔ ہاں ہاں میں سمجھاؤں گی تم اطمینان سے جاؤ کہاں گیا ہے وہ! بس بیوی کا دیوانہ ہے۔

رضیہ بند۔ ابھی ٹاپس لانے گئے ہیں۔

ماں بند۔ ٹاپس کس کے لئے۔

رضیہ بند۔ تحفہ میں دینے کیلئے۔

ماں بند۔ ہاں۔ ہاں ٹھیک ہے۔

رضیہ بند۔ ماں آپ اپنی صحت کا خیال رکھا کیجئے۔ صبح سویرے کمرے سے مت نکلا کیجئے۔ آجکل سردیاں زیادہ ہیں۔

ماں بند۔ تم میری فکر مت کرو بیٹی۔ اللہ نگہبان ہے میرا۔ بس تم بے فکر جاؤ جلدی سے واپس آ جاؤ۔

رواپس چلی جاتی ہے۔ رضیہ کپڑے جما کر ٹرننگ بند کر دیتی ہے کہ ریاض داخل ہوتا ہے)

بھابی بند۔ آداب (سامنے پڑے صوفے پر بیٹھ جاتا ہے)
رضیہ بند۔ آداب۔

ریاض بند۔- اعجاز کہاں ہے؟

رضیہ بد بازار گئے ہیں ۔

ریاض بد معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو جانے کی اجازت مل گئی ہے ۔

رضیہ بد بہت مشکل سے ۔ (الہجہ بدل کر) ایک بات پوچھوں آپ سے ۔
ریاض بد ضرور پوچھئے ۔

رضیہ بد کیا آپ بھی بیوی کے بغیر نہیں رہ سکتے ۔

ریاض بد (مہذبہ لگا کر) بھی ہم تو اگلے زمانے کے محنوں نہیں ہیں ۔

ہم بیوی کے بغیر بھی رہ سکتے ہیں اور بیوی ہمارے بغیر بھی ۔

رضیہ بد ہمارے اعجاز صاحب تو دنیا سے نرالے ہیں ۔ وہ میرے بغیر
نہیں رہ سکتے ۔

ریاض بد کیوں نہیں رہ سکتے ۔ انہوں نے اپنی طبیعت کو بنالیا ہے کیا ؟

رضیہ بد نہیں ریاض بھائی وہ واقعی نہیں رہ سکتے میرے بغیر ۔

ریاض بد تم بھی غلط فہمی میں مبتلا ہو ۔ اگر انہیں کرایا جائے تو معلوم ہو جائے
اکہ وہ کتنے پانی میں ہیں ۔

رضیہ بد کیسے کرایا جاسکتا ہے ؟

ریاض بد وہ اس طرح کہ (اچانک اعجاز کی ماں کو داخل ہوتے دیکھ کر رک
تا ہے اور اٹھ کر سلام کرتا ہے) آداب خالہ جان ۔ !

ن بد جیتے ہو بیٹا ۔ (پاس پڑے صوفہ پر بیٹھ جاتی ہے) کل رضیہ جارہی
ہے ۔ سارا گھر سونا سونا لگے گا ۔ تم ذرا جلد جلد آیا کرو تاکہ اعجاز کا دل پہلے ۔

رضیہ بد ہاں خالہ جان ضرور آیا کروں گا ۔ کل کب جارہی ہیں بھابھی ۔ !

ماں ب۔ صبح ۶ بجے کی ریل سے۔

ریاض ب۔ خدا حافظ کہنے کیلئے میں بھی اسٹیشن آؤں گا۔

رضیہ ب۔ ضرور آئیے لیکن بھابی کے ساتھ۔

ریاض ب۔ وہ تو ضرور آئیں گی آپ سے ملنے کیلئے (اٹھ کھڑا ہوتا ہے)

اچھا تو میں چلتا ہوں خالہ جان۔

ماں ب۔ اچھا۔

ریاض بائیں دروازے سے باہر چلا جاتا ہے۔ رضیہ اٹھ کر دروازہ

بند کر لیتی ہے۔ پھر ساس بہو دائیں جانب سے گھر کے اندر چلی جاتی ہیں)

(پردہ گرتا ہے)

دوسرا منظر

اعجاز کا کمرہ بے ترتیب سا ہے۔ دائیں جانب ایک پلنگ پڑا

ہے پشت کی دیوار پر ایک بڑی سی کھڑکی ہے جہاں سے گھر کا اندرونی حصہ

دکھائی دیتا ہے جہاں ہرے بھرے درخت خاموش کھڑے ہیں اعجاز

جو اداس سا کھڑکی کے پاس کھڑا ہے پلٹ کر گنگنا نے لگتا ہے۔

کاٹے کھاتا ہے باغ بن تیرے

گل ہیں نظروں میں داغ بن تیرے

دائیں دروازے سے ریاض داخل ہوتا ہے (کیا کہہ رہے تھے بھابی۔

”کالے کھاتا ہے باغ بن تیرے“ (بیٹھ جاتا ہے)

اعجاز بے گل ہیں نظروں میں داغ بن تیرے“

ریاض بے واہ - واہ - معلوم ہوتا ہے بھابی کی یاد ستاتی ہے ۔ !

اعجاز بے بھولے بن کر حال نہ پوچھو بہتے ہیں اشک تو بہنے دو

جس سے بڑھے بے چینی دل کی ایسی تسلی رہنے دو

ریاض بے سنو آج میں بھی موڈ میں ہوں ۔

آنسو تھے سو خشک ہوئے جی ہے کہ اٹھ آتا ہے

دل پہ گھٹاسی چھائی ہے کھلتی ہے نہ برستی ہے ۔

اعجاز بے جدائی کے زلزلے کی سجن کیا زیادتی کہئے ۔

کہ اس ظالم کی جو ہم پر گھڑی گزری سو جگ بیتا ۔

ریاض بے برصا کی رین کٹے نہ بہار

سونی نگر یا پڑی ہے اُجاڑ

اعجاز بے مر رہتے جو فرقت میں سارا یہ خلل جاتا

نکلا ہی نہ جی ورنہ کانٹا سا نکل جاتا

ریاض بے بیان دردِ محبت جو ہو تو کیونکر ہو ۔

زباں نہ دل کیلئے ہے نہ دل زباں کیلئے

اعجاز بے تڑپا کیا میں دردِ غم انتظار میں

صورت نہ بے وفائے دکھائی تمام شب

ریاض :- سلوک عاشق و معشوق کوئی کیا جانے

کس کے ہاتھ سے آفت کس کے جی پر ہے

اعجاز :- اک ہوگ سی دل میں اٹھتی ہے ، اک درد جگر میں ہوتا ہے

ہم راتوں کو اٹھ اٹھ روتے ہیں ، جب سارا عالم سوتا ہے

ریاض :- زندگی جبر ہے اور جبر کے آثار نہیں

ہائے اس قید کو زنجیر بھی درکار نہیں

اعجاز :- زندگی ہے یا کوئی طوفاں ہے

ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

ماں :- (داخل ہو کر) یہ بیت بازی کب تک ہوتی رہے گی تین بج گئے

ہیں ۔ کیا ابھی تک بھوک نہیں لگی ۔

اعجاز :- ذرا اشعار سے دل بہلا رہا تھا امان ۔

ریاض :- اور مجھے بھی ذرا موڈ آگیا تھا خالہ جان ۔

ماں :- (ناراض ہو کر) ہوں ۔ اس شاعری نے تو ہمیں تباہ کر دیا ۔

چلو آؤ کھانا کھاؤ ۔

(ماں کے پیچھے پیچھے اعجاز اور ریاض اندر چلے جاتے ہیں)

تیسرا منظر

اعجاز کی ماں پاندان کھولے پان بنا رہی ہے ۔ پان بنا کر کھاتی ہے

اور پیک دان میں تھوک کر نہیں کوپکارتی ہے)

ماں :- نہیں !

نہیں :- جی بیگم صاحب !

ماں :- کل شام کی ریل سے بہو آرہی ہے نا !

نہیں :- ہاں صاحب کہہ تو رہے تھے ۔

ماں :- ہاں آرہی ہیں ۔ دیکھو اس کا کمرہ آئینہ کی طرح صاف ستھرا کر دینا ۔

نہیں :- وہ تو روز ہی صاف کرتی ہوں بیگم صاحب ۔

ماں :- میرا مطلب ہے خاص اہتمام سے صاف ہونا چاہئے اور دلہن کے کمرے کی طرح سجا نا چاہئے ۔

نہیں :- بہت اچھا بیگم صاحب ۔

ماں :- جیسے جیسے اس کے آنے کا وقت قریب آرہا ہے درو دیوار پر رونق آرہی ہے ۔

نہیں :- سچ ہے بیگم صاحب ابھی سے گھر پر ایک قسم کا سہانا پن آگیا ہے ۔
ورنہ جہینے بھر سے اداسی برستی تھی ۔

ماں :- ہاں بیٹا ! گھر کی بہو سے ہی گھر کی رونق ہے اب ہمارا کیا ہے

چل چلاؤ گے دن ہیں ۔ ہاں اتنی دعا کر کہ ایک چاند سا بیٹا دیکھ لوں اس کا ۔

نہیں :- اللہ آپ کی دعا آمین کرے بیگم صاحب پھر تو گھر کی رونق اور بھی بڑھ جائے گی ۔

ماں :- جب بچے ہنستے کھیلتے ہیں تو گھر جنت معلوم ہوتا ہے ۔

نہیں :- سچ ہے بیگم صاحب ۔

ماں :- ارے خوب یاد آیا۔ کل کوئی اچھا بچہ ان بھی ہونا چاہئے اور جیسے ہی وہ دروازے پر پہنچے گی ایک مرغ اتار کر خیرات کر دیں گے۔

عجاز :- رد داخل ہو کر اس پر مرغ اتار جا رہا ہے اماں !

ماں :- بہو پر اور کس پر ! کل آرہی ہے نا وہ۔

عجاز :- ہاں آرہی ہے۔

ماں :- کونسی گاڑی سے آرہی ہے۔

عجاز :- چھ بجے شام کی گاڑی سے۔

ماں :- تم کو پندرہ بیس منٹ پہلے ہی اسٹیشن پر پہنچ جانا چاہئے۔ اور ہاں دیکھو بہو سے لڑنا نہیں ایک عرصے کے بعد میکے گئی تھی بیچاری وہاں اس کو روکا بھی بہت گیا ہو گا تب ہی ٹھہر گئی۔

عجاز :- اماں کیا آپ مجھ سے ایسی امید رکھتی ہیں !

ماں :- امید تو نہیں لیکن احتیاطاً کہہ رہی ہوں، کیوں کہ تم مرد ہو اور مرد عرصے سے عورت پر حکومت کرتا آیا ہے۔

عجاز :- اب وہ آبائیاں کا زمانہ نہیں رہا اماں۔ اب تو عورت ہر فیلڈ میں مرد کے دوش بدوش کام کر رہی ہے۔

ڈاک کی آواز :- ”پوسٹ مین“ (اچانک گھر کے دروازے پر پوسٹ مین کی آواز سنائی دیتی ہے عجاز لپک کر دروازے پر پہنچتا ہے اور خط لے کر گھر میں داخل ہوتا ہے)

عجاز :- (خط پر کی مہر پڑھ کر) اماں مرزا پور سے خط آیا ہے۔

ماں بے گیا بہو کے آنے کا پروگرام پھر بدل گیا۔

عجاز بے ابھی معلوم ہوتا ہے رخط کا کورچاک کر کے خاموش پڑھتا ہے

چہرہ متغیر ہو جاتا ہے۔ اماں غضب ہو گیا۔ (سر پکڑ لیتا ہے)

ماں بے آخر کیا خبر ہے بیٹے! یہ تم نے سر کیوں پکڑ لیا!

ارے یہ کیا تمہاری آنکھوں سے آنسو بھی بہہ رہے ہیں۔

عجاز بے میں تباہ ہو گیا۔ میں لٹ گیا اماں۔

ماں بے (تشویشناک لہجہ میں) آخر کیا خبر ہے؟

عجاز بے مجھ سنانے کا یا راہنہیں اماں یہ لیجئے آپ خود ہی پڑھ لیجئے۔

(اپنے آپ سے) یہ کیا ہو گیا میرے خدا۔

(ٹھنڈی سانس لیتا ہے اور رومال سے آنسو پونچھتا ہے)

ماں بے رباواز بلند پڑھتی ہے)

”نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ ہفتہ کے روز

رضیہ گھر کی اور لڑکیوں کے ساتھ ندی پر گئی تھی کہ پیر پھسلنے کی وجہ سے

پانی میں گر گئی اور ندی کا تیز دھارا اس کو بہا لے گیا۔ دور دور تک

تلاش کی گئی لیکن کہیں پتہ نہ چلا۔ مزید تلاش جاری ہے۔“

فقط

آپ کے غم میں برابر کی شریک

سوگوار

خالدہ۔

ماں بد (آنچل سے آنسو پوچھ کر) میرا پہلے ہی ماتھا ٹھنکا تھا۔

رہ رہ کر طبیعت چاہتی تھی کہ بہو کو گاؤں جانے سے روک دوں۔ لیکن اس کی خوشیاں اور بیقراری دیکھ کر خاموش ہو گئی۔

اعجاز بد میں نے بھی روکنے کی بہت کوشش کی اماں لیکن وہ مانی ہی نہیں۔ ماں بد اس کو موت کھینچ کر لی گئی بیٹا۔

اعجاز بد میری زندگی اجر ٹگئی اماں۔ طبیعت چاہ رہی ہے کہ اس گھر کو آگ لگا دوں۔

ماں بد (دکھ بھری آواز میں) آگ تو لگ ہی گئی بیٹا گھر کو۔
ہائے وہ بہو نہیں میری بیٹی تھی۔

اعجاز بد (حسرت ناک لہجہ میں) کاش میں اس کو زبردستی روک لیتا۔

ماں بد (افسوس ناک لہجہ میں) اگر مجھے ذرا بھی گمان ہوتا تو میں خود بھی اس کو ہرگز جانے نہ دیتی بیٹے۔

فہمین بد (کمرے میں داخل ہو کر)

(متفکر لہجہ میں) کس کا ذکر ہو رہا ہے بیگم صاحب !

ماں بد (دکھی آواز میں) دلہن بیگم کا۔ (آگے بول نہیں سکتی۔)

فہمین بد کیا ہوا انہیں؟ وہ تو کل آ رہی ہیں نا۔

ماں بد اب کہاں سے آئے گی فہمین ! (درد ناک لہجہ میں)
اس کو ندی بہا لی گئی۔

فہمین بد ندی ! کوئی اطلاع آئی ہے کیا؟

ماں :- (خط ہاتھ میں پکڑ کر) یہ دیکھو خط آیا ہے ۔

ہنسن :- (پریشان کن لہجہ میں) خط - ہائے دلہن بیگم میں تو تمہارے لئے
کمرہ سجا رہی تھی ہائے بہو بیگم (رونے لگتی ہے)
(پردہ گرنے لگتا ہے)

چوتھا منظر

انجلا کی ماں ورنڈے میں بیٹھی پان کھا رہی ہے کہ ریاض داخل ہوتا

ہے ————— !

ریاض :- آداب عرض خالہ جان ۔

ماں :- آؤ بیٹا بیٹھو ۔ (بیٹھ جاتا ہے)

ریاض :- اس خبر سے بڑا دکھ ہوا کہ بھابی سیلاب کی نذر ہو گئیں ۔

ماں :- ہاں بیٹا ایک غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے ہم پر ۔ حال یہ ہے کہ نہ میں
اعجاز کو تسلی دی سکتی ہوں اور نہ اعجاز مجھے ۔

ریاض :- آپ دونوں کو برابر کا غم ہے ۔ ایسے میں کون کس کو تسلی دے
سکتا ہے ۔ لیکن تقدیر کے فیصلے کو ماننا ہی چاہئے ۔

ماں :- تقدیر کے فیصلے کو ماننا ہی پڑتا ہے بیٹا ۔

ریاض :- تو پھر میں صبر کرنا چاہئے ۔

ماں :- میرا چھوڑو میں تو صبر کر رہی ہوں گی لیکن اعجاز سے صبر نہیں ہو رہا

ہے ————— !

ریاض :- انا للہ وانا الیہ راجعون ” اس کو بھی صبر کرنا ہی پڑے گا۔ کہاں ہے اعجاز؟
 ماں :- گھر ہی میں ادا اس پڑا تھا ابھی کسی دوست کے ساتھ باہر گیا ہے ۔
 ریاض :- اس کو گاؤں جانے نہ دیجئے ورنہ وہ ضرور اس مقام پر جائے گا جہاں
 بھابی سیلاب کی نذر ہو گئیں تھیں اور فور غم میں خود بھی پانی میں چھلانگ لگا
 کر اس کی تلاش میں اپنی جان دے دے گا۔ بس کسی نہ کسی طرح اس کو جانے
 سے روکتے رہئے ۔

ماں :- میں تو لاکھ روکوں گی۔ لیکن وہ رگے گا بھی !
 ریاض :- کیوں نہیں؟ جب سب مل کر کوشش کریں گے تو رک بھی جائے گا۔
 ماں :- مجھے تو امید نہیں ۔

ریاض :- مجھے تو امید ہے۔ کہتے ہیں کہ بیوی کی موت کہنی کی چوٹ کے مانند
 ہوتی ہے ۔ ! آن واحد میں سخت لیکن قابل برداشت ۔
 ماں :- ہونا تو ایسا ہی چاہئے ۔

ریاض :- پھر مرحومہ سے کوئی اولاد بھی نہیں کہ اس کی یاد ستاتی رہے ۔
 پھر وقت سب سے بڑا مرہم ہے ۔

ماں :- مرحومہ کی یاد اس کی تنہائی کو ضرور ڈستی رہے گی ۔
 ریاض :- اس کو تنہا رہنے نہ دیا جائے ۔

ماں :- یعنی ۔ ؟

ریاض :- یہی کہ کسی خوبصورت لڑکی سے اس کی شادی کر دی جائے ۔
 رفتہ رفتہ اس کو شادی کیلئے راضی کر لیا جائے گا ۔

ماں :- تمہارا خیال بھی ٹھیک ہے بیٹا ۔
 دروازہ چائے لئے داخل ہوتی ہے ۔ اعجاز کی ماں کو اور ایک کپے ریاض
 کو صبح سے کرتی ہے ۔ دونوں خاموش چائے پیتے ہیں ۔ چائے پینے کے
 بعد ریاض اٹھ کھڑا ہوتا ہے (
 ریاض :- تو خالہ جان اب چلتا ہوں ۔
 ماں :- اچھا ۔
 ریاض دائیں دروازے سے باہر چلا جاتا ہے اور اعجاز کی ماں بائیں
 دروازے سے اندر چلی جاتی ہے)
 (پردہ گرتا ہے)

پانچواں منظر

اعجاز کی ماں ورنڈے میں بیٹھی اخبار دیکھ رہی ہے کہ ریاض داخل
 ہوتا ہے (
 ریاض :- آداب عرض ہے خالہ جان ۔
 ماں :- جیتے رہو بیٹا ۔
 ریاض :- اعجاز کہاں ہے ۔
 ماں :- اپنے کمرے میں ہے تم وہیں چلے جاؤ ۔
 ریاض :- نہیں خالہ جان یہیں بلائیے میں آج آپ کے سامنے اس سے

دو دو باتیں کرنا چاہتا ہوں ۔

ماں بد باتیں جانب دیکھ کر (وہ خود آ رہا ہے ۔

اعجاز بد السلام علیکم ۔

ریاض بد و علیکم السلام ۔ اماں یہ کیا حالت بنا رکھی ہے ۔

صورت حیران بال پریشان داڑھی بڑھی ہوئی ۔ پورے جنوں معلوم ہوتے ہو ۔

اعجاز بد (اداس لہجہ میں) تمہیں اٹھکیلیاں سو جھی ہیں ہم بیزاریٹھے ہیں ۔

ریاض بد دن گزارے عمر کے انسان ہنستے بولتے

جان بھی جائے تو میری جان ہنستے بولتے

اعجاز بد لیکن پیارے زبردستی تو ہنسنا نہیں جاسکتا ۔

ریاض بد آخر کب تک یہی گاسوگ منایا جائے گا ۔

اور تمہاری وجہ سے خالہ جان کی کیا حالت ہو رہی ہے ۔ کبھی غور بھی کیا ہے ۔

ماں بد کیا بتلاؤں ریاض ! اس کی حالت دیکھتے دیکھتے میرا دل بیٹھا

جار ہا ہے ۔ ٹھیک طرح سے کھانا پینا ترک کر دیا ہے ۔ دفتر سے چھٹی

لے رکھی ہے ۔ دن بھر اپنے کمرے میں اداس پڑا رہتا ہے ۔

ریاض بد (اعجاز سے) اماں ہوش کے ناخن لو کچھ نہیں تو اپنی ماں کی

حالت پر ہی رحم کھاؤ ۔

اعجاز بد (اداس لہجہ میں) آخر کیا کروں یاں ! مجھے تو کچھ سمجھائی نہیں دیتا ۔

ریاض بد کرنا کیسا ہے دوسری شادی کر لو ۔

عجاز بد دوسری شادی! کیا یہ مرحومہ سے بیوفائی نہیں ہوگی۔
 یاض بد۔ بیوفائی (رقبہ لگاتا ہے) قطعی نہیں۔ اگر اس کی موجودگی میں
 تم ایسا قصور بھی کرتے تو یقیناً بے وفائی تھی۔ اور اب جبکہ وہ اس دنیا
 سے نہیں ہے تو پھر دوسری شادی کر کے گھر بسا نا تمہارا عین فرح ہے۔
 اور اس طرح تم اپنی ماں کو بھی سکون پہنچا سکتے ہو۔

عجاز بد۔ لیکن دنیا کیا کہے گی۔
 یاض بد۔ دنیا (رقبہ لگاتا ہے) یہی کہے گی کہ تم نے ٹھیک کام کیا ہے۔
 عجاز بد۔ کیا یہ نہیں کہے گی کہ یا تو رضیہ کی موجودگی میں اس پر جان چھڑکتے
 تھے یا اس کے مرتے ہی دوسری شادی رچا بیٹھے۔
 یاض بد۔ کوئی تم جیسا بیوقوف ہو تو کہے گا۔

عجاز بد۔ میں بیوقوف ہوں۔
 یاض بد۔ بیوقوف نہیں تو اور کیا ہو! بیسویں صدی کے نصف آخر میں
 ٹھارہویں صدی کی باتیں کر رہے ہو۔ میرے بھائی کم از کم اپنے حالات
 برہی غور کر لو۔ ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے۔ یہی کوئی بتیس تیس سال ہوگی
 ہماری شادی ہو کر بھی کتنا عرصہ گزرا ہے۔
 ال :-۔ پانچ ہی سال تو ہوئے ہیں بیٹا۔

یاض بد۔ جانے اللہ کی کیا مصلحت تھی کہ مرحومہ سے تمہیں کوئی اولاد بھی
 میں ہوئی۔

ال بد۔ سچ بات ہے بیٹا شاید اس میں اس کی کوئی بہتری ہوگی۔

ریاض بہ یقیناً۔

ماں بہ اس کی جوان مرگی کا رنج ہوتا ہے۔ اس کی دل موہ لینے والی طبیعت۔
(دکھ بھری آواز میں) کاش اس کے بجائے میں چلی جاتی۔

ریاض بہ خالہ جان! اگر آپ خود اس طرح دکھ کریں گی تو پھر اعجاز کو ماتم کرنے کا پورا پورا موقع مل جائے گا۔ صبر کرنا چاہئے اور مرحومہ کی مغفرت کیلئے بارگاہ رب العزت میں دعا کرنی چاہئے۔

اعجاز بہ برادر جس پر گذرتی ہے وہی جانتا ہے۔

ریاض بہ ہاں بھائی مجھے کب تمہارے دکھ کا اندازہ نہیں ہے لیکن سوچو تو اس سے کیا حاصل ہے۔ مرحومہ کی قبر بھی نہیں کہ شاہ جہاں کی طرح مقبرہ تعمیر کر کے تم اپنی حجت کی تسکین کر سکتے۔ البتہ مرحومہ کے نام سے یتیم خانے میں پیسے جمع کرواؤ۔ یتیموں اور بیواؤں۔۔۔۔۔۔

اعجاز بہ ربات کاٹ کر! اچھا پیر و مرشد اب اپنا وعظ ختم کیجئے۔

ریاض بہ اچھا بابا خاموش ہو جاتا ہوں۔ لیکن کہو کیا فیصلہ کیا ہے تم نے۔
اعجاز بہ کس بارے میں؟

ریاض بہ شادی کے بارے میں۔

اعجاز بہ شادی۔! اماں سے پوچھو مجھ سے کیا پوچھ رہے ہو۔!

کیوں کہ اب مجھے شادی کرنا بھی ہے تو اماں کی خاطر کرنا ہے۔

ماں بہ (موقع کو غنیمت جان کر) ہاں بیٹلے کوئی لڑکی تمہاری نظر میں

کیوں کہ میں اب جلد از جلد اس کی شادی کر دینا چاہتی ہوں۔

ریاض بہ ایک لڑکی ہے (مسرت بھرے لہجہ میں) اور اتفاق سے یہ گولڈن چالس اعجاز کے حصے میں آیا ہے۔

ماں بہ آخر کیا گولڈن چالس ہے بیٹے۔ (دلچسپی لیتے ہوئے)
ریاض بہ ابھی بتاتا ہوں (جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے)

اعجاز بہ جیب سے کیا نکال رہے ہو۔؟

ریاض بہ (نکال کر) دیکھئے یہ لڑکی کی تصویر ہے۔

اعجاز بہ تو اب میں سمجھا۔ جب سے اسی لئے تمہید باندھی جا رہی تھی۔
ریاض بہ اماں خاموش رہو۔ خالہ جان پہلے آپ تصویر تو دیکھئے۔

ماں بہ (بغور دیکھ کر) واقعی بہت خوبصورت ہے (قدرے رک کر)
عمر کیا ہو گی!۔

ریاض بہ یہی کوئی بیس اکیس سال۔ اسی سال بی۔ اے کیا ہے۔

ریاض بہ۔ اعجاز سے۔ اماں دیکھو بھی کیا شرم رہے ہو!

اعجاز بہ واقعی (دیکھ کر) واقعی خوبصورت تو ہے۔

ماں بہ لیکن گولڈن چالس کیا ہے۔

ریاض بہ نمبر ایک یہ کہ لڑکی کی داوی سخت بیمار ہے اور وہ لڑکی کے
ہاتھ پیلے کر کے دنیا سے رخصت ہونا چاہتی ہے۔ دوم یہ کہ خاندان
چھپا ہے۔ سوم یہ کہ اکلوتی ایک لڑکی ہے۔ بڑے چاؤ سے شادی
ہو گی۔

ماں بہ لیکن یہ تب ہی ہوگا جب بات پختی ہو جائے گی۔

ریاض :- بات پختی ہے سمجھے ۔ لڑکی میرے دوست کی بہن ہے ۔ اور رشتہ
 طے کرنے کا مجھے کامل اختیار دیا گیا ہے
 ماں :- پھر تو ٹھیک ہے لیکن ایک نظر لڑکی کو تو دیکھ لیں ۔
 ریاض :- ضرور ۔

ماں :- تو خدا چاہا تو یہ رشتہ طے سمجھو ۔
 ریاض :- بالکل ۔

اعجاز :- ارے ! ایسی بھی کیا جلدی ہے ۔ ذرا مجھے سوچنے کا تو موقع
 دو !

ریاض :- اب سوچنا اوچنا کچھ بھی نہیں ۔ ہم تمہیں دولہا بنا کے چھوڑیں گے
 (اٹھ کھڑا ہوتا ہے) تو خالہ جان اب میں چلا ۔

ماں :- ارے بیٹھو ۔ چائے تو پی کر جاؤ ۔
 ریاض :- نہیں خالہ جان ۔ اب وقت نہیں ہے آداب عرض ۔
 ماں :- خدا تمہیں سکھی رکھے ۔

ریاض :- (اعجاز سے) خدا حافظ ۔ دولہاں میاں ۔
 اعجاز :- معلوم ہوتا ہے تم نے مشاطہ گرمی بھی شروع کر دی ہے ۔
 ریاض :- (مسکراتے ہوئے) تمہاری خاطر یہ بھی کرنا پڑا ۔
 (چلا جاتا ہے)

(پُردہ گرتا ہے)

چھٹا منظر

ورانڈے میں اعجاز کو دولہا پنا یا جا رہا ہے۔ ماں بہن وغیرہ مختلف رشتہ دار دوہے کو سجا رہے ہیں۔ باہر بیاںڈو لٹوئش کن دھن بجا رہا ہے جو عموماً شادی بیاہ کے موقع پر بجائی جاتی ہے۔ مجمع کا ہلکا ہلکا شور سنائی دیتا ہے۔ کار کے ہارن کی اس طرح وقفہ وقفہ سے آواز سنائی دیتی ہے کہ جیسے کار مجمع کو چیرتی ہوئی نوشاہ کے گھر کے قریب پہنچ رہی ہے۔ ہارن موقوف ہو جاتا ہے۔ دفعتاً کوئی عورت عمدہ لباس میں ملبوس داخل ہوتی ہے۔

وہ عورت ! کس کی شادی ہو رہی ہے۔

ا۔ اعجاز احمد کی۔

(سب لوگ پلٹ کر اس عورت کو گھورنے لگتے ہیں)

اعجاز ب۔ (ڈراؤنی آواز میں) بھو۔۔۔ ت (ہمدیت ناک لہجہ میں) بھوت
ولی مجھے بچاؤ۔

ا۔ (پریشان کن لہجہ میں) کیا ہے ؟

اعجاز ب۔ (اسی ہینیناک لہجہ میں) رضیہ بھوت بن کر آئی ہے۔

نبیہ ب۔ میں بھوت نہیں ہوں۔ میں آپ کی چھیتی بیوی رضیہ ہوں۔ جو مری
میں بلکہ جس نے مرنے کا سوانگ رچا کر آپ کی نام نہاد محبت کی آزمائش
کے۔ افسوس کہ میری جدائی میں مر جانے والے نہ صرف زندہ ہیں بلکہ
شاہ بنے نئی ذہن بیاہنے جا رہے ہیں۔

اعجاز بہ اس میں میرا کیا قصور ہے۔ میں تو صرف ماں کے حکم کی لائحہ رکھ رہا تھا۔
 ماں بہ ہاں بیٹی! اچھا ہوا تو آگئی لیکن ایسی آزمائش اس قیامت کی۔
 رضیہ بیٹی میں معافی چاہتی ہوں! اماں جان۔ ریاض بھائی کے کہنے میں آگئی
 جس دلہن کو آپ نے دیکھا تھا دراصل وہ ایک نئی ایکٹرس تھی۔ دعوتی
 کارڈز بھی تقسیم نہیں کئے گئے۔ باہر کر ایہ کا مجمع کھڑا ہے۔
 ماں بہ اے۔ واہ۔ یہ سو بھی ریاض کے بچہ کو! کہاں ہے وہ بد معاش
 بلاؤ اسے۔ خوب نالٹک رچایا ہے۔ ہم تینوں اس کے اشاروں پر
 ناپتے رہے۔

فہیم بہ در داخل ہو کر کہاں ہیں ریاض میاں۔ وہ تو بھاگے جا رہے ہیں۔
 ربیاند کی آواز جو دھیرے دھیرے آ رہی تھی قطعی موقوف ہو جاتی
 ہے۔

ماں بہ پکڑ لاؤ۔ بد معاش کو خوب مذاق کیا ہے۔!
 کسی کی جان گئی اور اس کی ادا ٹھیری!
 اعجاز شیروائی اتارنے لگتا ہے کہ ماں روک مٹی ہے
 ابھی رہنے دو۔

اعجاز بہ اچھا ہوا کہ میں ہندی نہیں لگایا ورنہ ماں اس کیلئے بھی جبو کر رہی
 تھیں۔

ماں بہ تو کیا ہوتا۔ تم آج دو لہا بنے اپنی بیوی سے ملتے۔
 اعجاز بہ ایسی جگ ہنسائی کا دو لہا خدا نہ بنائے۔

(حاضرین ہنستے ہیں)

ایک بڑھیا بے اللہ کرے آج کی ملاقات تمہیں باپ بنا دے ۔
 ماں بے آئین — ہمیں جاؤ اعجاز کا کمرہ سجاؤ کمرہ کو دو لہن کا کمرہ بنا دو ۔
 اگر کوئی بادشاہ یا شہنشاہ کی بیٹی بھی لاکھوں کا جہیز لے کر آتی تو مجھے وہ
 خوش نصیب نہ ہوتی جو آج رضیہ کو دیکھ کر ہورہی ہے ! ادھر آؤ بیٹی ۔
 اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی اور گلے لگا لیتی ہے (متہاری آزمائش نے تو
 ہماری جان ہی لے لی تھی ۔ اب تم اپنے میاں سے بات چیت کرو ۔
 رہائیں دروازے سے باہر چلی جاتی ہے اس کے ہمراہ حاضرین بھی چلے
 جاتے ہیں)

اعجاز بے رضیہ ۔ ! تم نے مجھے بے حد شرمندہ کیا اب میں کبھی یہ نہیں کہہ
 سکتا کہ میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا ۔
 رضیہ بے سرتاج میرے ۔ اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ۔ یہ سب
 جال تو ریاض بھائی کا اور میرا بچھا یا ہوا تھا ۔ جس میں آپ بھی آگئے ۔
 میں شرمندہ ہوں اور معافی چاہتی ہوں ۔
 (اعجاز ہاتھ بڑھا کر اس کو سینے سے لگا لیتا ہے)

فیصلہ

کردار

لڑکے کی ماں ۔

لڑکے کی خالہ ۔

لڑکے کی بہن ۔

فریدہ : _____ لڑکی

حامد : _____ فریدہ کا باپ عمر ۶۴ سال

سعیدہ : _____ فریدہ کی عمر ۴۴ سال

آسیہ : _____ سعیدہ کی بہن

زینب : _____ حامد کی بہن عمر ۵۵ سال

ارشاد : _____ زینب کا بیٹا عمر ۲۶ سال

حمیدہ بی : _____ مشاطہ عمر ۵۴ سال

نصیبین : _____ ملازمہ عمر ۳۳ سال

(دورانڈے میں داخل ہوتے ہوئے)

لڑکے کی خالہ بے - ماشا اللہ لڑکی کیا ہے چاند کا ٹکڑا ہے ۔

لڑکے کی بہن بے - واقعی خالہ جان - ! جی خوش ہو گیا میرا ۔

حمیدہ بی - (موقع سے فائدہ اٹھا کر) بیگم ! آپ نے بہت سی لڑکیاں

دیکھی ہوگی - سچ کہئے گا - کہیں ایسی بھی لڑکی نظر سے گزری ہے ۔

لڑکے کی خالہ بے - واقعی حمیدہ بی - ! ہم جیسی لڑکی چاہتے تھے ویسی مل گئی ۔

لڑکے کی ماں بے - لیکن ابھی بات چیت بھی تو طے ہونا ہے ۔

(سعیدہ داخل ہوتی ہے)

سعیدہ بے - ہاں بہن آئیے نا ! اب تو بھی منہ میٹھا کر لیجئے ۔

لڑکے کی ماں بے - چلئے (اٹھ کھڑی ہوتی ہے) - دوسرے حاضرین بھی

اٹھ کر چلے جاتے ہیں ۔)

راسٹیج کی روشنی مدھم ہو جاتی ہے اور ایک دل خوش راگ چھڑ جاتا

ہے جو تین منٹ تک جاری رہ کر فیڈ اوٹ ہو جاتا ہے پھر روشنی

تیز ہو جاتی ہے پھر سب لوگ دورانڈے میں داخل ہوتے ہیں ۔

لڑکے کی ماں بے - اتنے اہتمام کی کیا ضرورت تھی ۔

لڑکی کی ماں بے - دل تو یہی چاہتا ہے کہ ہم اپنا دل بھی رکھ دیں آپ

لوگوں کے سامنے تو کم ہے ۔

لڑکے کی ماں بے - شکریہ ! لیکن ہمیں لڑکی بے حد پسند آئی ہے ۔

انیسہ بے - اس کا تو ہمیں یقین تھا ۔

کوئی عورت :- پھر تو چٹ منگنی پٹ بیاہ ہونا چاہئے ۔
 لڑکے کی خالہ :- ایک ضروری مسئلہ طے ہو جائے تو یہ بھی ہو سکتا ہے ۔
 انیسہ :- وہی لین دین کا ۔

لڑکے کی خالہ :- ذرا دولہے کے باپ اور چچا سے مشورہ کرنا ہے اور
 خود دولہا کی خواہشات بھی معلوم کرنی ہے ۔

انیسہ :- پھر کب طے ہوگا ۔
 لڑکے کی ماں :- جلد ہی ۔ لیکن یہ کام بی حمیدہ کا ہے کہ آپ کے اور ہمارے
 درمیان دوسری ملاقات کا موقع بہم پہنچائے ۔

حمیدہ بی :- جب تک ہمارے دم خم سلامت ہیں میں دوڑ دھوپ
 سے کب ڈرتی ہوں ۔

لڑکے کی ماں :- ہاں حمیدہ بی :- تم سے یہی امید ہے ۔ (اٹھ کھڑی
 ہوتی ہے ۔ ساتھ ہی دوسری عورتیں بھی اٹھ کھڑی ہوتی ہیں ۔
 اچھا نواب اجازت دیجئے ۔

سعیدہ :- اچھا ۔ !

(لڑکے والے بائیں دروازے سے باہر چلے جاتے ہیں اور لڑکی
 والے بائیں جانب سے گھر کے اندر)
 (پردہ گرتا ہے)

دوسرا منظر

سعیدہ ورائڈے میں بیٹھے پانڈان کھولے پان کھا رہی ہے کہ
حمیدہ بی داخل ہوتی ہیں!

حمیدہ بی :- آداب بیگم صاحب .
سعیدہ :- آداب . آؤ . آؤ . تم یاد بھی آرہی تھیں .
(حمیدہ بیٹھ جاتی ہے)

حمیدہ بی :- مجھے چین کہاں ہے . شادی کی گھڑی آئے گی تو سکون
کا سانس لوڑا گی .

سعیدہ :- کیا خوشخبری لائی ہو .

حمیدہ بی :- ایک سندھیہ ہے .

سعیدہ :- کیا ہے ؟ جلد سناؤ !

حمیدہ بی بلرٹ کے کی ماں دریافت کرتی ہیں کہ شادی پر کیا صرف کیا جائے
گا۔۔۔۔۔!

سعیدہ :- آخر ہم ماں باپ میں بہتر سے بہتر طومر لڑکی کی شادی کرنے
کی کوشش کریں گے .

حمیدہ بی :- اس سے کس کو انکار ہے . لیکن آجکل لڑکے والے سب ہی
پہلے اس بات سے مطمئن ہونا چاہتے ہیں .

سعیدہ :- اور اس طرح وہ لڑکی والوں کی زبان پکڑ لیتے ہیں .

حمیدہ بی :- جی ہاں .

سعیدہ :- لڑکے والوں سے تو آجکل شادی کو کدلا بزنس بنالیا ہے .

حمیدہ بی بی ہوا ہی ایسی چل رہی ہے نیم صاحب - ہر لڑکی والا پریشان ہے آجکل -

سعیدہ بی بی آخر چاہتے کیا ہیں وہ لوگ -

حمیدہ بی بی لڑکا انجینئر ہے اس لئے ماں باپ دماغ
سعیدہ بی بی بات کاٹ کر ہاں ہاں ہوگا آسمان پر لیکن ان کا غشاء تو ہمیں معلوم ہو !

حمیدہ بی بی یہی کہ آپ بچاس ہزار کا صرفہ کریں -

سعیدہ بی بی بچاس ہزار - ! یہ بچاس ہزار لائیں کہاں سے ؟

حمیدہ بی بی لڑکے کی تنخواہ معقول ہے اور بالائی آمدنی اس سے بڑھ کر ایسے لڑکے کو چھوڑنا نہیں چاہئے - بیگم صاحب لڑکی سدا عشرت کے جھولے میں جھولے گی -

سعیدہ بی بی تو کیا ہم بک جائیں ؟ -

حمیدہ بی بی پھر بھی اتنا جلد فیصلہ نہ کیجئے ایسا نہ ہو کہ بعد کو پچھتنا پڑے کیوں کہ ایک اور لڑکی کو دیکھنے جا رہے ہیں وہ لوگ -

سعیدہ بی بی اچھا - (خوف کھا کر) زیادہ سے زیادہ تیس ہزار روپیہ خرچ کر سکتے ہیں - آگے ان کی مرضی -

حمیدہ بی بی ہاں ایسا کیجئے - اب بات بننے کی کوئی سورت پیدا ہوئی -

سعیدہ بی بی لیکن وہ راضی بھی تو ہوں !

حمیدہ بی بی ہاں کو راضی کرنا میرا کام - کہاں ملے گی انہیں ایسی چاندسی لڑکی -

عیدہ بے مگر کب تک جواب لے آؤ گی!
 عیدہ بی بے جلد ہی ۔ مجھے خود بے چینی رہتی ہے ۔
 عیدہ بے نصیبن پانڈان لے آؤ ۔
 عیبین بے لائی بیگم صاحب ۔

(نصیبن پانڈان لے آتی ہے اور سعیدہ کے سامنے رکھ دیتی ہے
 عیدہ پان بنا کر کھاتی ہے اور ایک بیڑا بنا کر دس روپے کی نوٹ
 لے ساتھ حمیدہ کے حوالے کر دیتی ہے)
 عیدہ بی بے پان و نوٹ لیکر اٹھتی ہے) آداب اب اجازت
 باہمی ہوں ۔

عیدہ بے اچھا ۔
 حمیدہ بی دائیں جانب کے دروازے سے چلی جاتی ہے
 (پردہ گرتا ہے)

تیسرا منظر

رحامہ درانڈے میں بیٹھا اخبار دیکھ رہا ہے کہ سعیدہ داخل ہوتی
 ہے ۔ —————!
 عیدہ بے بھئی کیا اخبار ہی دیکھتے رہیں گے یا کچھ بات چیت بھی کریں
 گے ۔

حامد :- یہ لو! خبر رکھ دیتا ہوں (بار و رکھ دیتا ہے)

کہو کیا کہنا ہے ؟ -

سعیدہ :- حمیدہ بی آئی تھیں -

حامد :- اچھا - تو کیا سند لیبہ لائی تھیں -

سعیدہ :- لڑکے والے چاہتے ہیں کہ ہم پچاس ہزار کا صرفہ کریں -

حامد :- پچاس ہزار - اور کیا امید کی جاسکتی ہے لڑکے والوں سے -!

تو کیا جواب دیا تم نے ؟ -

سعیدہ :- کہہ دیا کہ ہم سے نہیں ہو سکتا -

حامد :- ٹھیک کیا تم نے -

سعیدہ :- لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ دیا ہے کہ تیس ہزار کی حد تک ہم صرفہ کر سکتے ہیں -

حامد :- (سجیدہ ہو کر) یہ کیوں کہہ دیا تم نے - کیا میں تمہارے پاس تیس ہزار -

سعیدہ :- آپ کے مشورہ کے بغیر کہنا تو نہیں چاہئے تھا لیکن آپ دورے پر تھے اور پیام ٹوٹ جانے کا اندیشہ تھا اس لئے میری زبان سے نکل ہی گیا -

حامد :- تو کچھ کرو تیس ہزار کا انتظام -

سعیدہ :- میں کیا کر سکتی ہوں - کرنا تو آپ ہی کو ہوگا -

حامد :- میں اپنے دعوے کے مطابق تیس ہزار کا انتظام کر دوں گا

قی کا میں ذمہ دار نہیں ہوں ۔

عیدہ بد کیسے نہیں میں ذمہ دار کیا آپ یہ نہیں چاہتے کہ لڑکی سدا
تھی رہے ۔ !

مد بد کیوں نہیں ! لیکن مزید بیس ہزار کا انتظام ہو گا کہاں سے یہ کوئی
مولی رقم ہے ۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں نے رشوت نہیں کھا کر
نت غلطی کی ہے ۔

عیدہ بد مکان رہن رکھوا دیں گے ۔

مد بد (طیش میں آکر) مکان ۔ مجھے بھی بیچ دونا اپنی لادٹلی کے
دی کے لئے ۔

عیدہ بد اس قدر کیوں خفا ہو رہے ہیں آپ ۔ !

مد بد خفانہ ہوں تو خوش ہوں ! تم تو ہر وقت کوئی نہ کوئی آفت
را کر دیتی ہو کہ زندگی عذاب بن جاتی ہے ۔

عیدہ بد میں نے کوئی نئی بات کہی ہے ۔ پچاس ساٹھ ہزار تو آج کل
کی والے خرچ ہی کر رہے ہیں اس کے بغیر تو کوئی اچھا لڑکا ملنا مشکل
ہے ۔ ————— !

مد بد ایسے کو تسے سرخاب کے پر لٹے ہیں اس کو ؟ ۔

عیدہ بد سرخاب کے پر ۔ ! سونے کی چڑیا ہے لڑکی جنت میں بیٹھی ۔
مد بد سونے کی چڑیا ۔ اور جنت ۔ ! اس مشاطہ نے تو تمہارا دماغ
غراب کر دیا تب ہی ایسی باتیں کر رہی ہو ۔

سعیدہ بے کیا لڑکی کو اونچے گھر میں دینے کی کوشش کرنا دماغ خرا
کی علامت ہے !

حامد بے لڑکی کو ضرور اونچے گھر میں دینا چاہیے۔ لیکن اس طرح منہ
بر باد کر لیا جائے :

سعیدہ بے میں نے ایسی کونسی تباہی کی بات کہی ہے ؟

حامد بے جب مکان رہن ہو جائے گا تو ایک دن بک بھی جا
طرح نہ صرف ہم بے گھر ہو جائیں گے بلکہ باپ دادا کی یادگار بھی
جو نہ صرف امن و آسائش کا بلکہ عزت کا باعث بھی ہے ۔

(نصیبین دوڑتی آتی ہے)

نصیبین بے بیگم صاحبہ - حمیدہ بی آ رہی ہیں ۔

حامد بے وہ کبھی کہاں پچھا چھوڑنے والی ہے ۔ جونک !
گئی ہے ۔

سعیدہ بے خاموش بھی رہے ۔

(رزن و شوہر خاموش ہو جاتے ہیں)

حمیدہ بی بے (داخل ہو کر) آداب عرض کرتی ہوں ۔

سعیدہ بے آداب ۔

حمیدہ بی بے صاحبہ کی خدمت میں بھی آداب بجالاتی تہ

حامد بے (رکھائی سے) آداب

حمیدہ بی بے میں ٹھیک وقت پر آئی ۔ آج صاحب بھی مو

حامد نہ کہو کیا نیا سند لیسہ لائی ہو۔

حمیدہ بی بی کوئی نیا سند لیسہ نہیں بیگم صاحب کی بات کا جواب لائی ہوں۔

سعیدہ بی بی تو سناؤ حمیدہ بی بی۔

حمیدہ بی بی حضور انعام کی مستحق ہوں۔ آپ کی بات منوا کر رہی۔ آپ کی طرف سے تیس ہزار کی شادی ہوگی۔

سعیدہ بی بی کیوں کر رضامند نہیں ہوتے لڑکی بھی تو بہت پسند آتی تھی انہیں۔
حمیدہ بی بی: (قد سے خفا ہو کر) تو گو یا میری کوئی کارگزاری ہی نہیں سمجھیں۔
سعیدہ بی بی تمہاری کارگزاری کیسے نہیں یہ سب کچھ تمہاری کوشش سے تو ہو رہا ہے۔

حمیدہ بی بی: دو لہا کی مال ملاقات کی مشتاق ہیں تاکہ بات چلی کر لی جائے۔
سعیدہ بی بی: لیکن ان کی طرف سے کیا صرف ہوگا؟ یہ انہوں نے کچھ نہیں کہا۔
حمیدہ بی بی: میرے خیال میں وہ بھی بارہ پندرہ ہزار تو صرف کریں گے ہی۔
پھر بھی آپ ملاقات میں اس بات کو صاف کر لیجئے۔

سعیدہ بی بی: رو روئی میں تو کوئی ملاقات کی تاریخ مقرر نہیں کی جاسکتی۔
حمیدہ بی بی: ایسا کرو تم اتوار کو آجاؤ تب تک کسی تاریخ کا تعین کر کے رکھیں گے۔

حمیدہ بی بی بہت بہتر بیگم صاحب (اٹھ کھڑی ہوتی ہے اور سعیدہ نصیبین کو پکارتی ہے دوسرے لمحے نصیبین آ موجود ہوتی ہے)

سعیدہ ب۔ حمیدہ بی کو لیجاؤ کچھ ان کی خاطر تواضع کرو۔
نصیب بن ب۔ آئیے حمیدہ آپا۔

(دونوں باورچی خانے کی طرف چلے جاتے ہیں کہ پھر زن و شوہر
میں مکالمہ شروع ہوتا ہے۔)

سعیدہ ب۔ (منانے کے انداز میں) سرکار میرے غصہ دور کر دیجئے۔
اب تو لڑکے والے رضامند بھی ہو گئے ہیں میں نے جو زبان دی ہے اس کو
نبھائیے۔

حامد ب۔ تم فضول کی ضد لے بیٹھی ہو بیگم!۔ اپنا ارشد ہی ٹھیک ہے
نہ لین دین کا جھگڑا نہ کوئی اور شرائط۔

سعیدہ ب۔ میں نے ہزار بار کہہ دیا ہے کہ میں رضامند نہیں ہوں۔ پھر بھی
بار بار ارشد کا ذکر چھیڑ کر چکر لگاتے ہیں آپ۔ کیا ہے آپ کا ارشد
(حقارت سے) ایک معمولی ٹیچر! نہ کوئی معقول تنخواہ نہ کوئی آمدنی۔
میں لڑکی کو جہنم میں جھونکنا نہیں چاہتی۔

حامد ب۔ میری بہن کا گھر جہنم ہے۔

سعیدہ ب۔ لڑکی کے حق میں جہنم نہیں تو اور کیا ہے۔ کل کو بال بچے ہوں
گے تو میری لڑکی کی زندگی سے کھجین جائے گا۔

حامد ب۔ تم ان کے مستقبل کی فکر کیوں کرتی ہو۔ دونوں پڑھے لکھے ہیں
اپنا مستقبل آپ بنالیں گے۔

سعیدہ ب۔ (ظن سے) خوب بنالیں گے۔ یہی ناکہ گھر غربت اور افلاس

انمونہ ہوگا ۔

عامد بہ دونوں مختلف پلانٹس بنا کر گھر کو جنت بنا سکتے ہیں ۔

عیدہ بہ (رنج ہو کر) آپ سے کون بحث کرے ! بہر حال ایسے پیام رکھو کہ عمر بھر پچھتا تا پڑے گا ۔

عامد بہ کوئی پچھتاوا نہیں ہوگا ۔ بلکہ زندگی بھر سکون رہے گا کہ ہم نے لٹی نہیں کی ۔

عیدہ بہ (طیش سے) خیر آپ بچی کی زندگی تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں تو شوق سے تباہ کیجئے ۔ لیکن یاد رکھئے میں شادی میں شریک نہیں ہوں گی ۔

عامد بہ کیوں اتنا ناراض ہوتی ہو ۔

عیدہ بہ (دکھی آواز میں) اور نہ میرا کوئی رشتہ دار شریک ہوگا ۔
(نصیبین دوڑتی آتی ہے)

نصیبین بہ صاحب آپ کی بہن اور ارشد میاں آرہے ہیں
عیدہ بہ آپ کی بہن تو جو نک بن کر چمٹ گئی ہے ۔ ہمارا پچھیا
چھوڑتی ہی نہیں ۔

عامد بہ خاموش رہو کہیں سن لیں گی وہ ۔

(دونوں خاموش ہو جاتے ہیں ۔ زینب اور اس کا لڑکا ارشد
داخل ہوتے ہیں ۔ حامد اور سعیدہ اٹھ کر استقبال کرتے ہیں اور
سب ایک دوسرے کو سلام کر کے بیٹھ جاتے ہیں ۔)

زینب بے ارشد لکچرار بن گیا ہے۔ پرسوں ہی آرڈر ملا۔ اس کا باپ تو رہا نہیں (آنجل سے آنسو پوچھ کر) اب تم لوگوں سے بڑھ کر کون خوش ہونے والا ہے اس لئے خوشخبری سنانے چلی آئی۔
حامد بے اچھا کیا آپا تم نے۔ ہمیں بھی خوشی ہے کہ ہمارا بھانجا لکچرار بن گیا ہے۔

ارشاد بے یہ ہے۔

(جیب سے نکال کر دیتا ہے)
حامد بے پڑھ کر یہیں حیدر آباد میں جگہ مل گئی ہے۔
ارشاد بے جی ہاں۔

حامد بے مبارک بیٹے۔ (لیٹر واپس کرتا ہے جس کو ارشد جیب میں رکھ لیتا ہے)

ارشاد بے (اٹھ کر سلام کرتا ہے) یہ آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے مامو جان۔
حامد بے آگے اور بھی ترقی کے چانس ہیں!

ارشاد بے جی ہاں۔ فی الحال دکھنی ادب پر ریسرچ کر رہا ہوں۔
حامد بے (خوشگوار لہجہ میں) بہت اچھا ہے۔

سعیدہ بے ارشد میاں اللہ تمہیں اور ترقی دے۔
ارشاد بے آپ کی دعاؤں کا طفیل ہے ممانی جان۔

اچھا اب اجازت چاہتا ہوں۔

حامد بے کیوں ارشد اتنی جلدی کم از کم دوپہر کا کھانا تو کھا کر جاؤ۔

ارشاد اجازت دیجئے۔ کالج جانلے۔ اماں ٹھہر رہی ہیں۔
حامد بے ٹھیک ہے جاسکتے ہو۔

(ارشاد حامد اور سعیدہ کو سلام کر کے رخصت ہوتا ہے)
حامد بے! آپ کی مصیبت کے دن کٹ گئے۔

زمینب بے! ہاں حامد میاں اللہ کا احسان ہے۔ اب ایک ہی فکر ہے۔
ارشاد کی شادی ہو جائے تو سکون کا سانس ملے۔

حامد بے۔ وہ بھی ہو جائے گی۔ آپ اتنی عجلت کیوں کرتی ہیں۔

زمینب بے۔ یہ عجلت ہے۔ کب سے ٹال مٹول کر رہے ہیں آپ لوگ!
میں آج سوچ کر آئی ہوں کہ کوئی جواب لیکر ہی اٹھوں گی۔ ہاں یا نہیں۔

حامد بے! آپ میں بھی اس الجھن سے تنگ آگیا ہوں۔

زمینب بے! الجھن۔ کاہے کی الجھن۔

حامد بے! اپنی بھانج سے پوچھ لو۔

زمینب بے! ہاں سعیدہ کہو کیا الجھن ہے۔

سعیدہ بے! میں کیا بتلاؤں۔ جو کہہ رہے ہیں ان ہی سے پوچھئے۔

حامد بے! ہاں۔ ہاں۔ میں ہی بتلا دیتا ہوں آخر کوئی بات کب تک چھپائی

جاسکتی ہے۔ آپا! الجھن یہ ہے کہ میں فریدہ کو ارشاد کو دینا چاہتا

ہوں اور بیگم کسی دوسرے لڑکے کو۔ اور بیگم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ فریدہ

کی ارشاد سے شادی کی صورت میں نہ تو وہ شادی میں شریک ہوگی

اور نہ ان کو کوئی رشتہ دار۔

زمینب بد (حیرت ہے) ارے! ایسا کیا برائی ہے میرے لڑکے میں۔

حامد :- سعیدہ سے ہی پوچھ لیجئے :-!

زمینب بد :- کہو سعیدہ کیا برائی ہے میرے لڑکے میں! آخر مجھے بھی تو معلوم ہو! تاکہ میں خود ہی واپس ہو جاؤں۔

(سعیدہ اچانک منہ پھر کر اٹھ کھڑی ہوتی ہے اور اندر چلی جاتی ہے)
حامد بد اور اگر میں بیگم کی بات مان لوں تو نہ صرف یہ میری مرضی کے خلاف ہوگا بلکہ آپ لوگ بھی مجھ سے کنارہ کش ہو جائیں گے۔ غرض فریدہ کی شادی کے ساتھ گھر کے سکون کا خاتمہ نظر آتا ہے۔

زمینب بد :- اُف :-! کیا زبردست لاوا پھٹ پڑا ہے۔

حامد بد :- لیکن میں اس مسئلہ کے حل کو قابو سے باہر سمجھتے ہوئے بھی ایسا حل چاہتا ہوں جو ہم تینوں کیلئے قابل قبول ہو۔

زمینب بد :- سوچ کر! ایسی تو کوئی صورت نظر نہیں آتی حامد میاں۔

حامد بد :- ہے ایک صورت :-!

زمینب بد :- وہ کونسی۔

حامد بد :- وہ یہ کہ مسئلے کو فریدہ کے سپرد کر دیا جائے۔

زمینب بد :- اور حیرت سے! فریدہ کے۔

حامد بد :- آپ گو حیرت تو ہو رہی ہوگی لیکن اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کیونکہ ہم سب کا ہوتے ہوئے بھی یہ اس کا اپنا ذاتی مسئلہ ہے وہ جو بھی فیصلہ کرے گی ہم تینوں کو قبول کرنا ہوگا۔

زینب مجھے منظور ہے۔ میں فریدہ کو زبردستی بہو بنانا نہیں چاہتی۔ پھر ہمیں کوئی لالچ بھی نہیں ہے۔ ارشد تو بار بار کہہ چکا ہے کہ اس کو فریدہ کے سوا مامول جان کی کوئی اور چیز نہیں چاہئے۔

حامد بد حیرت سے اچھا؟

زینب بے اگر آپ کو شک ہے تو بلا کر پوچھ لیجئے۔

حامد بے نہیں آیا۔ مجھے آپ پر شک کیسے ہو سکتا ہے! حیرت تو اس بات پر ہے کہ اس لالچی دور کا ذرا بھی اس پر اثر نہیں پڑا ہے۔

زینب بیکسے اثر پڑتا تھا مدیاں جو خود اپنی زندگی کا آپ معمار ہو وہ کب پرانی دولت پر نظر رکھتا ہے۔ میرے ارشد میں تو زمانے سے ٹکڑے لینے کی ہمت ہے۔

حامد بدش باش میرا بھانجا ایسا ہی ہونا چاہئے۔

زینب بے تو بلائیے سعیدہ کو۔

حامد بے وہ نہیں آئے گی۔ سخت ناراض ہو کر گئی ہے میں خود ہی جا کر بلاتا ہوں۔

اٹھ کر اندر چلا جاتا ہے زینب سوچ بچار میں غرق رہتی ہے کہ دوسرے مندرٹ نصیبین ہاتھ میں چائے کی ٹرے لئے داخل ہوتی ہے۔

ٹرے میں چائے کے ساتھ بسکٹ اور پھل بھی موجود ہیں۔ ٹرے زینب کے آگے رکھ دیتی ہے۔

نصیبین بیجئے۔ شروع کیجئے۔ صاحب بیگم صاحب کو منانے میں مصروف

ہیں۔ (زمینب ہاتھ بڑھا کر سیب اٹھاتی ہے اور کھانے لگتی ہے)
 زمینب: کیا تمہارے صاحب ہمیشہ بیگم صاحب کو منایا کرتے ہیں؟
 نصیبین: ہوتا تو ایسا ہی آیا ہے۔

زمینب: خوب۔! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حامد صاحب بھی زن مرید
 واقع ہوئے ہیں۔

نصیبین: میں تو سہی (ہنس کر) میرے خیال میں ہر شریف آدمی زن مرید
 ہی ہوتا ہے۔

زمینب: غلط ہے۔ منصف مزاج ہوتا ہے۔ زن مرید آدمی ایک دن
 اپنے خاندان کو تباہ کر دیتا ہے۔

نصیبین: کیا ہے کی بیگم صاحب۔ میری زبان سے نکل گیا۔ ہمارے
 میاں تو ہماری کچھ سنتے ہی نہیں۔

زمینب: یہ بھی غلط ہے۔

دیکھ نصیبین چلے بنا کر دیتی ہے اور جیسے ہی چائے ختم کرتی ہے
 حامد اور سعیدہ مسکراتے ہوئے داخل ہوتے ہیں)

حامد: ہاں تو سعیدہ ظاہر کرو اپنا خیال۔

سعیدہ: ہاں۔ ہاں میری سچی ایسی جاہل بھی نہیں کہ پھلے برے کی تمیز نہ
 کر سکے۔ وہ دانشمندی ہی کا ثبوت دے گی آپ کی شرط مجھے منظور ہے۔

حامد: آپ کا کیا خیال ہے آپا۔

زمینب: میں تو پہلے ہی رضامندی کا اظہار کر چکی ہوں۔

عامد بصرف باتوں سے کام نہیں چلے گا۔ میں ایک تحریر لکھ دیتا ہوں جس پر سب کو دستخط کرنے ہوں گے۔ تاکہ بعد میں انکار کی گنجائش نہ رہے۔
 زینب ضرور لکھئے۔

سعیدہ بدشوق سے لکھئے۔

حامد بدراپنی جیب پر نہ پا کر (پن؟)۔

سعیدہ بد (تلاش کر کے) یہ لیجئے پن اور یہ رہا پیڈ۔

(حامد کاغذ پر لکھتا ہے اور لکھنے کے بعد)

حامد بد یہ لو پڑھ کر سنا تا ہوں۔

لڑکا نمبر ۲

لڑکا نمبر ۱

ارشاد حسین

اشفاق احمد

لکچرار

اسٹنٹ انجینئر

فریدہ سلطانہ بنت محمد حامد مندرجہ بالا ہر دو لڑکوں میں سے بطور شریک حیات جس کا انتخاب کر لے گی ہمیں رشتہ بخوشی منظور ہوگا۔
 حامد (دونوں خواتین سے) ٹھیک ہے۔

زینب { (دونوں ایک ساتھ) ٹھیک ہے۔
 سعیدہ }

حامد بد (دستخط کر کے کاغذ سعیدہ کی طرف بڑھاتا ہے) یہ لو سیکم میں دستخط کر چکا۔

سعیدہ بد (دستخط کر کے) یہ لیجئے آپا میں بھی دستخط کر چکی۔

زمینب :- دستخط کر کے یہ رہی میری دستخط ۔

حامد :- (کاغذ اپنے پاس رکھ کر پتہ لکھتا ہے) نصیب !

نصیب :- (داخل ہو کر) جی صاحب !

حامد :- فریدہ کو بلاؤ ۔

نصیب :- جی ابھی بلائی (جاتی ہے)

فریدہ :- (دوسرے منٹ داخل ہو کر) آداب عرض ہے بھوپھی جان !

زمینب :- جیتی رہو بیٹی ۔

حامد :- فریدہ اس جمہوری دور میں کسی کا حق خود اختیاری چھیننا مناسب نہیں چاہے وہ اولاد کیوں نہ ہو ! اس لئے ہم تینوں نے متفق ہو کر تم کو شریک حیات چنے کی آزادی دی ہے ۔ تم بے جا شرم و حیا سے کام نہ لو اور آزادانہ طور پر اپنی پسند کا اظہار کرو یہ کاغذ لو ۔ اس پر ہم نے دو امیدوار لڑکوں کے نام لکھ دیئے ہیں جس کو تم انتخاب کرنا چاہتی ہو اس کے نام کے محاذی پن سے اپنی رضامندی کا نشان لگاؤ ۔ اور اگر دونوں ہی ناپسند ہو تو دونوں کے نام کے آگے جلیپا لگا دو ۔ بہر حال تم کو مکمل آزادی ہے ۔

(فریدہ بغیر کچھ جواب دیئے جانے لگتی ہے ۔)

حامد :- فریدہ بھڑ جاؤ (فریدہ رک جاتی ہے) کیوں واپس جا رہی ہو ۔ اگر آج تم خاموش ہو گئیں تو یہ گھر ہمیشہ کیلئے خاموش ہو جائیگا بیٹی ۔ فریدہ :- نہیں پتہ یہ کام مجھ سے نہیں ہوگا ۔

حامد بدم کو کرنا ہی ہو گا یہ کام ۔
 سعیدہ بد ہاں بیٹی شرم حیا کو ترک کر دو اور کسی ایک لڑکے کا انتخاب
 کرو ایسا انتخاب کہ تمہارا گھر سدا خوشیوں کا گہوارہ رہے ۔
 زینب بد ہاں بیٹی تم کو اب دیر نہیں کرنی چاہئے ۔
 (نصیبین داخل ہوتی ہے)

سعیدہ بد آگے بڑھ کر (یہ رہا قلم اور یہ رہا کاغذ ۔
 لیکن فریدہ شش و پنج میں کھڑی رہتی ہے ۔
 نصیبین بد بی بی رکھ دیجئے کاغذ میری پیٹھ پر اور لائیے قلم ۔
 (کاغذ و قلم لیکر فریدہ کے قریب پہنچتی ہے ۔ اور قلم اس کو دے کر
 پشت کئے کھڑی ہو جاتی ہے ۔)

نصیبین بد آ ۔ آ ۔ اے ۔ لیجئے بی بی نے نشان لگا دیا ۔
 خوشی سے تالی بجاتی ہے ۔

(حامد لپک کر کاغذ فریدہ کے ہاتھ سے لے لیتا ہے اور نشان
 دیکھ کر خاموش ہو جاتا ہے ۔ ادھر فریدہ قلم نصیبین کو دے کر شرما کر
 جاگ جاتی ہے)

حامد بد یہ دیکھتے فریدہ نے اپنی پسند کا نشان لگا دیا ہے ۔
 (زینب اور سعیدہ لپکتے ہیں ۔)

سعیدہ بد ارے (نشان دیکھ کر) ارے یہ کیا ۔ اس نے ارشد
 بے نام پر نشان لگا دیا ۔ مجھے اگر معلوم ہوتا کہ فریدہ اتنی عقل کی کچی ہے

تو حامد صاحب کی یہ شرط مانتی ہی نہیں۔

حامد نے کسی بات کو تسلیم کر لینے کے بعد چے میگوئیاں کرنا شریفوں کے آئین کے خلاف ہے سعیدہ ۔

سعیدہ بہ اب تو آپ کو مجھے خاموش کرنے کا موقع مل گیا۔ جشن منائیے ۔ نادان لڑکی اپنے پیروں پر آپ کھڑی ماری ۔ (راکھٹ کر اندر چلی جاتی ہے)

حامد بہ آپا آپ برا مت مانیئے یہ زخمی شیر کی چیخ دیکار ہے ۔
دل کی بھڑاس نکال لینے دیجئے ۔ تاکہ سکون مل جائے ۔

زینب بہ آج میرے دل میں خوشی و غم کے امتزاج کی کیفیت موجزن ہے خوشی اس بات کی کہ آپ کے اور فریدہ کے دل کی بات معلوم ہو گئی اور رنج اس کا کہ میری بھانج کو کتنا میرے نبھ سے ۔ آج سارا زہرا گل دیا اس نے ۔

حامد بہ آپا میں آپ سے پھر گزارش کروں گا کہ آپ قطعی خفا نہ ہوئیے یہ وقت تو ہمارے لئے بقول سعیدہ کے جشن منانے کا ہے ۔ آج منہ میٹھا کر کے جانیئے ۔ میں ابھی آپا سعیدہ کو لے کر آتا ہوں ۔

(راکھٹ کر اندر چلا جاتا ہے)

زینب بہ بے اختیار گنگنا نے لگتی ہے آج اپنی محنتوں کا مجھ کو ثمرہ مل گیا ۔ مجھ کو ثمرہ مل گیا ۔

نصیب بہ رہنستی مسکراتی داخل ہوتی ہے (ہیلم صاحب یہ رشتہ اللہ مبارک

کرے آپ کو۔ آج میرا دل خوشی سے پھولا نہیں سمار رہا ہے۔ میرا بیکل من
 ناچنے کیلئے نچل رہا ہے۔ مستی میں ناچنا شروع کر دیتی ہے۔ اس کا ناٹھ
 دیکھ کر زینب کے دل میں بھی خوشی کے فوارے پھوٹ پڑتے ہیں۔ وہ ناچتی
 ہی رہتی ہے کہ حامد اور سعیدہ مسکراتے ہوئے داخل ہوتے ہیں۔ نصیبین جیسے
 ہی ان کو دیکھتی ہے ناچنا بند کر کے اندر بھاگ جاتی ہے۔
 سعیدہ بہ (مسکراہٹ کے ساتھ) چلے آ یا اندر چلے منہ نہ میٹھا کر کے جائے۔
 رتینوں اندر چلے جاتے ہیں۔

(پردہ گرتا ہے)

آخری ہفتہ

افراد

یو۔ ڈی۔ سی عمر ۲۴ سال	حسن :-
حسن کی بیوی عمر ۳۵ سال	مجمودہ :-
حسن کا ہم عمر اور ہم پیشہ دوست	مرزا :-
" " " "	کھنہ :-
حسن کا بڑا لڑکا عمر ۵ سال	مشتاق :-
حسن کی لڑکی عمر ۱۳ سال	رضیہ :-
	اور دیگر بچے ۔

ایک متوسط گھر جس کے بچوں پنج شمالی دیو اسے متصل ایک مسہری پڑی ہے۔ دیو اور میں دائیں بائیں دو کھڑکیاں لگی ہوئی ہیں جو اس وقت بند ہیں۔ دیو اور پر عین درمیان میں ایک کلاک آویزاں ہے جس میں صبح کے چھ بج رہے ہیں۔

مسہری کے بال مقابل ایک چھوٹا سا ٹیبل اور تین کرسیاں پڑی

نی ہیں۔ دائیں جانب مشرقی دیوار سے متصل لکھنے کی میز کمر سی پڑی ہے۔
 زیر رائٹنگ پیڈ اور چند کتابیں بے ترتیب پڑی ہوئی ہیں۔ میز کے قریب
 مشرقی دیوار میں ایک دروازہ ہے جو زنائ خانے میں کھلتا ہے۔ اسی
 وانے کے بالمقابل بائیں جانب مغربی دیوار میں ایک دروازہ لگا ہوا
 ہے جو اس وقت بند ہے اور باہر کھلتا ہے یعنی یہ کمرہ بیک وقت محسن
 خواب گاہ اور ڈرائنگ روم کا کام دیتا ہے۔

پہلا منظر

جیسے ہی پردہ اٹھتا ہے محمودہ زنائ خانے کے دروازے سے
 رے میں داخل ہو کر محسن کو جگاتی ہے جو دیوار کی جانب کمرٹ لے
 کر خبر سو رہا ہے۔

وہ بد محسن کو جھنجھوڑتے ہوئے اٹھنے بھی کب تک سوتے رہیں گے
 ن ب (جاگ کر) لاجول ولا قوۃ! تم تو چھٹی کے دن بھی سو نہیں سکتی!
 نکھیں ملے ہوئے) ابھی کہاں دن چرٹھ آیا ہے۔

وہ بد قدرے برہم ہو کر) گھر میں اناج کا ایک دانہ نہیں ہے
 نہ ہاتھ میں ایک پیسہ۔ تین دن سے کہہ رہی ہوں کہیں سے پیسوں
 بندوبست کیجئے لیکن آپ کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی اور ابھی
 چرٹھنے کا انتظار ہو رہا ہے۔

ن ب (اٹھ کر بستر پر پریشان بیٹھ جاتا ہے) کیا کہا؟

انانہ کا ایک دانہ نہیں ہے! یا خدا! اپنے آپ سے اب کیا کیا جائے۔
(محمودہ سے) تم سمجھتی ہو کہ میرے کان پر جوں نہیں رہی تگی! تین دن سے دوڑ
دھوپ کر رہا ہوں ہر جگہ مایوسی ہو رہی ہے۔

محمودہ :- (مسکرا کر) میں خوب سمجھتی ہوں آپ کی دوڑ دھوپ کو۔
حسن :- واللہ محمودہ! میں نے ممکنہ کوشش کی ہے۔

محمودہ :- (مایوس ہو کر) تو پھر اب کیسے انتظام ہو۔
حسن :- (نرم لہجے میں) تم اڑوس پڑوس میں کسی سے قرض نہیں لے سکتیں۔
محمودہ :- (قدرے برہم ہو کر) اگر لے سکتی تو تمہیں جگانی ہی کیوں!
(نسبتاً نرم لہجہ میں) سارا پڑوس ہم جیسا ہے کس سے مانگوں۔

حسن :- پھر بھی کوشش کر کے دیکھ لو (مسکرا کر) عورتوں کے پاس کچھ نہ کچھ
پیسے ضرور نکل آتے ہیں۔

محمودہ :- بیکار وقت ضائع کرنے سے فائدہ۔ دو چار لوگ جہاں سے
قرض مل سکتا تھا ان کے تو ہم پہلے ہی سے مقروض ہیں۔ کیا صورت لیکر
جاؤں!

حسن :- (سر کھجاتے ہوئے) تو پھر مجھے ہی کچھ کرنا پڑے گا۔ لیکن یہاں بھی
وہی مصیبت ہے! سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں جاؤں! کس سے مانگوں!
آہ! اس روز افراد مہنگائی نے تو ہمیں کا نہ رکھا۔ (بے اختیار
ہاتھ کو حرکت دیکر) خوب یاد آیا۔! اچھا کاغذ لاؤ۔ ست نارائن کو
چھٹی لکھتا ہوں۔ بچپن کا ساتھی ہے شاید کام آئے۔

نودہ بندہ قدرے رک کر میرے خیال میں آپ خود ہی چلے جائیں تو بہتر ہے۔
 سن بندہ میرے جانے میں ایک اندیشہ ہے تم جانتی ہو مجھ میں مانگنے لگی
 رت نہیں۔ اگر بغیر مانگے ہی واپس آگیا تو !

نودہ بندہ توبہ ! آپ تو زمانے سے کم از کم پچیس سال پیچھے معلوم ہوتے
 ہیں۔ سرکار میرے اس دور میں قرض مانگنا کوئی عیب ہے کیا !
 سن بندہ تم کہتی ہو تو چلا جاتا ہوں لیکن مجھ سے

(رتبند کے عالم میں رک جاتا ہے)

نودہ بندہ خیر چھٹی ہی لکھ دیجئے رکرسی سے اٹھ کر لکھنے کی میز سے
 اٹنگ پیڈ اور پن لے کر دیتی ہے۔ تحسن مسہری سے اتر کر محمودہ کے
 المقابل کرسی پر بیٹھ جاتا ہے اور ٹیبل پر رائٹنگ پیڈ رکھ کر چھٹی لکھنا
 شروع کرتا ہے)

نودہ بندہ (لڑکے کو پکارتی ہے) مشتاق۔ او مشتاق (کوئی آواز نہ
 نے پر) ارے کہاں سو گیا ؟

شفاق بندہ (زنان خانے سے آواز آتی ہے) آیا امی (دکریے میں داخل
 ہو کر) جی امی ! (کھڑا ہو جاتا ہے)

نودہ بندہ دیکھو تو کیا لکھا ہے آپ نے ! تحسن چھٹی لکھ کر پن کا
 پ لگاتا ہے کہ محمودہ پیڈ اٹھا لیتی ہے اور آواز سے پڑھتی ہے۔
 ڈیرست نارائن !

مشتاق کو روانہ کر رہا ہوں۔ بیس روپے کی سخت ضرورت

ہے یعنی گھر میں اناج کا ایک دانہ نہیں ہے اگر ناشتہ تیار کرنے میں زیادہ تاخیر ہو جائے گی تو بچے گھر سر پر اٹھالیں گے۔ اگر تمہارے پاس نہ بھی ہوں تو کہیں سے بندوبست کر کے بھیج دینا (پڑھنا ترک کر کے) آہ۔ کیا وقت آگیا ہے ہم پر!

دکاغذ کو پیڈ سے علیحدہ کر کے مشتاق سے) یہ چھٹی لو اور اب باکی سکیل لیکر ست نارائن جی کے پاس چلے جاؤ۔ کون ست نارائن جی پہچانتے ہو۔ مشتاق بدو ہی تا۔ بڑے بازار والے۔ جو نائب تحصیلدار ہیں۔ محمودہ بد ہال وہی۔ دیکھو راستے میں کہیں سونا نہیں سیدھے جانا اور فوری چلے آنا۔

مشتاق بد (چھٹی لیکر جیب میں رکھنے کے بعد ہاتھ سے مبتلاتے ہوئے) میں یوں گیا اور یوں آیا امی۔
(رپٹ کر جانے لگتا ہے)

محمودہ بد ہال دیکھو (مشتاق ٹھہر جاتا ہے) تمہارے ابانے ان کے یہاں سے کچھ پیسے منگائے ہیں اگر وہ خود کہیں کہ ٹھہر جاؤ تو ٹھہر بھی جانا۔ مشتاق بد ہال امی میں سن چکا ہوں (مشتاق تیزی سے چلا جاتا ہے)
(پردہ گرتا ہے)

دوسرا منظر

جب پردہ اٹھتا ہے تو کمرہ اور اس کی ساری چیزیں اسی حالت

موجود رہتی ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کلاک میں صبح کے چھ کے بجائے
 با آٹھ بج رہے ہیں اور بائیں جانب کا دروازہ... باہر کھلا ہوا ہے
 ن میز کے قریب کرسی پر بیٹھا اخبار پڑھ رہا ہے کہ کال بل بجتی ہے۔
 بن ب (مطالعہ بند کر کے) کون صاحب ہیں!

زاہد (باہر سے آواز آتی ہے) میں ہوں، مرزا۔
 بن ب (لبشاشت کے لہجہ میں) آہا مرزا۔ آجاؤ بھی۔
 (اٹھ کھڑا ہوتا ہے)

زاہد (دکڑے میں داخل ہو کر) السلام علیکم۔
 بن ب (وعلیکم السلام۔ امان کدھر راستہ بھول پڑے۔
 (دونوں کرسیوں پر بیٹھ جاتے ہیں)

زاہد (راستہ بھول کر نہیں یاد کر کے ہی آ رہا ہوں۔
 بن ب (کچھ متفکر سا ہو کر) خیریت تو ہے۔
 زاہد (سخت پریشان کن لہجہ میں) خیریت کی کیا پوچھتے ہو بھائی زکر
 باتا ہے۔

بن ب (آخر۔۔۔)
 زاہد (گھر میں فاقہ کشی کا دور دورہ ہے۔
 بن ب (فاقہ کشی۔۔۔) (بے ساختہ) کیا کہتے۔! وہ جو کہاہے نا۔
 ہم ہوئے کہ تم ہوئے کہ میر ہوئے
 سب اسی زلف کے اسیر ہوئے

مرزا :- لیکن تنخواہ بیس بائیس دن سے زیادہ نہیں چلتی بھائی ۔

ہنگامی کی کوئی انتہا بھی ہے ! بقول شاعر :-
 آج قائم نہیں ہے کل کا نرخ ۔۔۔ کل نہیں ہوگا آج کا یہ بھاؤ ۔
 روز برہمتی ہے قیمتِ اشیا ۔۔۔ روز لگتا ہے قلب پر یہ گھاؤ ۔
 محسن بد واقعہ ہے اور بقول مرزا غالب یہ کیفیت بھی ہے ۔
 کون ہے ! جو نہیں ہے حاجتمند
 کس کی حاجت روا کرے کوئی

مرزا :- اور ہمارا یہ حال ہے ۔

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
 تماشاے اہل کرم دیکھتے ہیں

مجمودہ بلرزان خانے سے برہم ہو کر کیا مشاعرہ ہو رہا ہے !
 محسن بد (قدرے بلند آواز میں) ارے مشاعرہ نہیں مرزا آئے ہیں ۔
 ذرا طبیعت میں چہل پیدا ہو گئی تھی ۔ جلدی سے دو پیالی چائے تو بھیجو ۔
 مجمودہ بلرزان خانے ہی سے قدرے بلند آواز میں) لیکن
 (قدرے رک کر) گڑ کی ملے گی ۔

محسن بد (بلند آواز میں) ارے بھئی گڑ کی ہی سہی ۔ مرزا غیر محظوری ہیں ۔
 مرزا :- (ماحول کا اندازہ کر کے) بھئی محسن کیوں تکلیف دیتے ہو بھائی
 کو ! میں چلتا ہوں گھر میں بچوں کا برا حال ہوگا ۔ سو چاہتا اگر تم سے کچھ قرض
 مل جائے تو تھوڑا بہت اناج لیتا چلوں ۔

سن بد مرزا میرے عزیز ترین دوست! میرے بھائی! تم جس آفت
 یہ دوچار ہو میں بھی اسی مصیبت میں مبتلا ہوں۔ گھر میں اناج کا ایک
 نہ نہیں ہے۔ مشتاق کو پیسوں کیلئے ایک دوست کے پاس بھیجا ہے
 پیسے آگئے تو تم بھی کچھ لے جا سکتے ہو۔ جیسے تیسے آج کا کام تو چل
 جائے گا۔

رزا بد پر امید ہو کر کب تک لوٹے گا مشتاق!
 سن بد اس کو گئے ہوئے کافی عرصہ گزر چکا ہے بس اب آتا ہی ہوگا۔
 رزا بد موقع کو غنیمت سمجھ کر اچھا بھئی ٹھہر جاتا ہوں۔
 سی نہ کسی طرح آج کا کام تو چل جائے گا۔ کل کا اللہ مالک ہے۔
 سن بد اب سناؤ کیسی گزر رہی ہے! کیا حال چال ہیں تم سے ایک ماہ
 کے ملاقات نہیں ہوئی۔

رزا بد گزرنے کا کیا پوچھتے ہو! شاید ایسے ہی کسی موقع پر غالب نے کہا ہوگا۔
 زندگی اپنی جو اس مشکل سے گزری غالب
 ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھنے رکھتے۔

سن بد واقعہ ہے بچوں کی تعلیم تو ٹھیک طرح سے ہو رہی ہے نا۔
 رزا بد (افسردہ لہجہ میں) بس ہو رہی ہے کسی کے پاس کاپیاں نہیں۔
 سی کے یونیفارم نہیں۔ بچے ہیں کہ رات دن الجھتے رہتے ہیں لیکن میں
 بیا کر سکتا ہوں۔

سن بد سچ ہے! اس طوفان کی طرح بڑھتی ہوئی مہنگائی کے عفریت نے

سارے سماج کو نیم مردہ کر دیا ہے ۔

مرزا اب لیکن بھائی جو لوگ مرے میں ہیں بے حد مرے میں ہیں ۔

بلیک مارکٹ اسمگلنگ عام ہے کوئی خالص شے بازار میں دستیاب نہیں ہوتی اور پیسے کی کوئی قدر و قیمت ہے ہی نہیں ۔

محسن بے قدر و قیمت کی کیا پوچھتے ہو! آج کار و پیہ پہلے کی چونی بنا ہوا ہے ۔

مرزا اب اور بعض اشیاء کے دام کے لحاظ سے تو چونی سے بھی گزر گیا ہے ۔

(نمودہ چائے کی ٹرے لیکر داخل ہوتی ہے)

نمودہ بے آداب عرض ہے مرزا بھائی !

مرزا بے آداب عرض بھابی ۔

نمودہ بے (چائے کی ٹرے دونوں کے سامنے ٹیبل پر رکھ کر ایک چائے

کی پیالی مرزا کی طرف بڑھاتی ہے) لیجئے (اور ایک پیالی محسن کی طرف بڑھاتا

لکھنے کی میز کے پاس پٹری کرسی پر بیٹھ جاتی ہے ۔ مرزا اور محسن کپس اٹھا کر

چائے پینے لگتے ہیں اور چائے ختم کر کے کپس ٹیبل پر رکھ دیتے ہیں)

نمودہ بے (مرزا سے) بھابی اور نیچے تو خیریت سے ہیں ۔

مرزا اب جیسے آپ خیریت سے ہیں ویسے ہی وہ بھی خیریت سے ہیں ۔

نمودہ بے سچ ہے ۔ بھابی کو آئے ہوئے ایک عرصہ ہو گیا ۔

مرزا بے اور آپ بھی تو نہیں پھٹکیں ۔

نمودہ بے مرزا بھائی ۔ یہاں گھر کے بکھڑوں سے نکلنا ہی کہاں ہوتا ہے ۔

مرزا بے بس اس کا بھی وہی حال ہے ۔

بودہ نہ ہائے اب زندگی میں حلاوت ہی کہاں ! ہر شخص اپنی الجھن میں
 ن قدر گم ہے کہ دوسرے کی خبر ہی نہیں۔ نفسی نفسی کا عالم ہے (زنان خانے
 سے بچے یکے بعد دیگر چلاتے ہیں) امی ناشتہ دو (قدرے بلند آواز سے !
 بی رولی ڈو۔ در زیادہ بلند آواز سے) امی اندر آؤ۔

بودہ بد (آواز بلند) آرہی ہوں۔ (مرزا سے) ابھی آئی (اور اٹھ کر
 نان خانے میں چلی جاتی ہے)

(مرزا ٹیبل پر پڑا ہوا اخبار اٹھا لیتا ہے۔ کال بجتی ہے)
 سن۔ کون صاحب میں۔

محمد حسین بد (باہر سے آواز آتی ہے) صاحب میں ہوں محمد حسین۔
 سن۔ اندر آؤ۔

محمد حسین بد (باتیں جانب کے دروازے سے داخل ہو کر) آداب صاحب !
 سن۔ بد (ہاتھ سے سلام کا جواب دے کر) کیا ہے محمد حسین !
 محمد حسین بد (نہایت عاجزانہ لہجہ میں) صاحب — ایک پانچ روپے
 رک جاتا ہے۔

سن۔ بد (پانچ روپے (حسن پر سکتہ چھپا جاتا ہے)
 محمد حسین بد (صاحب گھر میں اناج بالکل نہیں ہے۔ اگر بازار سے کچھ لیتا
 چلوں تو چولہے پر ہنڈیا چڑھے گی۔ ورنہ — اللہ ہی اللہ ہے۔
 حسن بد (مجبوری کے انداز میں) افسوس میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا

محمد حسین

محمد حسین بد میں تنخواہ کے دن ضرور لوٹا دوں گا صاحب ۔ اور تنخواہ بھی کوئی دور نہیں ہے ۔

محسن بد وہ تو صحیح ہے ۔ میں کب کہتا ہوں کہ تم وعدے پر نہیں دو گے ۔ لیکن مجبوری ہے (قدرے رک کر) ہیں نہیں میرے پاس ۔

محمد حسین بد یقین نہ کر کے (صاحب کیا میں پانچ روپے کا آدمی نہیں ہوں ۔ محسن بد پانچ نہیں بلکہ تو تو پانچ ہزار کے آدمی ہو لیکن مشکل یہ ہے کہ آج میرے پاس پیسے ہیں اور نہ گھر میں اناج کا ایک دانہ ہے ۔

محمد حسین بد تو کیا صاحب آپ کو بھی ہم غریبوں جیسی پریشانی ہے ۔ محسن بد ارے میں کیا ہوں ۔ میں تو ایک یو ۔ ڈی ۔ سی ہوں آج تو چھ چھ سات سات سو روپے ماہوار کمانے والے تک پریشان ہیں ۔ محمد حسین بد تو پھر آپ ہی سوچئے صاحب کہ ہم ادنیٰ درجہ کے ملازمین کا کیا حال ہوگا !

محسن بد میں کب انکار کر رہا ہوں تم لوگوں کی حالت تو سخت قابل رحم ہے ۔

محمد حسین بد مایوس ہو کر (تو پھر صاحب میں چلتا ہوں ۔ آپ کو تکلیف دی ۔ (ہاتھ اٹھا کر) آداب عرض (محسن جواب میں ہاتھ اٹھا تلے ۔) اور محمد حسین مڑ کر مایوس دروازے کی جانب قدم بڑھاتا ہے ۔

محسن بد (ترس کھا کر) محمد حسین ٹھہرو (محمد حسین دروازے تک پہنچا تھا کہ مڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے) میں نے بچے کو پیسوں کیلئے ایک جگہ بھیجا ہے

نا ہی ہوگا۔ دو تین روپے تم بھی لیجا سکتے ہو۔

حسین :- (پرامید ہو کر) باہر کھڑتا ہوں صاحب !

سن :- اچھا۔ !

(محمد حسین باہر چلا جاتا ہے کہ دوسرے لمحے کال بن جکتی ہے)

سن :- (اپنے آپ سے توبہ آج تو تانتا بندھ گیا با آواز بلند) کون صاحب

ب :- !

لکھن :- (باہر سے آواز آتی ہے) میں کھنہ ہوں۔

سن :- آجائیے۔

لکھن :- (کمرے میں داخل ہو کر) آداب عرض ہے۔

محسن اور مرزا کھڑے ہو کر) آداب عرض۔ آداب عرض۔

(سب بیٹھ جاتے ہیں اور مرزا سابق کی طرح اخبار کے مطالعہ میں محو ہو جاتا

ہے)

محسن :- آج غیر معمولی دیا کیسے کی ؟

لکھن :- بھئی ایک ضروری کام سے آیا تھا۔

محسن :- کہئے۔

(لکھن مرزا کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتا ہے گویا وہ اس کے سامنے

کہنا نہیں چاہتا)

محسن :- کوئی بات نہیں یہ اپنے ہی آدمی ہیں۔ شوق سے کہئے۔

لکھن :- بھئی ایک ۲۰ روپیہ کی شدید ضرورت ہے۔

محسن نہ (پریشان ہو کر) ہائیں — آپ کو — آپ کو بھی — !
 کھنہ بد (قدرے رک کر) بات یہ ہے کہ ست نارائن کے پاس سے ابھی
 ایک چھٹی آئی ہے کہ حاملِ ہذا کے ذریعہ (۲۰) روپے فوری روانہ کیجئے
 کسی کو دینے ہیں اور ان کا بچہ بیٹھا ہوا ہے ۔
 محسن بد (ایک ٹھنڈا سانس لے کر) تو کھنہ اب تمہاری فکر دور ہو گئی پیارے
 کھنہ بد وہ کیسے ؟

محسن بد وہ بچہ جو ست نارائن کے پاس بیٹھا ہوا ہے کسی اور کا نہیں ۔
 کھنہ بد تو کیا تمہارا مشتاق ہے ۔
 محسن بد (پھینکی ہنس سنسن کر) ہاں ۔
 کھنہ بد (کمال حیرت ہے) عجیب تضاد ہے ۔

مرزا بد (اخبار کا مطالعہ ترک کر کے) اندوہ ناک تضاد — !
 (اٹھ کھڑا ہوتا ہے) تو بھی محسن اب میں چلتا ہوں ۔
 محسن بد (کھڑا ہو جاتا ہے) اچھا بھی مرزا معاف کرنا خواہ مخواہ کے
 میں نے تمہیں رو کے رکھا — !

مرزا بد تم کیا کرو گے یار ۔ یہ سب مہینے کے آخری ہفتہ کا چکر ہے
 جو ہم سب کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے ۔ ! اچھا خدا حافظ ۔
 محسن بد خدا حافظ ۔ (مرزا رخصت ہو جاتا ہے اور محسن کرسی پر بیٹھ
 جاتا ہے)

کھنہ بد تو بھی محسن اب مجھے بھی اجازت دو (اٹھ کھڑا ہوتا ہے)

بن ہمارے اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ کچھ دیر تو ٹھہرو۔ چائے پی کر جاؤ۔
(کھنہ کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے۔)

نہ بد بے چین ہو کر) نہیں یار۔ اب چائے پینے کا وقت نہیں ہے۔
انے دو۔ تمہاری بھالی سخت انتظار میں ہوگی۔ جاتے جاتے ناشتہ
لے کچھ سودا سلف بھی لیجا نا ہے۔

بن بد جیسی مرضی۔ (ہاتھ کھڑا ہوتا ہے)
نہ بد تو چلتا ہوں۔

ن بد اچھا۔ !

(کھنہ رخصت ہو جاتا ہے کہ زنان خانے سے محمودہ داخل ہوتی ہے)
دہ بد (کرسی پر بیٹھ کر) کیا ہوا ! مشتاق ابھی واپس نہیں آیا۔
ن بد (ٹھنڈا سانس لیکر) نہیں۔ لیکن جواب آچکا۔ سرت نادائن
اپسوں کا انتظام نہ کر سکے۔

دہ بد (سخت پریشان کن لہجہ میں) ہائے اب کیا ہوگا۔
(قدرے بلند آواز سے) رضیہ !

میہ بد جی امی۔ (سامنے کھڑی ہو جاتی ہے)

دہ بد نرم لہجے میں) ذرا اپنی بالی تو اتارو تنخواہ ملنے پر چھڑالیں
نہ بد۔ !

میہ بد (چہرہ ایک دم متغیر ہو جاتا ہے) ہمیں زیورات دے اس کی
امی۔ !

دو دنوں کانوں سے بالیاں اتار کر محمودہ کے سامنے رکھ دیتی ہے
 یہ لیجئے (اور آنسو پوچھتے ہوئے اندر زنان خانے میں چلی جاتی ہے)
 محمودہ بند (محسن سے) یہ لونچ کی بالی۔ رہن رکھواؤ اور ایک ہفتہ کا راشن
 لے آؤ۔ اور ہاں راشن سے پہلے فوری کچھ پھل پھلاری لے آؤ تاکہ بچوں
 کو ناشتہ کرایا جاسکے۔

رحمن بالی لیکر جیب میں رکھ لیتا ہے اور کھونٹی سے باسکٹ
 لیکر باہر چلا جاتا ہے کہ بقیہ نیچے کمرے میں داخل ہو کر صدائے احتجاج
 بلند کرتے ہیں)

دس سالہ لڑکی ب: (جھنجھلا کر) امی تجھے کہیں نوکر رکھوا دیجئے پیٹ بھر
 کھانا تو ملے گا۔

آٹھ سالہ لڑکا ب: امی میں بھی نوکر ہو جاؤں۔

چھ سالہ لڑکا ب: (روقی صورت بنا کر) بہت بھوک لگ رہی ہے امی۔
 (بے اختیار رونے لگتا ہے۔)

محمودہ ب: (ہاتھ اٹھا کر) یا میرے مالک تو رحم کر میرے چھوٹے چھوٹے
 بچے ہیں۔ پروردگار کہیں ایسا نہ ہو کہ (آواز حلق میں اٹک جاتی ہے
 اور رونے لگتی ہے۔)

(پردہ گھومتا ہے)

آخری فیصلہ

افراد

اکرام کی منگیت	زیب النساء :-
زیب النساء کی سہیلی	شکیلہ :-
زیب النساء کا منگیت	اکرام :-
زیب النساء کی مال	فاطمہ :-
اکرام کا باپ	عجاز :-
مختصر کردار	مختارستان وغیرہ :-

(دروازے سے رنگ بھتی ہے)

Come in (ایک لمحے کے بعد بہ آواز بلند) دروازہ کھلا
!۔

نساء :- (دروازہ ڈھکیل کر اندر داخل ہوتی ہے) شکیلہ
نئی :- !

ہیکوں جھوٹ بول رہی ہو۔ تم تو زندہ ہو۔ بات چیت

کر رہی ہو۔

زیب النساء بداف او۔ تم کو تو ہر وقت مذاق سو جھتا ہے۔

کہنے کو تو میں زندہ ہوں لیکن حقیقت میں.....

شکیلہ بد (بات کاٹ کر) مڑ چکی ہوں (ہنسنے لگتی ہے)

واللہ جواب نہیں تمہارا۔!

زیب النساء بداف تم کو کیسے سمجھاؤں! یہ میری اداس اداس آنکھیں

یہ بکھرے بکھرے بال کیا گواہی نہیں دے رہے ہیں کہ میں سخت پریشان

ہوں!

شکیلہ بد (بغور دیکھ کر) واقعی تمہاری تھیل سے آنکھوں میں آنسو جھلک

رہے ہیں۔ گلاب سا چہرہ کھلا گیا ہے اور زلفوں کی گھٹائیں چاروں

اور چھائی گئی ہے۔ (سنجیدہ لہجہ میں) خیریت تو ہے!

زیب النساء بد (اداس لہجہ میں) شکر ہے خیریت تو پوچھ رہی ہو!

شکیلہ بد آخر کہو نا کیا بات ہے۔؟

زیب النساء بد (رو وہانسی آواز میں) شکیلہ میں زندہ مر گئی!

شکیلہ بد ارے تم تو رورہی ہو تمہارے رخساروں پر آنسو ڈھلک

آئے ہیں۔ معاف کرنا زیب میں نہیں سمجھی تھی کہ تم اتنی سدا ہو۔

زیب النساء بد اکرام شادی کر رہے ہیں۔

شکیلہ بد پھر تو خوشی کی بات ہے (حیرت سے) لیکن تم اتنی اداس کیوں

ہو۔۔۔۔۔؟

بِالنَّسَاءِ بِدَارِ نَارِ ضَلَّی سَہْ (مجھ سے نہیں کسی اور لڑکی سے ۔ !

شکیلہ یہ کیوں؟ کیا وہ تم سے زیادہ خوبصورت ہے !

بِالنَّسَاءِ بِدَارِ نَارِ ضَلَّی لَیْکِن سَنَہْ کہ کافی دولت مند ہیں وہ لوگ ۔

شکیلہ یہ تو دولت نچھاور کر رہے ہوں گے اکرام پر !

بِالنَّسَاءِ بِدَارِ نَارِ ضَلَّی سَنَہْ لَکھ سوا لاکھ کی شادی ہوگی ۔

شکیلہ یہ تو پھسل گئے اکرام اس پر !

بِالنَّسَاءِ بِدَارِ نَارِ ضَلَّی بِالْکُلِّ ۔

شکیلہ یہ تو تم بھی بھول جاؤ انہیں ۔

بِالنَّسَاءِ بِدَارِ نَارِ ضَلَّی ۔ یہ مجھ سے نہیں ہوگا ۔

لیلہ یہ مرد کتنا بدل گیا ہے لیکن عورت وہی پرانی لیکر کی فقیر ہے جس کو

ہتی ہے اس پر جان نچھاور کر دیتی ہے ۔

بِالنَّسَاءِ بِدَارِ نَارِ ضَلَّی شَکِیلَہْ مَیں یہ کمزوری ہے ۔

شکیلہ یہ ایک تم ہی میں نہیں ۔ ہر عورت میں یہ کمزوری ہے ۔ ہاں تو

چاہتی ہو تم !

بِالنَّسَاءِ بِدَارِ نَارِ ضَلَّی اَنْجَمَہْ کی مدد ۔ !

لیلہ یہ انجمن کی مدد ۔ انجمن ایک خانگی ادارہ ہے وہ کیسے مجبور

ہوتی ہے اکرام کو کہ وہ تم سے ہی شادی کرے ۔

بِالنَّسَاءِ بِدَارِ نَارِ ضَلَّی پھر تو ختم کردو انجمن کو ۔ کیوں تم سکر پٹری بنی ہو !

یوں ہیں ممبر بنایا ہے اس کا ۔

شکیلہ ! کیوں اتنا ناراض ہو رہی ہو ! اچھا بھی تمام ارکان کو طلب کیا جائیگا۔
 ایجنڈے میں تمہارا مسئلہ رکھیں گے پھر کثرت آراء سے جو طے ہوگا وہی
 کیا جائے گا۔ اس لئے میں ابھی تم سے کوئی وعدہ نہیں کر سکتی۔
 زیب ! وعدہ نہ سہی ڈھارس تو بندھاؤ مجھے !
 شکیلہ ! تم یقین رکھو زیب مجھے تم سے دلی ہمدردی ہے۔
 زیب ! تو کب ملو تم سے !
 شکیلہ ! کوئی دو ہفتہ بعد ملو۔
 زیب ! تو چلتی ہوں۔
 شکیلہ ! اچھا !

دوسرا منظر

شکیلہ ! (مسرت میں گنگنا رہی ہے)
 سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں
 مکرر ! سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں
 زیب ! آنکھ لڑ گئی ہے کیا ؟
 شکیلہ ! نہیں زیب یوں ہی مصرعہ اچھا لگا تو گنگنا رہی ہوں۔
 زیب ! نہیں مجھے تو دال میں کچھ کالا معلوم ہوتا ہے۔
 شکیلہ ! نہیں تو ہمیشہ دال میں کالا معلوم ہوتا ہے۔

میں تمہاری جیسی بوقوف نہیں ہوں جو دل لگانے کا غم پالوں۔
 زیب :- اچھا بھئی میں ابے وقوف سہی لیکن یہ بتاؤ تم جیسی خشک لڑکی
 کو یہ رومانی مصرعہ کہاں پاؤ لگا۔

شکیلہ :- بھئی میری چھوٹی بہن ثریا ہے نا وہ اردو سے بی ۔ اے
 رد رہی ہے ۔ کل گنگنا رہی تھی ۔ مصرعہ اچھا تھا میری زبان پر بھی چڑھ
 لیا ۔

زیب :- معلوم ہے یہ کس شاعر کا ہے ۔
 شکیلہ :- میں کیا جانوں ۔

زیب :- یہ حضرت امیر خسرو کا ہے اور میں انہی کی زبان میں تم سے
 بچھتی ہوں ۔

(ترنم سے) ”کسے پڑی ہے جو جاسناوے پیارے پی کو ہماری بتیاں“
 شکیلہ :- اچھا ! اچھا ! اکرام کی یاد میں شاعرانہ خیالات پیدا ہو رہے
 ہیں ۔

زیب :- مذاق چھوڑو ۔ پہلے یہ بتاؤ تمہاری انجمن نے کیا کیا میرے
 لئے ۔ ؟

شکیلہ :- ہماری انجمن نے تمہارے کام کو بہترین پیمانے پر آگے بڑھایا
 ہے ۔ !

زیب :- اچھا ۔ !

شکیلہ :- ہاں ۔ میٹنگ ہوئی ۔ ایک قرارداد بھی پاس ہوئی ۔

زیب :- کیا ہے وہ قرارداد - ؟ -
شکیلہ :- تمہارے حق میں ہے لیکن عمل آوری تک پوشیدہ رہے گی۔

زیب :- مجھ سے بھی - !

شکیلہ :- ہاں تم سے بھی - !

زیب :- کیوں - ؟

شکیلہ :- مصلحتاً۔

زیب :- اچھا بھی رکھو۔ کیا خرچہ بھی ہوگا کچھ۔

شکیلہ :- ہاں خرچہ تو ضرور ہوگا لیکن ہم کم سے کم خرچ کرنے کی کوشش

کریں گے۔ پھر بھی پانچ سو روپے کا اندازہ ہے۔

زیب :- تم فکر مت کرو۔ اگر تمہاری انجمن کے اختیار سے باہر بھی ہو

تو خرچ کرو۔ میں دوں گی رقم۔

شکیلہ :- آخر کیا دے سکتی ہو تم۔

زیب :- ایک ہزار روپے تک دے سکتی ہوں۔

شکیلہ :- پھر تو ٹھیک ہے۔ اب اللہ کا نام لے کر کام کو آگے

بڑھاتا ہے۔

زیب :- پلیز۔ بڑھاؤ بھی آگے۔

شکیلہ :- تم آگے بڑھ ہی گیا سمجھو۔ اچھا یہ بتاؤ اکرام کب تک

جار رہے ہیں باہر۔

زیب :- تین ایک مہینے میں چلے جائیں گے لیکن ان کے والد مبصر

بن کہ وہ شادی کر کے جائیں۔
 شکیدہ بڑھیک ہے۔ (کچھ سوچ کر) تم اس ڈائری میں ان کا فون نمبر نوٹ
 دو۔

زمانہ بہت بدلی گیا ہے زیب۔ دنیا سے اخلاص ہمدردی
 انصاف جیسی قدریں مٹی جا رہی ہیں جس طرف دیکھو نفسی نفسی کا عالم
 ہے خود غرضی عام ہے۔ ہر شخص پیسے کا دیوانہ ہے۔
 بے ہے تو سہی۔

لکھیلہ اس لئے ہم عورتوں کو چاہتے کہ پرانی قدروں کو بھول جائیں
 زمانے میں محبت کا جذبہ فضول سی چیز ہے۔
 بے سچ ہے۔ لیکن (تذبذب کے عالم میں) خیر جانے دو۔
 تو اب کیا کرنا چاہئے مجھے۔

لکھیلہ۔ انتظار کرو اور دیکھو کے مقولے پر چلو اور وقتاً فوقتاً دریافت
 تے رہو کہ کیا صورت حال ہے۔

بے لیکن (کچھ سوچ کر) کامیابی تو ہوگی ناہیں؟
 بلکہ دنیا امید پر قائم ہے۔ ہم کو بھی کامیابی کی امید ہے۔
 بے کب تک۔

بلکہ لیکن تم عجلت نہ کرو۔ میرا مشورہ ہے کہ تم خاموش رہو۔ کچھ
 منومت۔

بے یقین رکھو شکیل میں تصویر کی طرح خاموش رہوں گی۔

شکیلہ بے بس یہی چاہتے ہیں ہم ۔

زیب بے تو چلتی ہوں ۔

شکیلہ بے اچھا ۔

تیسرا منظر

زیب بے (رو ہانسی آواز میں)

دو بھر ہو جینا اسے جو تم سے نینہ لگائے ۔

سِسک سِسک کر جان دے بلک بلک کر مرجائے

مکڑے ۔ بلک بلک کر مرجائے (سِسکیاں لینے لگتی ہیں)

فاطمہ بے (لپک کر) زیب ۔ زیب ۔ یہ کیا ہوا تم کو ؟ ۔

اس طرح کیوں سِسک سِسک کر رہی ہو ۔

زیب بے کیا کروں امی ! میرا دل الٹ گیا ہے ۔ یا اللہ میں کیا کروں ۔

(پھر سِسک سِسک کر رونے لگتی ہے)

فاطمہ بے صبر کر بچی ۔ یاد رکھ اگر تجھ کو کچھ ہو گیا تو تجھ سے پہلے میں

مر جاؤں گی ۔ !

زیب بے (جذبات میں) امی میری منگنی کیوں کی آپ نے ؟ ۔

بچپن میں ! میری منگنی کیوں کی آپ نے یہ آگ کیوں لگائی آپ نے

میرے جیون میں ۔ !

فاطمہ :- یہ آگ میں نے نہیں لگائی خود بخود لگ گئی بیٹا ۔

آج سے بیس سال پہلے کی بات ہے جب تمہارے ابا زندہ تھے تو ہم لوگ اتنے غریب بھی نہیں تھے بیٹی جا بیداد تھی وہ خود ایک اچھے وکیل تھے ۔ اس زمانے میں ماہانہ پانچ چھ سو آسانی سے کمالیتے تھے ۔ اس وقت تمہاری خالہ کے یہاں اکرام کی چھٹی سالگرہ تھی ۔ تم ڈھائی سال کی تھیں ۔ تمہاری خالہ نے بڑے چاؤ سے تم کو اکرام کیلئے مانگا تھا ۔ فاطمہ ۔

فاطمہ :- جی آپا جان ۔

اکرام کی ماں :- میرا اکرام کیسا لگ رہا ہے ؟

فاطمہ :- ننھا دو لہا نظر آ رہا ہے ۔

اکرام کی ماں :- میں نے ابھی ابھی دلہن کا انتخاب کر لیا ہے اس کے لئے ۔

فاطمہ :- کون لڑکی ہے وہ ۔

اکرام کی ماں :- یہی تمہاری زیب النساء ۔

فاطمہ :- آپا ۔

اکرام کی ماں :- کیوں ۔ کیا تم کو پسند نہیں اکرام ۔ ؟

فاطمہ :- مجھے کیسے پسند نہیں آئے گا ! یہ تو چاند کا شکر ٹا ہے ۔

اکرام کی ماں :- میری زیب النساء بھی کچھ کم نہیں ہے ۔ ! وہ دیکھو

پھنی ٹسی حور معلوم ہو رہی ہے ۔

دوسرے دن انہوں نے منگنی کر کے تمہیں پازیب پہنا دیا۔ پھر دن گذرتے گئے۔ دس سال تک ہر عید بارات کے موقع پر تمہاری خالہ کے یہاں سے تحفے تحائف آتے اور ہم بھی جواباً تحفے بھیجا کرتے تھے۔

پھر حالات ایسے پلٹا کھائے کہ ادھر تمہارے ابا چل بسے۔ تمہارے بھائی بد سے بدتر ہوتے گئے۔ ادھر تمہاری خالہ جان بھی اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ اور جیسے جیسے زمانہ آگے بڑھتا گیا ہم لوگ غریب سے غریب تر ہوتے گئے اور تمہارے خالو امیر سے امیر تر اور انہوں نے اکرام کو الٹا پلٹا سمجھا کر ہمارے پاس آنے سے روک دیا۔ اس کے بعد کے حالات سے تو تم واقف ہی ہو۔

زیب ہر سب کچھ ٹھیک ہے امی۔ لیکن لڑکیوں کی بچپن میں ہرگز منگنی نہیں کرنی چاہئے۔ چاروں طرف ڈھنڈورا پیٹو اور اخبارات میں اعلان کروادو کہ کوئی لڑکے کے بچپن میں اس کی منگنی نہ کرے۔

فاطمہ نہ ہاں بیٹی۔ میں اتنی دیوانی نہیں ہوں۔ سمجھتی ہوں۔ سمجھتی ہوں تمہارے احساسات کو۔ لیکن مجھے اکرام سے ایسی بے وفائی کی امید نہیں تھی بیٹی (روہانسی آواز میں) وہ جس خالہ کے گود میں برسوں لیٹا اس خالہ کو بھی بھول گیا۔

زینب نہ امی! میں نے بڑی بوڑھیوں سے سنا ہے کہ مرد طوطا چشم ہوتے ہیں۔

فاطمہ نہ ہوتے ہوں گے بیٹی میں تو ابھی دیکھ رہی ہوں پھر بھی یہی

ہوں گی کہ اکرام سے ایسی امید نہیں ہو سکتی۔ کسی نے بھٹکا دیا ہے اس کو۔
 یب نہ (طنز سے) وہ ننھے ننھے بچے ہیں اور کسی نے بھٹکا دیا ہے انہیں۔
 اطمہ نہ کیا کروں بیٹا۔ میرا دل نہیں مانتا کوئی اندر سے کہتا ہے کہ
 اکرام ایک دن پلٹ کر آئے گا۔

یب نہ۔ میرے تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا امی کہ کیا ہونے والا ہے۔
 اطمہ نہ بیٹی! صبر سے کام لو۔ منہ ہاتھ دھو لے اور حالات کو
 منہ پر چھوڑ دے۔ وہی تیرے دل کو سکون پہنچائے گا۔

چوتھا منظر

(فون کی گھنٹی بجتی ہے اکرام رسیور اٹھا کر کان کو لگاتا ہے)

ام نہ صلو ————— *where is she sleeping* —

شدبہ میں راشد بول رہا ہوں۔ کیا اکرام صاحب ہیں۔
 رام نہ ہاں ہاں۔ میں اکرام ہی ہوں۔ کہئے۔

شدبہ غالباً آپ شادی کیلئے لڑکی کی تلاش میں ہیں۔
 رام نہ ہاں بھئی ہوں۔ ہے کوئی لڑکی آپ کی نظر میں۔

شدبہ۔ میری جھوٹی ٹہن ہے جو B.S.C ہے۔

ام نہ۔ کب پاس کیا اس نے B.S.C۔

شدبہ۔ دو سال پہلے۔

- اکرام :- تو کیا کہیں ملازم ہے ۔
- راشد :- نہیں ۔ ہمارے ہی کاروبار کافی ہیں اس لئے کہیں نوکر نہیں رکھوائے اسے ۔
- اکرام :- شکل و صورت تو.....
- راشد :- ربات کاٹ کر خوبصورت ہے ۔
- اکرام :- رنگ ۔
- راشد :- سرخ و سفید ۔
- اکرام :- ناک نقشہ ۔
- راشد :- مغل آرٹ کا بہترین نمونہ ۔
- اکرام :- قد ۔
- راشد :- سرو قد ۔
- اکرام :- Hobby ۔
- راشد :- لٹریچر اور موسیقی سے گہری دلچسپی ہے ۔
- اکرام :- آپ شادی کیلئے تیار ہیں ۔
- راشد :- بالکل ۔
- اکرام :- کیا صرفہ کر رہے ہیں شادی پر !
- راشد :- ڈیڑھ دو لاکھ کی شادی ہوگی ۔
- اکرام :- کیا خواتین آسکتی ہیں لڑکی کو دیکھنے کیلئے ۔
- راشد :- شوق سے لیکن ابھی نہیں ۔

رام بد کیوں ۔

شد بد ہمارے ڈیڈی اپنے اور بچوں سے ملنے کیلئے امریکہ گئے ہوئے
ہاں ان کے لوٹنے تک ایک مہینہ لگے گا ۔

رام بد پھر فون کرنے سے مطلب ؟ ۔

شد بد آپ کو صرف مطلع کرنا تھا ۔

رام بد (قدرے غصے سے) شکریہ (رسیور رکھ دیتا ہے) !

خواہ مخواہ کے وقت خراب کرتے ہیں لوگ ۔

وی بد (دوسرے گزر جاتے ہیں)

(پھر فون کی گھنٹی بجتی ہے اکرام رسیور اٹھا کر کان کو لگاتا ہے ۔)

اکرام بد صہلو ۔

صف بد میں آصف ہوں ۔ اعجاز صاحب ہیں ؟ ۔

اکرام بد نہیں ہیں ۔ میں ان کا لڑکا ہوں اکرام ۔

صف بد غالباً آپ رشتے کیلئے لڑکی کی تلاش میں ہیں ۔

رام بد ہاں ہاں ۔ لڑکی کی تلاش میں ہوں ۔ ہے کوئی لڑکی

آپ کی نظر میں ۔

صف بد ہاں میری بھانجی ہے عائشہ ۔ ایم ۔ اے ۔

اکرام بد کس مضمون سے ایم ۔ اے کیا ہے ۔

صف بد انگلش لٹریچر سے ۔

اکرام بد آگے کیا ارادہ ہے لڑکی کا ۔

آصف :- ایم - فل - کرنے کا تھا لیکن ہم لوگوں نے روک دیا اسے ۔
اکرام :- کیوں ؟

آصف :- اس کی شادی کیلئے بر کی تلاش ہے ۔

اکرام :- کیا صرفہ کر رہے ہیں شادی پر ؟

آصف :- دو لاکھ روپے ۔

اکرام :- کیا کہا ! پھر کہئے ۔

آصف :- (یہ آواز بلند) دو لاکھ روپے ۔

اکرام :- کیا جوڑے کی رقم بھی اس میں شامل ہے ۔

آصف :- آپ چاہیں تو علیحدہ بھی دی جاسکتی ہے ۔

اکرام :- آپ شادی کیلئے تیار ہیں ۔

آصف :- بالکل ۔

اکرام :- لڑکی کے والد کا نام و پیشہ کیا ہے ۔

آصف :- نام سید حمید اللہ ہے ۔ اے کلاس P.W.D کنٹرکٹر ہیں ۔

اکرام :- کیا اتوار کو خواتین لڑکی کو دیکھنے آسکتی ہیں ۔ !

آصف :- نہیں ۔ !

اکرام :- کیوں ؟

آصف :- اس لئے کہ عورتیں ہی عورت کی شادی میں رکاوٹیں کھڑی

کرتی ہیں ۔ نئی نئی باتیں نکالتی ہیں ۔ بات کا بتنگڑ بناتی ہیں ۔ لہذا

ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ راست لڑکے کو لڑکی دکھا دیں گے ۔

اکرام بنہ (حیرت سے) کیا میں خود ہی آکر دیکھ سکتا ہوں۔
 آصف بنہ بالکل۔! آپ کے سوا کسی اور کو لڑکی دکھائی نہیں جائیگی
 اکرام بنہ واللہ جواب نہیں آپ کے فیصلے کا۔! لیکن اتوار کو کس
 وقت حاضر ہوؤں۔

آصف بنہ شام کے ۴ بجے آئیے گا۔

اکرام بنہ کس پتے پر؟

آصف بنہ نوٹ کیجئے!

اکرام بنہ کہئے۔

آصف بنہ سید حمید اللہ۔ کنٹریکٹر متصل اولڈ ایم۔ ایل۔ اے
 رارٹر حمایت نگر۔

اکرام بنہ ٹھیک ہے اتوار کو ضرور آ رہا ہوں۔

آصف بنہ ہم منتظر رہیں گے لیکن آنے سے پہلے ہمیں فون کر لیجئے۔

اکرام بنہ (جیب سے نوٹ بک نکال کر) فون نمبر نوٹ کر آئیے۔

آصف بنہ کیجئے! ۳۵۷۱۲۔

اکرام بنہ (نوٹ کرنے کے بعد) سنئے۔ ۳۵۷۱۲۔

آصف بنہ ٹھیک ہے۔

اکرام بنہ خدا حافظ۔

آصف بنہ خدا حافظ۔

(اکرام رسیور رکھ دیتا ہے)

اکرام بدر اپنے آپ سے (ڈھائی لاکھ کی شادی کر رہے ہیں اگر کسی لڑکی کے ماں باپ غریب ہوں تو اس کی تو عمر بھر شادی نہ ہوگی۔ عجیب زمانہ ہے۔ عورت جس کو خدا کی خوبصورت ترین تخلیق کہا جاتا ہے اور کئی شہنشاہوں نے جس کی خاطر تخت و تاج ٹھکرا دیا ہے۔ آج بے دست و پا نظر آ رہی ہے۔ مجھے اور زیادہ حرص نہیں کرنی چاہیے اور فوری شادی کر لینی چاہیے۔ پھر کس قدر ترقی پسند ہیں وہ لوگ کہ خود نوشاہ کو لڑکی دیکھنے کیلئے مدعو کیا جا رہا ہے۔ پھر اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔ یقیناً خوبصورت بھی ہوگی۔ اس سے بڑھکر اور کیا چاہئے سمجھئے۔ میں اتوار کو لڑکی دیکھنے چلا جاؤں گا۔ اور اس کے ایک ہفتہ کے بعد ہی شادی کر لوں گا۔

اکرام کار میں راستہ طے کر رہا ہے۔ چند ٹخوں کے بعد لڑکی کے گھر پہنچ کر کار روک کر باہر نکلتا ہے۔ کوئی منتظر کھڑا ہے۔

اکرام: السلام علیکم۔

آصف: وعلیکم السلام۔

اکرام: غالباً آپ آصف ہیں۔

آصف: میں آصف ہوں اور آپ اکرام۔

اکرام: میں اکرام ہوں۔

آصف: آئیے اندر تشریف لے چلیے۔

اکرام: چلیے۔

دو نوں ڈرائنگ روم میں پہنچ کر صوفے پر بیٹھ جاتے ہیں مگر ام
بغور روم کا جائزہ لیتا ہے۔

اکرام بے ڈرائنگ روم تو بڑا شاندار ہے۔

آصف بے صاحب خانہ کو کیا کمی ہے۔ اے کلاس کنٹریکٹر ہیں۔

اکرام بے (بے ساختہ) سالانہ انکم کیا ہوگی۔

آصف بے بھی سالانہ income تو وہ خود ہی بہتر جانتے ہیں لیکن

یہ اندازہ چھ سات لاکھ کا ضرور ہے۔

اکرام بے کہاں ہے کنٹریکٹ۔

آصف بے اس وقت ضلع کھم میں P. W. D. Road بنا رہے ہیں۔

اکرام بے بہت اچھے کاروبار میں ہیں۔ میں موصوف سے ملنا چاہتا ہوں۔

آصف بے وہ تو اس وقت SPOT پر کام کر رہے ہیں۔ مارش کا

ہیٹ ہے۔ بے حد مصروف ہیں۔ لیکن فون پر انہوں نے لڑکی دکھائی

دعا آپ سے بات چیت کرنے کی مکمل آزادی دے رکھی ہے۔

ہر حال آپ اولاً لڑکی دیکھ لیں پھر مزید بات چیت ہوگی۔

راتنہ میں ملازم فروٹس بسکٹ وغیرہ وغیرہ لاکر میز پر رکھ دیتا

ہے

آصف بے بسم اللہ کیجئے۔

اکرام بے یہ طرح طرح کے پھل مسٹھائیاں وغیرہ وغیرہ اتنے اہتمام

ن کیا ضرورت تھی۔

آصف نہ یہ کیا اہتمام ہے۔ اگر حمید اللہ صاحب ہوتے تو دنیا جہاں
گی چیزیں ہوتیں۔

اکرام بد اب بھی کافی ہے۔

آصف بد جو کچھ ہے حاضر خدمت ہے۔ تکلف نہ کیجئے۔ یہ گاجر کا
حلہ وہاں کے ہاتھ کا بنا ہوا ہے۔

اکرام بد رکھا کر واقعی بڑا لذیذ ہے
آصف بد حمید اللہ صاحب کی فیملی کو بہترین پکوان کرنے اور ضیافتیں
دینے کا بڑا شوق ہے ایسے کا دوبار میں موصوفت پیش پیش ہی رہتے
ہیں۔

اکرام بد اچھا۔

آصف بد اور شکم سیر ہو کر کھانے والے نوجوان کو پسند کرتے ہیں۔
اکرام بد میں تو بے تکلف ہو کر بڑے ذوق و شوق سے کھاؤ ہا ہوں۔
آصف بد حقوڑا اور بے تکلف ہونے کی ضرورت ہے۔

اکرام بد لیجئے اور حقوڑا بے تکلف ہو جاتا ہوں گلاب جامن لیکر
کھانا شروع کرتا ہے۔

گلاب جامن تو بڑا لذیذ ہے۔

آصف بد آج حمید اللہ صاحب ہوتے تو بڑا لطف آتا۔

اکرام بد آپ بھی کچھ کم نہیں معلوم ہوتے ہیں ان سے۔

آصف بد میں کیا ہوں۔ میں تو ان کی ہدایات پر عمل کر رہا ہوں۔

رام بد ٹھیک ہے ۔ آپ بھی تو کچھ اٹھائیے ۔

صف بد لیجئے یہ دودھ پیڑا اٹھا لیتا ہوں ۔

دمنہ میں رکھ کر کھانا شروع کرتا ہے ۔

رام بد (بغور دیکھ کر) شیر چیتے وغیرہ جانوروں کے چمڑے تو خاص

تمام سے لگائے گئے ہیں دیواروں پر ۔

صف بد حمید اللہ صاحب شکار کے بڑے شوقین ہیں ۔

نگلوں میں رہنے کا موقع ملتا ہے کچھ نہ کچھ شکار کھیلے ہی رہتے

ہے ۔ اور چمڑے جمع کرنے کا بڑا شوق ہے انہیں ۔

رام بد معلوم ہوتا ہے شاہانہ مزاج رکھتے ہیں ۔

صف بد بالکل ۔ آپ مل کر بہت خوش ہوں گے ان سے ۔

رام بد دیکھئے کیا ہوتا ہے ۔

راتنے میں ملازم ٹرے میں دودھ دان ، چائے دان ، شکر دان

لپس لیکر آتا ہے اور کیس ٹرے سے نکال کر ٹیبل پر رکھ دیتا ہے

صف بد ارے ۔ ! متان اتنا جلدی چائے کیوں لے آیا ۔

رام بد وقت پر لے آیا ہے ۔ چائے بنائیے ۔ اس کی بھیجی بھیجی

شبو مجھے چائے پینے پر مجبور کر رہی ہے ۔

صف بد ابھی سے ! ابھی تو آپ کچھ نہیں کھائے ۔

کیلا نہیں کھائے ۔ سیدب نہیں کھائے ۔

ام بد جتنا کھانا تھا کھا چکا ۔ اب چائے چاہئے مجھے ۔

(آصف چائے بنا رہا ہے۔ خوشبو مہک اٹھتی ہے ایک کپ کرام کے سامنے اور ایک کپ آگے رکھ لیتا ہے)

اکرام :- (چسکی لیکر) بڑی خوشبودار اور لذیذ چائے ہے۔

آصف :- حمید اللہ صاحب چائے کے بڑے شوقین ہیں خاص کشمیر کی پتی استعمال کرتے ہیں۔

اکرام :- خاص رکھ رکھاؤ کے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔

آصف :- ہاں۔ وہ شخص بڑا خوش قسمت ہوگا جو ان کی فمیلی میں شامل ہو جائے۔

اکرام :- اگر خدا نے چاہا تو مجھے ان کے خاندن میں شامل سمجھئے۔
آصف :- ضرور۔!

اکرام :- بھائی نہیں ہے لڑکی کا۔

آصف :- دو بھائی ہیں۔ ایک حمید اللہ صاحب کے ساتھ ہی ہے اور ایک علی تعلیم کیلئے امریکہ گیا ہے۔

اکرام :- کوئی چچا۔!

آصف :- ایک چچا ڈاکٹر انصار اللہ ہیں وہ بھی امریکہ ہی میں ہیں۔

آصف :- آپ کے کتنے بھائی ہیں۔

آصف :- میں ایک ہی ماموں ہوں لڑکی کا۔

اکرام :- آپ کی مصروفیت۔

آصف :- Business - پولٹری فارمس ہیں۔ انڈے برآمد کرنے

کی انجینی ہے ۔ ہفتہ میں دو لاری انڈے بمبئی کو بھیجتا ہوں اور لوگ انجینی پر بھی آکر لیجاتے ہیں ۔
(راتن میں ملازم آتا ہے اور برتن ٹرے میں رکھنا شروع کرتا ہے)
اُصف بدستار ۔

ستان بدجی ہاں صاحب ۔

اُصف بدعالتشہ سے کہو کہ آکر پردے کے پیچھے بیٹھ جائے ۔
ستان بد اچھا صاحب (اورستان برتن لے کر چلا جاتا ہے پھر
خالی ٹرے لئے لوٹتا ہے)

ستان بد صاحب ۔ چھوٹی بیگم صاحبہ پانچ منٹ میں آجائیں گی ۔
(پھر برتن جمع کرنے لگتا ہے)

اُصف بد ٹھیک ہے ہاں آپ کے Appointment
کیا میں ۔ ؟

اکرام بد میں B, E ہوں ۔

اُصف بد پھر تو خوب میل رہے گا ۔ خسر صاحب P, W, D کنٹرکٹر
وردا ماد صاحب انجینیر ۔

اکرام بد ہاں یہ بھی عجیب اتفاق ہے ۔

اُصف بد آپ کا Appointment کہاں ہوا ہے ۔

اکرام بد سعودی عربیہ میں بحیثیت انجینیر میرا Appointment
ہوا ہے ۔

آصف بہ کتنی تنخواہ پر۔

اکرام بہ فی الحال ہندوستانی ۱۲ ہزار ملیں گے۔

آصف بہ ٹھیک ہے لیکن عرب ممالک مستقل سکونت کی جگہ نہیں مگر دو چار سال نوکری کر کے لوٹ جانا چاہیے۔

اکرام بہ میرا بھی یہی ارادہ ہے۔

(مستان واپس لوٹتا ہے۔)

مستان بہ صاحب۔ چھوٹی بیگم صاحبہ آچکی ہیں۔

آصف بہ پردہ کھینچو۔

(مستان پردہ کھینچتا ہے)

عائشہ بہ آداب عرض۔

اکرام بہ (بغور ایک نظر چہرے پر ڈالتا ہے اور پریشان ہو کر اٹھ

کھڑا ہوتا ہے۔)

میں چلتا ہوں۔

آصف بہ ارے صاحب بیٹھے۔ ایسی کیا جلدی ہے آپ ابھی

لڑکی کو دیکھ بھی نہیں۔ کوئی بات چیت بھی نہیں ہوئی اور جاتے

کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

اکرام بہ میں لڑکی کو دیکھ چکا۔ اب آگے دیکھنے کی ہمت نہیں ہے۔

آصف بہ کیوں۔ آخر کیا محسوس کیا آپ نے۔!

کچھ کہئے بھی۔ (مستان سے) مستان پردہ کھینچ دو اور عائشہ سے

روکہ گھر میں چلی جائے ۔

ستان :- اچھا صاحب ۔ (پردہ کھینچتا ہے) ۔

مف :- ہاں تو اکرام صاحب اب کہئے اور صاف صاف کہئے ۔
پا کو کھلی آزادی ہے ۔

ام :- مجھے لڑکی پسند نہ آئی ۔

مف :- کیوں؟

ام :- اس کا رنگ کالا ہے اور ناک نقشہ بھی ٹھیک سا نہیں ۔
مف :- دکن کی سانولی ہے ۔ عام لڑکیوں جیسی لڑکی ہے ۔

م :- یافتہ ہے بچوان میں ماہر ہے ۔ ہاں حسیناؤں میں شمار نہیں
کرتا ۔ لیکن گھر گھر ہستی کیلئے بہترین شریک حیات ثابت ہوگی ۔
م :- آپ کچھ بھی کہئے مجھے لڑکی پسند نہیں آئی ۔

مف :- اگر آپ شمع خانہ بنانا چاہتے ہیں تو بہترین لڑکی ہے اگر
شمع محفل بنانا چاہتے ہیں تو الگ بات ہے ۔

م :- میں اپنی مرضی کا آپ مالک ہوں ۔ چاہے شمع خانہ بناؤں
مع محفل ۔ آپ میرے ذاتی معاملات میں مداخلت نہیں ہو سکتے ۔

مف :- بیویوں جذبات میں نہ آئیے ۔ ٹھنڈے دل سے غور کیجئے ۔
آپ چاہتے ہیں تو جوڑے کی رقم ایک لاکھ کر دیتا ہوں یعنی کل
الاکھ میں شادی ہوگی ۔

م :- (حیرت سے) کیا رقم بڑھا کر آپ مجھے خریدنا چاہتے ہیں ۔

آصف نہ ہو تو ایسا ہی رہا ہے۔ جب تک زیادہ رقم نہ دی جائے
اچھا لڑکا نہیں ملتا۔ اس لئے ہلوگ بھی رقمیں بڑھا رہے ہیں۔

اکرام بہ اس طرح رقم بڑھا کر آپ مجھے خرید نہیں سکتے۔ تین لاکھ تو کیا
تیس لاکھ بھی آپ خرچ کریں تو مجھے نہیں چاہئے ایسی لڑکی۔

خدا حافظ اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور تیز تیز قدم چلتے ہوئے باہر نکل
کر موٹر اسٹارٹ کر کے روانہ ہو جاتا ہے۔

گھر پر موٹر روک کر مکان میں داخل ہوتا ہے۔

(قدموں کی چاپ)

اکرام بہ: آبا۔

عجاز بہ: ہوں۔

اکرام بہ: میں زیب النساء سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔

عجاز بہ: کون زیب النساء۔

اکرام بہ: وہی خالہ جان کی لڑکی۔

عجاز بہ: لیکن یاد رکھو ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔ نہ دہنے کیلئے۔

اچھا مکان ہے نہ.....

اکرام بہ: بات کاٹ کر کوئی بات نہیں آتا۔

عجاز بہ: شادی کیلئے انہیں پیسے بھی ہیں دینا پڑے گا۔

اکرام بہ: مجھے منظور ہے۔

عجاز بہ: پھر گلہ نہیں کرنا کہ میں نے غریب خاندان میں رشتہ طے کیا۔

اکرام بددشتہ تو احمی نے طے کیا تھا۔

اعجاز بٹے کیا تھا۔ تو کیا ٹوٹ نہیں سکتا۔

اکرام بٹوٹ سکتا ہے۔ شادی کیلئے جاتے ہوئے دو لہے بھی پلٹ سکتے ہیں۔ لیکن میری منگنی نہیں ٹوٹ سکتی جب تک کہ ہم دونوں میں سے کوئی ایک نہ مر جائے۔

اعجاز بے دغصہ سے (اکرام)۔

اکرام :- جی !

اعجاز :- جذبات میں کئے ہوئے فیصلے درست نہیں ہوتے۔

پھر بھی ایک بار سوچ لو۔

اکرام :- میں بہت سوچ سمجھ کر اور قطعی فیصلے پر پہنچ کر آپ سے عرض کر رہا ہوں۔

اعجاز :- تم شوق سے کر سکتے ہو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

پھر بھی ایک بار سوچ کر آؤ میرے پاس۔

اکرام :- اچھا ز قدموں کی چاپ اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے اور

سوئے پر اپنے آپ کو ڈال دیتا ہے۔

اکرام :- (اپنے آپ سے) میں لڑکانہ ہوا غلام ہو گیا۔ اعجاز صاحب

کا میرے دل و دماغ تک گویا ان کی گرفت میں ہیں اپنی مرضی سے

شادی نہیں کر سکتا کہتے ہیں کہ پھر بھی ایک بار سوچ کر آؤ۔ ہوں

پھر میں کسی غیر غلط لڑکی سے شادی نہیں کر رہا ہوں اپنی خالہ کی لڑکی

سے اور جس کو میری مرحوم ماں نے بڑی آرزوؤں سے میرے لئے منتخب کیا تھا اگر انکار کر دوں تو ایک طرف ان کی روح کو تکلیف پہنچے گی۔ میری خالہ جان زندہ درگور ہو جائے گی اور خود میری دنیا تباہ ہو جائیگی۔ اتنی عظیم تباہی کے ارتکاب کیلئے میں پھر ایک بار سوچ لوں۔ سوچ چکا بہت سوچ چکا۔ صبح والد صاحب سے اپنا آخری فیصلہ بیان کر دوں گا۔

اکرام۔ اسکوٹرا سٹارٹ کر کے روانہ ہوتا ہے اور خالہ کے گھر پہ اسکوٹروک کرا تر پڑتا ہے اور دروازہ کھٹکھٹاتا ہے (زیب:- دروازہ کھولتی ہے! آپ:-! (واپس لوٹتی ہے) اکرام:- ذرا کو تو۔ اتنا ناراض ہو مجھ سے! مجھے معاف کر دوزیب۔ میں نے تمہارے نازک دل کو ٹھیس پہنچائی۔

زیب:- (پلٹ کر) کیا ابھی آپ کی آرزو نہیں نکلی! کیا پھر تازہ نشتر لگانے آئے ہیں:-!

اکرام:- میں تمہارے زخم اپنے آنسوؤں سے دھونے آیا ہوں۔ کہاں ہیں خالہ جان:-!

تمہاری خالہ جان مر گئی سمجھو۔ امی نے تمہیں اپنے بچے کی طرح چاہا تھا سو اس کا یہ بدلہ دیا تم نے:-! ہماری زندگی میں آگ لگا کر دیکھنے آئے ہو کہ ہم کس طرح جل رہے ہیں! اکرام:- میں مجرم ہوں۔ تم چاہو تو مجھے قتل کر سکتی ہو۔ لیکن یہ بتاؤ

کہ خالہ جان کہاں ہیں۔

زیب بہ بہت جلد یاد آئی خالہ جان — اوہ دواخانہ گئی ہیں۔
طبیعت ٹھیک نہیں ہے ان کی۔

فاطمہ بد داخل ہوتے ہوئے (کیا ہے۔ زیب النساء کون آیا ہے۔
زیب — (قریب آکر) اکرام حسین آئے ہیں۔ آپ کے عزیز بھائی۔
اکرام بد خالہ جان میں ندامت سے اپنا سر جھکا دیتا ہوں۔ مجھے معاف
کر دیجئے۔ شرمندہ ہوں آپ لوگوں سے! میرا دل زور زور سے دھڑک
رہا ہے۔ ذرا مجھے اپنے سینے سے لگا لیجئے تاکہ سکون ملے۔

فاطمہ بد آ بیٹا لگ جا میرے سینے سے۔ بس دیوانے تو مجھے اپنا دشمن
سمجھتا رہا۔ کہاں چھپا رہا اتنے دنوں! کہیں کوئی لڑکی پسند آئی ہے
تو جلد نشا دی کر لے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔۔۔۔۔

(آواز بھر کر حلق میں اٹک جاتی ہے)

اکرام بد خالہ جان روئیے مت — روئیے مت — میں فیصلہ کر لے
آیا ہوں کہ شادی زیب النساء سے کروں گا۔

فاطمہ بد (فرط محبت سے) سچ —!

اکرام بد ہاں بالکل سچ —!

فاطمہ بد تو نے تو اس کو ناپسند کیا تھا نا۔

اکرام بد لوگوں نے مجھے بھڑکا دیا تھا خالہ جان — میں اماں کی نصیحت
لو بھول گیا تھا۔ یہ تو میرا بچپن کا جوڑا ہے۔ بہر حال آپ لوگ مجھے

معاف کر دیں۔ میں بھی انسان ہوں۔ غلطی ہو گئی مجھ سے۔

فاطمہ بے کیا بھائی جان بھی رضا مند ہیں۔

اکرام بے ابابھی رضا مند ہیں اور آپ سے شرمندہ ہیں۔

فاطمہ بے اللہ تیرا شکر ہے تو نے ہمارے دلوں کے زخم دھو دیئے۔

لیکن کب کرنا ہے بیٹے شادی۔

اکرام بے بس اسی ہفتہ میں۔

فاطمہ بے اتنا جلدی کیسے ہو گی۔ ہمارے پاس پیسے کہاں ہیں؟

اکرام بے یقیناً کہاں سے آئیں گے اتنا جلدی پیسے۔

فاطمہ بے پھر تو نہیں ہو سکتی شادی۔

اکرام بے شادی کی گھڑی ٹل نہیں سکتی خالہ جان۔ اب وقت آ گیا ہے

میں نے خود پیسوں کا انتظام کر لیا ہے (بیگ کھول کر پیسے نکالتا ہے)

یہ لیجئے فی الحال دس ہزار روپے۔ گن لیجئے۔

فاطمہ بے مجھے کہاں گنا آتا ہے بیٹا اتنی بڑی رقم۔

زمبابوہ کہاں ہے زیب چلی گئی کمرے میں۔ اب تیرے سامنے نہیں

آئے گی وہ۔

اکرام بے اچھا خالہ جان میں چلتا ہوں پیسے حفاظت سے رکھے اور

ماموں جان کو بلا کر ان کے مشورے سے شادی کے انتظامات شروع

کر دیجئے۔ میں اب آپ کے مشورے سے شادی کی تاریخ مقرر کر کے

پرسوں آؤں گا۔ آپ فکر نہ کریں۔ پرسوں تک مزید رقم کا بندوبست ہوگا۔

فاطمہ بے اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے ۔

لرام ! اچھا خالہ جان چل رہا ہوں ۔ خدا حافظ ۔

فاطمہ بے اچھا بیٹے ۔ خدا حافظ ۔

لرام بند بلند آواز سے (خدا حافظ زیب ۔ اب بھی غصہ کم ہوا ہے یا نہیں ۔

زیب بے (آہستہ سے) کم ہو گیا ۔ زیب فاطمہ کے پاس واپس آتی ہے)

فاطمہ بے زیب ذرا گن تو سہی کتنی رقم ہے ۔

یب بے (گن کر) سو سو کے سو نوٹ ہیں اس طرح دس ہزار ہوئے ۔ فاطمہ بے الماری میں رکھ کر مقفل کر دے ۔

یب بے اچھا ۔ !

فاطمہ بے (اپنے آپ سے) اب مجھے ایک منٹ کی فرصت نہیں ہے مارے انتظامات ایک ہفتے ہی میں مکمل کرنا ہے ۔ کیسے ہوگا ۔ جس لہڑی کو بہت دور بلکہ ناممکن سمجھ بیٹھے تھے وہ خواب کی طرح آن پہنچی ۔ عجیب تیرے کھیل ہیں میرے مالک ۔

یب بے رکھ آئی امی ۔

فاطمہ بے اچھا ۔ میں پہلے وضو کر کے دو رکعت نماز شکرانہ تو ادا

رہی ۔ (چلی جاتی ہے)

یب بے (بے ساختہ گنگنا لے لگتی ہے)

کوئی میرے دل میں خوشی بن کے آیا

اندھیرا تھا گھر روشنی بن کے آیا

شکیلہ :- (داخل ہو کر) اوہ عزیز ! آج بہت خوش نظر آ رہی ہو تم

۔ وہ کون ہے جو تمہارے دل میں روشنی بن کر آیا ہے ۔ ؟

زیب :- وہی جو بے وفا بن کر چلا گیا تھا ۔

شکیلہ :- وہی کون ۔ ؟

زیب :- اکرام ۔

شکیلہ :- چلو سٹھائی کھلاؤ ہماری کوشش کامیاب ہو گئی ۔

زیب :- کیا کوشش تھی تمہاری ۔ ! تم نے کچھ بتایا ہی نہیں ۔

شکیلہ :- اگر پہلے بتا دیا ہوتا تو ایسی کامیابی نہیں ہوتی اس لئے پروگرام

مخفی رکھا گیا تم سے ۔

زیب :- اچھا ۔ لیکن اب تو بتاؤ ۔

شکیلہ :- ہم نے دو اشخاص کا Appointment کیا تھا ۔

پہلے شخص کو مقررہ وقت پر اکرام کو فون کرنا تھا اور یہ بتانا تھا کہ

لڑکی کی شادی پر ڈیڑھ لاکھ کا خرچہ کر رہے ہیں ۔ دوسرے شخص

کا کام نہایت اہم تھا اس کو بتانا تھا کہ لڑکی کی شادی پر تین لاکھ

کی رقم خرچ کی جائے گی ۔ غرض دونوں نے کامیاب اداکاری

کی کہ اکرام پلٹ کر تمہارے پاس آ گئے ۔

زیب :- اچھا ۔ !

نکیلہ — ہاں — اس میں تمہاری کامیابی تو ہے ہی لیکن ہم انجمن
(بڑی کامیابی سمجھتے ہیں اس کو۔

ب۔ واقعی لیکن کیا خرچہ ہوا۔

نکیلہ — قریباً ایک ہزار روپے خرچ ہوئے۔

ب۔ کوئی بات نہیں — میں جلد ہی ادا کروں گی یہ رقم۔

لیلہ — مزید تم سے شکایت ہے کہ تم نے کوئی عملی کام نہیں کیا
ری انجمن کیلئے۔

ب۔ مجھے تو اپنی پڑی تھی۔ اب شادی کے بعد ضرور انجمن کیلئے
امن دھن سے کام کروں گی۔

لہ قدموں کی چاپ م

میلہ بد آداب خالہ جان !

مہ۔ بد آداب بیٹی۔ جیتی رہو۔ ارے زیب کچھ چائے وائے کا
ولبت کرو شکیلہ کیلئے۔

ب۔ امی آپ آگئیں۔ میں جاتی ہوں چائے بنانے کیلئے۔
چلی جاتی ہے)

مہ۔ بہت دنوں کے بعد آئی ہو شکیلہ ! کہاں تھی ان دنوں۔ !
نہ یہیں تھی خالہ جان۔ انجمن کے کاروبار بڑھ گئے ہیں۔

تکم ملتی ہے اس لئے نہیں آسکی۔ البتہ زیب سے آپ کی
بت پوچھ لیا کرتی تھی۔ ہاں تو خالہ جان اکرام پھر لوٹ آئے

آپ کے یہاں۔ بڑی خوشی کی بات ہے۔ لیکن کیا بات چیت ہوئی
کیا طے پایا۔؟

فاطمہ :- اچانک حواس باختہ آیا۔ معافی چاہا اور میرے سینے سے
لگ کر جلد از جلد شادی کر دینے کی درخواست کی۔
شکیلہ :- کیا لین دین پر کچھ بات چیت نہیں ہوئی۔
فاطمہ :- نہیں بیٹا۔ کہاں کا لین دین۔ لوگوں نے بھٹکا دیا تھا
اس کو۔

اب نہایت شرمندہ ہے اور اس نے خود ہی شادی کے فوری
انتظامات کیلئے دس ہزار روپے بھی دیئے ہیں اور مزید رقم لانے
کا وعدہ کر کے گیا ہے۔

شکیلہ :- واللہ۔ عجیب واقعہ ہوا۔ یا تو خود ہی لاکھوں روپے
لوٹنے کی فکر میں تھے یا خود ہی لٹ کر چلے گئے۔
فاطمہ :- ہاں بیٹا۔ مردوں کی عقل الٹی ہوتی ہے۔ جو سو بھی سو سو بھی
ان لوگوں کو۔

شکیلہ :- واقعی خالہ جان۔ اللہ کا شکر ہے ہماری کوشش بھی
کامیاب ہوئی۔

فاطمہ :- (حیرت سے) تمہاری کوشش تھی اس میں۔

شکیلہ :- جی ہاں۔ پہلے اللہ کا فضل شامل تھا پھر ہماری
کوششیں کہیئے۔

فاطمہ بد (حیرت سے) اچھا۔ تو کیا کوشش تھی تمہاری۔

شکیلہ بد۔ ہماری ایک انجمن ہے جس کا نام ”انجمن بہبودی خواتین“ ہے۔

اور اس کا کام بلا امتیاز مذہب و ملت تمام ممبران خواتین کی مدد کرنا ہے۔

فاطمہ بد کیا شرائط ہیں! کیا پروگرام ہے تمہاری انجمن کا۔

شکیلہ بد۔ فی الحال لڑکیوں کی شادیوں میں جو رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں

انہیں دور کرنا ہے۔ لیکن ہمارے پیش نظر ایک جامع پروگرام ہے

ہم چاہتے ہیں کہ ہماری انجمن کے ممبران کی تعداد لاکھوں تک پہنچ جائے

چار پانچ لاکھ کا بجٹ ہو ہمارے پاس۔ ہم اپنی طرف سے غریب

لڑکیوں کا رشتہ طے کریں اور ہمارے صرفہ سے ان کی شادیاں ہوں

اور ہم بھی اپنی طرف سے شرائط رکھیں۔

فاطمہ بد آخر کیا شرائط ہوں گی۔

شکیلہ بد۔ یہی کہ خوبصورت لڑکی بد صورت مرد کو نہیں دی جائیگی۔

تعلیم یافتہ لڑکی جاہل مرد کو نہیں دی جائے گی۔ کم عمر لڑکی عمر رسیدہ

شخص کو نہیں دی جائے گی۔ ایک لڑکے کے انتخاب میں ہم اس

بات کا خیال رکھیں گے کہ لڑکا لڑکی کیلئے موزون ہے یا نہیں۔ اس

کی Personality کیسی ہے! قابلیت کیا ہے! خیالات

کیسے ہیں! اپنے مستقبل کے بارے میں اس کے پاس کوئی پروگرام

ہے یا نہیں۔ غرض اس کا باضابطہ Interview لیں گے ہم۔

فاطمہ بد پھر تو لڑکوں کے پسینے چھوٹ جائیں گے۔

شکیلہ نہ ایسی گھگی بندھ جائے گی کہ لڑکی کے والدین سے مطالبہ کرنا بھول جائیں گے۔

فاطمہ بہ واقعی بیٹا ہوئی ہی چاہئے ایسی کوئی انجمن۔ اب تو یہ حال ہے کہ لڑکے والوں کی طرف سے سوالات کی بوچھاڑ ہوتی ہے اور لڑکی والے جوابات کی سوچ بچار میں اپنی سدھ بدھ بھول جاتے ہیں۔

شکیلہ یہ دسی لئے تو ان کی ہمتیں بڑھ رہی ہیں۔ فاتح کی طرف لڑکی والوں سے باتیں کرتے ہیں۔

فاطمہ بہ ہاں بیٹا بڑے نیک کام کا بیڑا اٹھایا ہے تم نے۔ خدا تمہیں کامیابی دے۔

شکیلہ نہ آمین۔

زمیر بہ لڑے میں مٹھائی اور پھل لئے آتی ہے

چلو شکیلہ پہلے تم منہ میٹھا کرو۔

شکیلہ نہ پہلے تمہارا منہ میٹھا ہونا چاہیے کیوں کہ تم دلہن بننے والی ہو۔

زمیر بہ نہیں پہلے تمہارا۔ کیوں کہ جو کچھ ہوا تمہاری وجہ سے ہوا۔

فاطمہ بہ ایسا نہیں۔ چلو تم دونوں منہ کھولو۔ میں دونوں کا منہ ایک ساتھ میٹھا کرادیتی ہوں۔ یہ لو میں دونوں ہاتھ میں دو گلاب جا میں اٹھالی ہوں۔ اگر دیر ہوگی تو شیر اگر کے تم دونوں کے کپڑے خراب ہو جائیں گے۔

زمیر بہ چلو دونوں منہ کھول رہے ہیں جلدی ڈالو اسے۔

فاطمہ یہ ہاں - ہاں - بس - یہ بوعین خود بھی ایک گلاب جامن سے اپنا منہ میٹھا کر لیتی ہوں — چلو رسم ادا ہو گئی - اب تم لوگ اپنے اپنے ہاتھ سے کھاؤ - !

شکیلہ یہ خالہ جان ! اللہ کا شکر ہے کہ آپ کے سینے کا بوجھ ہلکا ہو گیا۔ فاطمہ یہ ہاں شکیلہ - ! بیٹی کا بوجھ بڑا بھاری ہوتا ہے ۔

زیب بداعی - اب تو آپ بالکل ہلکی پھلکی نظر آرہی ہیں ۔ فاطمہ اب تو تجھے مذاق سو تجھ رہا ہے یا تو یہ حال تھا کہ رو رو کر جان ہلکان کر رہی تھی یا اب چیلپن کر رہی ہے ۔

شکیلہ اب تو اس کے من کا گلاب کھل رہا ہے - خالہ جان ۔ فاطمہ اللہ اس کی ہر آرزو پوری کرے - اب میرے لئے چائے لای بیٹی - ! تم لوگ کھاؤ ابھی ۔

شکیلہ میں بھی کھا چکی خالہ جان ۔ مجھے بھی چائے چاہئے ۔

زیب ابھی لائی - (چلی جاتی ہے ۔)

فاطمہ یہ ایک ہی ہفتہ میں شادی کے سارے انتظامات سے نمٹنا ہے ۔ تم نوہ جہان شکستلا اور باہر کے کاموں کیلئے مہارے بھائیوں کی مدد چاہئے مجھے ۔

شکیلہ یہ خالہ جان آپ بے فکر رہیں ۔ ہم سب تن من لگا کر کام کریں گے ۔ اگر ضرورت پڑے تو انجمن کی اور لڑکیاں بھی آمو جو ہوں گی ۔

فاطمہ بے تم لوگوں سے یہی امید ہے۔ شکیلہ زیب کے ابا کے انتقال کے بعد گھر کے کاروبار بگڑتے گئے۔ افتخار اور انور کچھ کام دھندا کرنے کے بجائے باپ کی جائیداد بیچ بیچ کر عیش کرنے لگے۔ ورنہ میں بھی بہت کچھ جمع کی تھی بچی کی شادی کیلئے۔

شکیلہ بے گھر کے سب لوگ مل جل کر کام کریں تب ہی کام بنتا ہے خالہ جان۔ اگر اور لوگ خراب ہوں تو ایک آدمی کچھ نہیں کر سکتا۔

فاطمہ بے ہاں بیٹا۔ میرا بھی یہی حشر ہوا۔ ایک بیٹی اور میں اس کے لئے کچھ نہیں کر سکی۔ بیٹوں نے لوٹ لیا مجھے۔

شکیلہ بے اب جانے دیجئے خالہ جان۔ دل کو آزر دہ مت کیجئے۔ اللہ خود کام بنا دیا ہے آپ کا۔

فاطمہ بے میں تو اللہ کی شکر گزار ہوں۔ لیکن اکرام اور اس کے والد کے سامنے شرمندگی ہے مجھے! کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔

شکیلہ بے لیکن آپ نے ان کے آگے ہاتھ تو نہیں پھیلا یا نا۔

فاطمہ بے۔ کچھ بھی ہو۔ وہ لوگ آئندہ طعنہ نہیں دیں گے۔

شکیلہ بے آئندہ کی مت سوچئے خالہ جان۔ میں سمجھتی ہوں زیب النساء کے مطیع ہو جائیں گے وہ لوگ۔

فاطمہ بے اللہ تیرمی زبان آئین کرے۔

(زبیب النساء چائے کی ٹرے لئے آتی ہے)

زبیب بے ارے۔ تم لوگ ابھی ختم نہیں کئے ان چیزوں کو۔!

شکیلہ :- بس جی بھر کھا چکی ۔

رزیب النساء ماں کے شکیلہ کے اور خود کے سامنے چائے کی پیالیاں رکھتی ہے)

رزیب :- لیجئے چائے نوش فرمائیے ۔

فاطمہ :- چلو بیٹی شروع کرو ۔

شکیلہ :- اچھا (ایک اٹھا کر چسکی لیتی ہے)

(سب لوگ خاموش چائے پیتے ہیں ۔)

شکیلہ :- (اٹھ کھڑی ہوتی ہے) خالہ جان اجازت دیجئے ۔

فاطمہ :- اچھا ۔

شکیلہ :- رزیب ! جب بھی ضرورت پڑے مجھے فون کر دینا ۔

رزیب :- اچھا ۔

(چلی جاتی ہے)

اکرام :- بد داخل ہو کر (آداب خالہ جان ۔

فاطمہ :- (پلٹ کر) اکرام ۔ آؤ آؤ بیٹھو ۔

اکرام :- ابابھی آتے ہیں ۔ باہر کھڑے ہیں ۔

فاطمہ :- بلاؤ انہیں ۔

(اکرام جاتا ہے اور دوسرے لمحے اکرام اور اعجاز صاحب

مل کر آتے ہیں ۔)

فاطمہ :- آداب عرض بھائی جان ۔ !

اعجاز بد آداب -

فاطمہ بد تشریف رکھتے۔

اعجاز بد فاطمہ خیریت سے تو ہو۔!

فاطمہ بد دیکھتے ایسی ہوں۔ (بغور دیکھ کر)

آپ کی ایک زمانے کے بعد تشریف آوری سے اچانک مجھے ایک

شعریاد آرہا ہے۔

اعجاز بد سناؤ بھئی۔

فاطمہ بد طنز و مزاح کے لہجہ میں۔

وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے

کبھی ہم ان کو... کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں۔

اعجاز بد تم ابھی بھی مذاق نہیں چھوڑی ہو۔!

فاطمہ بد کیسے چھوٹے گا مذاق! آپ کا اور میرا رشتہ ہنسی مذاق کا ہے۔

اعجاز بد مجھے فرصت کہاں ملتی ہے۔! (محبوب ہو کر)

خیراب تو آگیا ہوں نا۔

فاطمہ بد مہربانی آپ کی۔

اعجاز بد ہاں تو کہاں شادی کر رہی ہو! شادی کے انتظامات شروع

ہوئے یا نہیں ابھی تمہارے پاس۔

فاطمہ بد شروع ہو گئے ہیں مختار بھائی انتظامات میں مصروف ہیں۔

شادی کی تاریخ مقرر ہونے پر کمال یار جنگ محفوظ کروالیں گے۔

اعجاز بہ ٹھیک ہے اکرام باہر جانے والا ہے۔ اس کا خیال ہی غیر ضروری چیزوں پر رقم خرچ کرنے کی ضرورت نہیں۔
فاطمہ بہ اچھا۔

اعجاز بہ میں نے شادی کیلئے اس ماہ کی ۲۰ تاریخ مقرر کی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟
فاطمہ بہ ٹھیک ہے۔

اعجاز بہ زیورات تو محفوظ ہوں گے تمہارے پاس!
فاطمہ بہ دس تولے کے طلائی زیورات محفوظ ہیں زیب النساء کیلئے۔
اعجاز بہ یوں ہی پوچھ لیا۔ مجھے لین دین سے کوئی دلچسپی نہیں۔
تم جانو اکرام جانے۔

اکرام بہ خالہ جان آپ پریشان نہ ہوں آپ جو دیں ہمیں منظور ہے۔
فاطمہ بہ آپا کی یاد آرہی ہے مجھے۔ کاش وہ زندہ ہوتیں۔
اعجاز بہ مجھے بھی یاد آرہی ہے۔ مرحومہ بڑی نیک سیرت عورت تھی۔ اس کے انتقال کے بعد مجھے وہ آرام کبھی نصیب نہ ہوا جو اس کی زندگی میں تھا۔

فاطمہ بہ وہ آرام کہاں سے نصیب ہوتا بھائی جان۔
اعجاز بہ لوگوں نے لاکھ سمجھایا کہ میں دوسری شادی کر لوں لیکن میرے ضمیر نے اجازت نہیں دی اور جوانی کے دن کٹ ہی گئے۔
اکرام بہ ہماری شادی سے امی کی روح کو سکون ملے گا۔

فاطمہ بہ ضرور ۔

عجاز بہ اکرام دیدور رقم فاطمہ کو ۔

اکرام بہ (بیگ سے نوٹوں کا بندل نکال کر سامنے رکھ دیتا ہے)
لیجئے ۔

فاطمہ ہکتے ہیں ۔ ؟

اکرام بہ پندرہ ہزار
فاطمہ بہ بھائی جان ۔ آپ کے شکر یہ کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں
ہیں ۔ !

عجاز بہ ایسا خیال کیوں کرتی ہو ! یہ تو آپس کا معاملہ ہے ۔
فاطمہ بہ ابھی آئی (نوٹوں کا بندل اٹھا کر کمرے میں چلی جاتی ہے)

عجاز بہ زریب النساء کہاں ہے ؟

اکرام بہ کمرے میں ہوگی ۔

(فاطمہ کمرے میں چائے کیک پٹری لئے واپس آتی ہے اور سامنے
رکھ دیتی ہے) لیجئے !

عجاز بہ عجیب اتفاق ہے منگنی کی رسم میں ہماری بیگم صاحبہ اور تمہارے
شوہر زندہ تھے آج دونوں ہی نہیں ہیں ۔

(پٹری اٹھا کر کھانا شروع کرتے ہیں)

فاطمہ بہ اور دونوں بے حد خوش تھے ۔

عجاز بہ ہاں ۔۔۔ یہ دنیا چل چلاؤ کی بستی ہے ۔ کل ہم بھی نہیں

رہیں گے ۔ ۴

یہ چن یوں ہی رہے گا اور سارے جا نور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے
فاطمہ ب۔ سچ ہے بھائی جان ۔ ہمیں چاہئے کہ جو جو کام کرتے ہیں
کرتے چلے جائیں ۔

اعجاز ب۔ سچ کہتی ہو — !
چو کھتی کے ڈنر میں ہماری جانب سے کتنے مرد و خواتین شرکت کریں
گئے میں بعد میں اطلاع دوں گا ۔ کھانا اہتمام سے تیار کرنا چاہئے ۔
بڑے بڑے عہدہ دار آئیں گے شادی میں ۔
فاطمہ ب۔ آپ اطمینان رکھئے ۔ مختار بھائی ان چیزوں کا خوب تجربہ
رکھتے ہیں ۔

اعجاز ب۔ مختار بھائی کے ہاتھ میں انتظام ہے تو مجھے کوئی فکر نہیں ۔
افتخار اور انور کہاں ہیں ؟
فاطمہ ب۔ افتخار بمبئی میں ہے اور انور اور نگ آباد میں ۔ کل ہی ٹیلیگرام
کر دیئے گئے ہیں دونوں کو ۔

اعجاز ب۔ ٹھیک ہے تو اب ربط رکھو ہم سے ۔ ضرورت پڑے تو
فون کر دینا ۔ تم بھی آ سکتی ہو ۔ مختار بھائی کو میرے یہاں بھیجو ۔
ایک زمانہ ہوا ان کو آئے ہوئے ۔
فاطمہ ب۔ ضرور ۔

اوما - اور شا بھی کیا صاف کہو ۔

موہن - اور شا بھی عجیب نظروں سے اس کو دیکھ رہی تھی ۔

اوما - (غصہ سے) موہن !

موہن - (راز داری کے انداز میں) دیدی آپ خفا نہ ہوں - میں آپ کو سببائی کیلئے ہی کہہ رہا ہوں - اگر وہ کہیں اور شا کو لے اڑا تو برادری میں ناک کٹ جائے گی ہم سماج میں کسی کو منہ نہیں دکھائیں گے ۔

اوما - یہ تمہارا وہم ہے - موہن اس کو دماغ سے نکال دو ۔
آئندہ کسی سے ذکر نہیں کرنا ۔

موہن - مجھ میں برائی ہے کہ جو کچھ سمجھتا ہوں صاف صاف کہہ دیتا ہوں ۔ آگے آپ کا اختیار ہے مانیں یا نہ مانیں ۔
اوما - تم غلط محسوس کر رہے ہو ۔

موہن - دوستی کے نشے میں آپ کی نظریں کام نہیں کر رہی ہیں ۔
اوما - تمہاری بات میری سمجھ سے باہر ہے موہن ۔

موہن - تیرے نشانے پر بیٹھا ہے میرا - مجھے مرزا صاحب سے کوئی شکایت نہیں ہے لیکن ان کے لڑکے کی آمد و رفت مجھے کھلتی ہے اس کو روکنا چاہئے ۔

اوما - تمہارے صحابی اور ان لوگوں میں گہرا یارانہ ہے ۔
موہن - ہوگا - اگر جسم کا کوئی حصہ مسلسل دکھ رہا ہو تو آپریشن کر لیجئے کہ دیا جاتا ہے ۔

۱۔ خیر موہن تم اس کی چٹا نہ کرو۔ یہ اندرونی معاملہ ہے۔ میں
ٹٹ لوں گی۔ اچھا یہ بتاؤ اس پیام کا کیا ہوا! وہی نظام آباد
ٹٹے۔

ہن۔ میرا جانا ہی نہیں ہوا دیدی۔ پرسوں چھٹیاں آرہی ہیں
ارے مرد گھر پر ہی مل جائیں گے۔
ما۔ تو اچھا موقع ہے۔

ہن۔ ہے تو سہی۔ لیکن نظام آباد کا سفر درپیش ہے۔ بسوں کے
رایہ بڑھ گئے ہیں۔ پھر ٹکسی لیکر شان سے ان کے گھر پہنچنا ہوگا۔
وما۔ کوئی بات نہیں۔ یہ لوسو کی نوٹ بات پکٹی کمر آنا۔
وہن۔ نہیں معلوم وہاں کتنے دن ٹھہرنا پڑیگا دیدی۔ ایسی
ایک اور نوٹ۔

اوما۔ اچھا بابا یہ لو اور ایک سو کی نوٹ۔

موہن۔ آپ وشوا اس رکھیں۔ بات پکٹی کر کے آنے کا ذمہ میرا۔
تو چلتا ہوں۔

اوما۔ اچھا۔

رموہن اٹھ کر چلا جاتا ہے اوما صوفے پر دراز ہو کر اپنے

آپ سے (.....)

اوما۔ بھگوان کرے کہ اوشا کا رشتہ طے ہو جائے میں شادی
کر کے گنگا نہالوں گی۔ میری تو راتوں کی نیند اڑ گئی ہے۔ جوان لڑکی

— پھر خوبصورت — اور موہن تو عجیب شکوفہ چھوڑ گیا ہے۔ جاوید بھی خوبصورت ہے۔ بلند قامت۔ ناک نقشے کا تیکھا۔ محلے کی لڑکیاں اس کو چور نظروں سے دیکھا کرتی ہیں۔ موہن کچھ دیکھ کر ہی یا محسوس کر کے ہی کہا ہو گا۔ ٹھا کر صاحب کا کیا ہے! انہیں بچی کی کوئی فکر ہی نہیں ہے کیسل میں دیوانے بہتے ہیں جاوید کو روکنا ہی چاہئے۔ یہ کام ٹھا کر جی سے نہیں ہو سکتا۔ مجھے ہی کرنا پڑے گا۔ ٹھا کر ناراض ہو جائیں گے۔ ہو جانے دو۔ مجھے اپنی بچی کی حفاظت کرنی ہے۔ — !

ٹھا کر۔ (داخل ہو کر) کس سے باتیں کر رہی ہو!
او ما۔ کسی سے نہیں۔

ٹھا کر۔ تو اپنے آپ سے باتیں ہو رہی تھیں۔ آخر کیا باتیں تھیں۔
میں بھی تو سنوں۔

او ما۔ سننے کیلئے فولاد کا دل چاہئے۔

ٹھا کر۔ اچھا۔ بنالیا فولاد کا۔ سناؤ!

او ما۔ ڈر رہتا ہے کہ کہیں تم کاٹنے نہ دوڑو۔

ٹھا کر۔ آخر کہو نا۔ اتنا کیوں ڈرتی ہو!

او ما۔ مرزا جی کے ساتھ ان کا لڑکا جاوید کیوں آتا ہے ہمارے

یہاں۔

ٹھا کر۔ اگر وہ آتا ہے تو کونسی بری بات ہے!۔

ما۔ اپنی لڑکی جوان ہے۔ لوگوں کو انگلیاں اٹھانے کا موقع ملتا ہے۔

ماکر۔ تم شانت رہو کوئی انگلی نہیں اٹھائے گا۔

ما۔ تم کو کیسے سمجھاؤں! انگلیاں اٹھ رہی ہیں۔ جوان لڑکے لڑکی امیل جوں ٹھیک نہیں۔

ماکر۔ (حیرت سے) ارے بھئی۔ وہ علیحدہ کہاں مل رہے ہیں۔
وما۔ لیکن یہ کون دیکھتا ہے! وہ اوٹ کو کہیں لے اڑا تو برادری میں ہماری ناک.....

ٹھا کر۔ (منہ پر ہاتھ رکھ دیتا ہے) بس بس معلوم ہوتا ہے موہن نے تم کو بہکا دیا ہے۔

وما۔ موہن کا کیوں نام لیتے ہو! وہ بیچارہ تو پیام کے سلسلے میں بات چیت کرنے آیا تھا چلا گیا۔

ٹھا کر۔ پھر یکا یک تمہاری بدگمانی کی وجہ؟

وما۔ میں کئی دنوں سے محسوس کر رہی تھی۔ آج صبر نہ ہو سکا اور تم سے کہہ دی۔

ٹھا کر۔ معلوم ہوتا ہے تم کو ہمارا میل جول پسند نہیں۔ ہمارے جیون میں جو شانتی ہے تم اس کو ختم کرنا چاہتی ہو! ہمارا یہی میل جول تو ہندوستان کی مشترک تہذیب کا نمونہ ہے جو صدیوں سے چلا آ رہا ہے۔ اگر کوئی اس کو ختم کرنے کی کوشش کرے گا تو

بھارت کا شیرازہ بکھر جائے گا ۔

او ما ۔ پہیلیاں مت بھجواؤ ۔ جاوید کو روکنا ہی چاہئے ۔

ٹھاکر ۔ یہ تجھ سے نہیں ہو سکتا ۔

او ما ۔ تو میں خود مرزا صاحب سے کہوں گی کہ لڑکے کو اپنے ساتھ

نہ لایا کریں ۔

ٹھاکر ۔ یہ کیا غضب کرتی ہو ! مرزا بڑا کھرا آدمی ہے ! پھر خاندانی

مصل ! کہیں جھگڑا نہ ہو جائے ۔

او ما ۔ جھگڑا ہو گا تو اور کیا ہو گا ۔ خود ہی گھر خالی کر کے چلے جائیں گے ۔

ٹھاکر ۔ تو یہاں تک سوچ چکی ہو تم !

او ما ۔ سوچنا ہی پڑتا ہے ۔

ٹھاکر ۔ تو گھر خالی کر دینا چاہتی ہو تم !

او ما ۔ بالکل ۔ کوئی ذات برادری کا نیا کرایہ دار آئے گا تو مجھے

شانٹی مل جائے گی ۔ پھر کرایہ میں بھی اضافہ ہو گا ۔ ابھی لوگ تین سو

روپے ماہوار دینے تیار ہیں ۔ لیکن مرزا صاحب تو ۲۰۰/- سے آگے

نہیں بڑھتے ۔

ٹھاکر ۔ تو ایسا کہو زیادہ کرایہ لینا چاہتی ہو !

او ما ۔ ہاں ایک تیر سے دو شکار کھیلنا چاہتی ہوں ۔

دوسرا منظر

مرزا - ٹھا کر صاحب ہیں -

اوما - ابھی کچھری سے لوٹے نہیں -

مرزا - تو چلتا ہوں -

اوما - بیٹھے چائے بن رہی ہے پی کر جائیے -

مرزا - ٹھا کر کے بغیر چائے کا مزہ نہیں آتا بھابی -

اوما - یہ لیجئے آگئی - لیجئے -

مرزا - کیا اوشا بیٹی نہیں ہے؟

اوما - ابھی کالج سے لوٹی نہیں -

(مرزا چائے کی چسکی لیتا ہے)

اوما - مرزا صاحب آپ سے کچھ عرض کرنا ہے -

مرزا - کہئے -

اوما - آپ اپنے ساتھ جاوید میاں کو نہ لائیے ہمارے یہاں !

مرزا - کیوں - ؟

اوما - ہماری برادری والے انگلیاں اٹھا رہے ہیں -

(مرزا پر عجیب سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے چائے کا کپ

رکھ دیتے ہیں)

مرزا - میں اپنے بچے کو منع تو نہیں کر سکتا۔ اتنا کر سکتا ہوں کہ میں خود آنا بند کر دوں گا۔ جب میں نہیں آؤں گا تو وہ بھی نہیں آئیگا۔ او ما۔ جیسی آپ کی مرضی۔

مرزا - مرضی کی کیا بات ہے۔ آپ کی عزت ہماری عزت ہے۔
 (ایک غمگین تاثر کے ساتھ مرزا رخصت ہو جاتے ہیں اور گھر لوٹتے ہیں۔)

بیگم - کیوں مرزا صاحب جلد ہی لوٹ آئے ہیں کیا ٹھا کر صاحب نہیں ملے!

مرزا - ٹھا کر صاحب تو نہیں ہیں لیکن ان کی دھرم پتنی سے ملاقات ہو گئی۔ آج اس نے برسوں کی محبت کا ملیا میٹ کر دیا۔

بیگم - کیوں - کیا کہا اس نے! تم اتنے رنجیدہ کیوں ہو۔!
 مرزا - بیگم میں ٹھا کر کو اپنے بھائی کی طرح سمجھتا ہوں لیکن ان کی بیوی نے ہمارے درمیان خلیج پیدا کر دی۔

بیگم - خلیج -! آخر کیا ہے وہ خلیج میں بھی تو سنوں۔

مرزا - کہتی ہے کہ میں اپنے ساتھ جاوید کو نہ لایا کروں! ان کی برادری میں انگلیاں اٹھ رہی ہیں۔

بیگم - ان کے رشتہ داروں میں بعض لوگ فرقہ پرست ہیں۔
 ان ہی کی لگائی ہوئی آگ ہے یہ - - - خیر - کیا جواب دیا تم نے!

مرزا - میں نے کہا کہ جب میں نہیں آؤں گا تو جاوید بھی نہیں آئیگا۔
 بیگم - ٹھیک کہا تم نے۔ اگر ایسا ہی شوق ہے تو ماموں جان کے
 ہاں چلے جا یا کرو۔ انہیں پنشن ہو گئی ہے اور بڑا شوق ہے شطرنج
 کا۔ !

مرزا - مجھے دوسرے محلے میں جا کر شطرنج کھیلنے کا ایسا شوق نہیں۔
 پڑوس میں شطرنج ہتی چلے جاتے تھے۔ دل بہل جاتا تھا۔

تیسرا منظر

بیگم - مرزا صاحب او ماد یوی آر ہی ہیں۔

مرزا - کہیں اور جا رہی ہوگی۔

بیگم - نہیں بالکل ادھر ہی کا رخ ہے۔

مرزا - تو آنے دو۔

بیگم - (آہستہ سے) یہ لیجئے آگئی۔

او ما - نمستے۔

مرزا - نمستے۔ نمستے۔ آئیے آئیے۔

بیگم - نمستے بہن جی بیٹھے۔

مرزا - کیسے نکل پڑیں ہمارے یہاں۔ !

او ما - کیا کروں ! اوٹا کی شادی ہے گئی ہے۔ ! خوشخبری

سنانے آئی ہوں ۔

بیگم ۔ بڑی خوشی ہوئی ۔ لڑکا کون ہے ! کیا کرتا ہے !

اوما ۔ لڑکا گریجویٹ ہے پولیس انسپکٹر ۔ / ۱۲۰۰ روپیہ

ماہوار تنخواہ ہے ۔ پھر اوپر کی آمدنی کا تو حساب ہی نہیں ۔

مرزا ۔ اللہ مبارک کرے کب بھڑھی ہے ۔ !

اوما ۔ بھڑھی کیا ہے ۔ بات چیت پکی ہو گئی ۔ پنڈت جی شجہ

تاریخ دیکھ رہے ہیں ۔ لیکن بھیا ہمیں گھر کی ضرورت ہے

ہمارے رشتہ دار آئیں گے تو کہاں بھڑیں گے ۔

مرزا ۔ تو گھر خالی کرنے کیلئے کہہ رہی ہیں ۔

اوما ۔ کیا کریں مجبور ہیں ۔

مرزا ۔ اچھا خالی کردوں گا ۔ لیکن آج مکانوں کی کتنی قلت ہے

یہ تو آپ جانتی ہی ہیں ۔ خیر کتنی مدت میں خالی کرنا پڑے گا !

اوما ۔ میں کیا کہوں آپ سے ! آپ خالی کریں گے تب ہی

بچی کی شادی ہوگی ۔

مرزا ۔ میں سمجھ گیا ۔ جتنا جلد ممکن ہو سکا خالی کردوں گا ۔

اوما ۔ تو بھیا چلتی ہوں ۔

مرزا ۔ اچھا ۔

(اوما دیوی چلی جاتی ہے)

بیگم ۔ بڑا زہر بھر گیا ہے اوما دیوی میں ۔ پہلے تو ایسی نہ تھیں ۔

مرزا۔ وہ مکان دار ہیں۔ ضرورت پڑنے پر اسے خالی کروانے کا حق ہے۔

بیگم۔ (خالی کرنے کی تکلیف محسوس کر کے)

اگر تم ایک ذاتی جھوٹا رکنہ لیتے تو !

مرزا۔ بیگم اب مت چھیڑو۔ دکھ بھری داستان کو۔

چوتھا منظر

(آٹو کی رفتار دھیمی ہوتی ہے اور موڑ مڑ جاتا ہے)

اوشا۔ (گھبرا کر) یہ آٹو کھڑا ہو رہا ہے !

آٹو ڈرائیور۔ یہیں آگے میرا گھر ہے۔ بچے بھوکے ہیں۔ گھر میں

پیسے دے لوں۔ ابھی لوٹ چلوں گا۔

اوشا۔ نہیں پلٹاؤ آٹو مجھے فوراً گھر پہنچنا ہے۔

آٹو ڈرائیور۔ گھر آگیا بی بی جی۔ ابھی پلٹاؤ۔

(آٹو کی رفتار دھیمی ہوتی ہے کہ دو طرف سے دو غنڈے

لیپ کر سوار ہو جاتے ہیں۔ اوشا کی چیخ نکل جاتی ہے)

ایک غنڈہ۔ گھبراؤ نہیں تم تمہارے دوست ہیں۔

دوسرا غنڈہ۔ یہ ڈرائیور تمہیں کہاں لے جا رہا ہے !

اوشا۔ میرا گھر تھپے کی طرف ہے یہ آگے لے جا رہا ہے۔ نہ جانے

کہاں! پلٹاؤ آؤ۔

ایک غنڈہ - ابے پلٹاؤ۔

دوسرا غنڈہ - ابے روک۔

لیکن آٹو اسی تیز رفتاری کے ساتھ چلا جا رہا ہے کہ اوش کی نظر دور سے آتے ہوئے ایک اسکوٹر پر پڑتی ہے جب اسکوٹر قریب سے گزرتا ہے تو بے اختیار چلا اٹھتی ہے (جاوید بھیا "غنڈے اس کا منہ پکڑ کے آواز روک دیتے ہیں اور اسکوٹر اسی رفتار سے آگے بڑھ جاتا ہے۔

جاوید - اوش کی آواز -! چلو پلٹیں۔

راج - چلو چلو شاید کوئی بھگالے جا رہا ہے۔

جاوید - ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

را اور اسکوٹر پلٹ کر آٹو کا تعاقب کرتا ہے اور چند منٹ میں آٹو کے قریب پہنچ جاتا ہے۔)

جاوید - ابے روک آٹو اور نہ ریو الوور سے ختم کر دوں گا۔

راج - روک آٹو اور نہ اسٹک سے تیرا سر پھوڑ دوں گا۔

ڈرائیور مارے ہیبت کے آٹو کی رفتار دھیمی کرتا ہے اور آٹو روک دیتا ہے)

ایک غنڈہ - (آٹو میں سے) ہم سے مقابلہ کرنے والے کو اپنی

جان دینا پڑتا ہے۔

جاوید - ہم تیار ہیں نکل باہر -

(دونوں غنڈے آٹو سے کود پڑتے ہیں۔ ایک غائب ہو جاتا ہے اور ایک غنڈہ جاوید پر حملہ آور ہوتا ہے کہ پیچھے سے اس کے سر پر اسٹک پڑتا ہے وہ چکر کر گر پڑتا ہے لیکن جاوید کی پشت پر چاقو کی ہلکی سی ضرب پڑتی ہے اور چاقو نیچے گر جاتا ہے جس کو راج اٹھا لیتا ہے۔ زخم سے خون بہنے لگتا ہے۔)
ادش - خون بہہ رہا ہے (آٹو سے کود پڑتی ہے اور اڑھنی بھاڑ کر زخم پر باندھ دیتی ہے)

راج - ابے اٹھ ایک ہی مار میں بے ہوش ہو گیا۔
(اسٹک سے ایک ٹھونس دیتا ہے لیکن کوئی آواز نہیں آتی)
راہرو - کیا ہے! کیا ہے! کیا ہوا!

(راستہ چلنے والے جمع ہو کر آٹو کو گھیر لیتے ہیں)
راج - بھائیو! یہ آٹو رکشہ والے کو اور اس غنڈے کو جو بظاہر بیہوش پڑا ہے گرفتار کر لو۔ اور ایک غنڈہ فرار ہو گیا ہے اس کو تلاش کرو یہ تینوں اس لڑکی کو بھگالے جا رہے تھے۔

ایک راہی - مار ڈالو سالوں کو۔ یہ شریف عورتوں پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔ شہر کی پرامن فضا کو گندہ کر رہے ہیں۔

راج - ہمیں قانون کو اپنے ہاتھوں میں لینے کی ضرورت نہیں کوئی پولیس کو فون کرو۔

جاوید۔ یہ لو فون نمبر۔ ٹھاکر صاحب سے کہنا کہ ان کی لڑکی اوشا خطرے میں ہے فوری یہاں پہنچ جائیں۔

راہی۔ بہتر۔

راج۔ جاوید تم فوری دوا خانہ چلے جاؤ۔ یہ کیا ساری پیٹھ بھیک گئی تمہاری خون سے۔

جاوید۔ اچھا چلا۔ ذرا اوشا کا بندوبست تو ہو جائے۔ ٹھاکر صاحب تو آجائیں۔

راج۔ ٹھاکر صاحب کے آنے پر میں ساری روئیدہ بیان کر دوں گا۔ ان غنڈوں کو پولیس میں پکڑا دوں گا۔ تم جاؤ یا ر۔

اوشا۔ جاوید بھیا۔ آپ چلے جاتیے۔ راج ہیں۔ اتنے سارے لوگ ہیں مجھے کوئی خطرہ نہیں۔

جاوید۔ ابھی چلا۔

وہی راہی۔ (دوا پس آکر) میں فون کر چکا ہوں پولیس آرہی ہے ٹھاکر صاحب بھی گھر پر مل گئے۔ فوری آرہے ہیں۔

راج۔ شکریہ مسٹر۔ جاوید اب تو اطمینان ہوا نا۔ تم دوا خانہ چلے جاؤ بھیا۔

جاوید۔ ٹھاکر صاحب کے آتے ہی میں دوا خانہ چلا جاؤں گا۔ آؤڈ رائیور۔ مجھے چھوڑ دو۔ میرا کوئی دوش نہیں۔ ان غنڈوں کی زبردستی سے میں جرم میں شریک ہوا ہوں۔

راج - ایک غنڈہ فراہ ہے اس کا نام وپتہ بتلا سکتے ہو :-
 آٹو ڈرائیور - نام تو اس وقت یاد نہیں البتہ اس کا پتہ مجھے معلوم
 ہے -

(راتنے میں ایک ٹکسی اُکھڑ رہی ہے ٹھا کر صاحب اترتے ہیں)
 ٹھا کر - (پریشانی کے عالم میں) کہاں ہے میری بیٹی اوشا - !
 راج - یہیں بازو ہے -

جاوید - چاچا - آداب عرض -
 ٹھا کر - ارے تم دونوں یہیں ہو - یہ کیا ہوا تم کو - تمہاری بیٹی
 تو خون سے لت پت ہے -

پولیس انسپکٹر - (موقع پر پہنچ کر) کیا ہوا! کیا واقعات ہیں!
 راج - انسپکٹر صاحب آپ وقت پر پہنچ گئے بہت اچھا ہوا
 انسپکٹر - ہاں تو سناؤ کیا واقعات ہیں!
 راج - اوشا تم ہی تفصیلی بیان دیدو -
 انسپکٹر - جمعدار بچوں کو بلاؤ -

جمعدار - بچے حاضر ہیں -
 ادشا - انسپکٹر صاحب - آج کالج میں پریکٹیکس تھے - مجھے
 دیر ہو گئی - ایک آٹو آیا تو میں اس میں بیٹھ کر
 انسپکٹر - کتنی دیر ہوئی -! کتنے بجے تم آٹو میں بیٹھیں!
 اوشا - شام ہو رہی تھی جب میں آٹو میں بیٹھی - سات بج رہا

تھے۔ راستہ سنسان تھا آٹو گھر کی طرف چلا رہا تھا کہ اچانک اگلی موٹر پر مڑ گیا۔ پھر دوسری ٹرننگ پر آٹو آہستہ ہوا کہ فوری اس میں دو غنڈے سوار ہو گئے! آٹو پھر تیز ہو گیا۔ انسپکٹر صاحب جاوید بھیا دیوتا سمان مخالف سمت سے اسکو ٹر پر آتے نظر آئے میں زور سے چلائی مگر غنڈوں نے دونوں طرف سے میرے منہ پر کو پکڑ لیا۔ چند منٹ میں جاوید بھیا پلٹ کر آ گئے۔ ان کے ڈرانے پر ڈرائیور نے آٹو روک دیا۔ ایک غنڈہ چاقو سے ان پر حملہ آور ہوا لیکن راج کی اسٹک نے انہیں بچا لیا۔ پھر بھی چاقو پیٹھ پر زخم پہنچاتے ہوئے نیچے گر گیا۔

راج۔ یہی ہے وہ چاقو۔

انسپکٹر۔ لاؤ میں ضبط کر لیتا ہوں۔ جاوید صاحب آپ کا بیان! جاوید۔ میں کیا بیان دوں۔ اوشا نے جو بیان دیا ہے بالکل صحیح ہے۔

انسپکٹر۔ آٹو ڈرائیور تم بیان دو۔

آٹو ڈرائیور۔ رانی صاحبہ نے جو بیان دیا ہے صحیح ہے۔

انسپکٹر۔ رکھو نسینی دیکھو! بے اٹھ کیا بے ہوش سا پڑا ہے۔ غنڈہ۔ دآنکھیں کھول کر! سرکار۔

انسپکٹر۔ بیان دے۔

غنڈہ۔ رانی صاحبہ نے جو بیان دیا ہے صحیح ہے۔

انسپکٹر۔ تو تم ہی نے (جاوید کی طرف اشارہ کر کے) ان پر حملہ کیا
چاقو سے !

غندہ۔ ہاں میں نے ہی کیا۔

انسپکٹر۔ پنجو سن لیا ہے نام تم نے !

پنج۔ ہاں سن لئے ہیں۔

انسپکٹر۔ جاوید صاحب آپ دو اخانہ چلے اپنے ساتھ ایک
جوان کو لیجائیے۔

جاوید۔ میں دو اخانہ چلا جاتا ہوں۔ لیکن آپ اس ڈرائیور کو اور
غندوں کو کیفر کردار تک پہنچائیے گا۔

انسپکٹر۔ آپ اطمینان رکھیں۔ میں مکمل کارروائی کروں گا ان کے
خلاف — جمعدار ملزمین کو گرفتار کر لو۔

جمعدار۔ ہم گرفتار کر چکے ہیں۔

انسپکٹر۔ گزرنے والی ٹکسی سے۔ ٹکسی ! رہاواز بلند ٹکسی ! ٹکسی !
ٹکسی رک جاتی ہے (جاوید صاحب بیٹھ جائے ٹکسی میں) جوان
(سے) ست نارائن تم بھی ساتھ چلے جاؤ۔ اور ڈاکٹر کو رپورٹ
کرو۔

جوان۔ اچھا صاحب۔

راج۔ چلو ! میں بھی اسکوٹر پر چلتا ہوں۔

انسپکٹر۔ ایک جوان آٹو چلائے۔ (جمعدار اور ایک جوان ملزمین کو

لیکراٹو میں بیٹھ جائیں اور پولیس اسٹیشن چلیں میں بھی پیچھے آ رہا
جوان ۔ اچھا صاحب ۔

(جمعدار اور جوان دونوں سلوٹ کرتے ہیں)

انسپکٹر ۔ (سلوٹ کا جواب دیکر) ٹھا کر صاحب میں نے کار
مکمل کر لی ۔ کل عدالت میں پیش کر کے مزید تحقیقات کیلئے
لوں گا ۔

ٹھا کر ۔ ٹھیک ہے ۔ اگر ضرورت پڑے تو ہمیں بھی بلا لینا ۔
انسپکٹر ۔ وہ تو بلاؤں گا ہی ۔ اب آپ اور اوشا دیوی جا
ہیں ۔ آپ شانت رہیں ۔ میں پوری پوری کارروائی کروں
ملزمین کے خلاف ۔

ٹھا کر ۔ کرنا ہی پڑے گا انسپکٹر صاحب ورنہ شریف لڑکیوں
لئے راستہ چلنا مشکل ہو جائے گا ۔

انسپکٹر ۔ بالکل بالکل مجھے احساس ہے ۔

(آٹو کے چلنے کی آواز ٹکسی کے جانے کی آواز)

اوشا ۔ (راستے میں) بابا اگر ہم پہلے دواخانہ چلیں تو!

ٹھا کر ۔ نہیں — ہم پہلے گھر جائیں گے ۔ وہاں سے مرزا
ان کی بیوی کو لیکر دواخانہ چلیں گے ۔

اوشا ۔ ٹھیک ہے ۔

(ٹکسی تیز روانہ ہوتی ہے اور گھر پہنچ کر رک جاتی ہے)

ٹھا کر۔ اوشا تم اپنی ماں کو لیکر یہیں بیٹھو میں مرزا کو لیکر آتا ہوں۔
اوشا۔ اچھا بابا۔

(ٹیکسی رینگ کر مرزا کے گھر پر رک جاتی ہے)
ٹھا کر۔ مرزا نکلو باہر۔

(مرزا باہر نکلتے ہیں)

مرزا۔ اماں کار سے تو اترو۔

ٹھا کر۔ اب کار سے اترنے کا وقت نہیں ہے جلد بھابی کو ساتھ
لو۔ گھر کو تالا لگاؤ۔ اور بیٹھ جاؤ موٹر میں۔

مرزا۔ آخر کہاں چلنا ہے بھی کچھ تو کہو کیوں گرفتار کر کے لے جا رہے
ہو ہمیں۔

ٹھا کر۔ اب بات کرنے کا وقت نہیں ہے چلو جلدی بیٹھ جاؤ موٹر
میں۔

مرزا۔ چلو بیگم جلدی سے آ جاؤ ٹھا کر کے ساتھ چلنا ہے۔

بیگم۔ (موٹر میں بیٹھ کر) آخر کہاں لے جا رہے ہیں ٹھا کر۔ !
خیر چلیے ٹیکسی کا دروازہ بند کرتی ہے اور ٹیکسی مڑ جاتی ہے اور

اوشا کے گھر پر لگ جاتی ہے)

ٹھا کر۔ اوشا تم میرے بازو بیٹھ جاؤ اور اوشا تم پیچھے بیٹھ جاؤ۔
اوشا۔ بیٹھ گئی۔

(ٹیکسی کے دروازے بند ہوتے ہیں ٹیکسی روانہ ہوتی اور دواخانہ

پہنچ کر رک جاتی ہے ۔

مرزا ۔ (حیرت سے) دواخانہ ۔

بیگم ۔ دواخانہ — !

ٹھاکر ۔ ہاں ۔ ہاں دواخانہ گھبراؤ نہیں ۔ میرے ایک عزیز دیکھنا ہے ۔

(سب موڑ سے اتر پڑتے ہیں)

ٹھاکر ۔ اچھا تم لوگ یہیں بھیرو ۔ میں ابھی دریافت کر کے آ ہوں (چلا جاتا ہے)

مرزا ۔ بھئی عجیب آدمی ہے ۔ خواہ مخواہ کے ہیں پریشان کر رہے ہے ۔

بیگم ۔ اس طرح ہمیں لائے ہیں کہ ہمیں شبہ ہوتا ہے کہ کہیں ہمسما کوئی عزیز بیمار تو نہیں ہے ! او ما جی کم از کم آپ ہی بتلائیے کچھ او ما ۔ میں بھی حیرت میں ہوں کہ آخر ماجرا کیا ہے ؟ ۔

ٹھاکر ۔ (رواپس آکر) چلو دریافت کر لیا ۔

مرزا ۔ کیا دریافت کر لئے کچھ تو کہو !

ٹھاکر ۔ کہنے کا وقت نہیں ہے چند ہی منٹ میں آنکھوں سے

دیکھ لو ۔ اب چلو میرے ساتھ (سب لوگ چلنے لگتے ہیں)

ٹھاکر ۔ (ایک بڈ کے پاس پہنچ کر) جاوید بیٹے ۔ اٹھو مت

اٹھو مت —

بیگم - (جاوید کے پاس لیکنی ہے) جاوید میرے جگر کے ٹکڑے
کیا ہوا تجھے - بازو بیٹھکر سہلاتی ہے -

جاوید - کچھ نہیں امی ذرا سا ہلکا زخم لگا ہے -
مرزا - آخر کیسے ہوا بیٹے زخم - یہیں تو کچھ پتہ نہیں -

جاوید - ابا - اکیڈنٹ - !

بیگم - آخر کیسے ہوا اکیڈنٹ کچھ تو بتاؤ - !

اوشا - چاچی میں بتلاتی ہوں - شام ہو چکی تھی میں آٹو میں گھر
چلی جا رہی تھی کہ آٹو آہستہ ہوا اس میں دو غنڈے سوار ہوئے
وہ مجھے بھگالے جا رہے تھے کہ مخالف سمت سے جاوید بھیا
اسکو ٹرپر آتے نظر آئے میں چلائی وہ پلٹ کر آئے - آٹو کو روایا -
ایک غنڈہ ان پر چاقو سے حملہ آور ہوا لیکن راج کی اسٹک نے اس
کے حملے کو کمزور کر دیا - اس کا چاقو جاوید بھیا کی پیٹھ پر زخم پہنچا
ہوئے نیچے گر گیا - بس یہی واقعہ ہے -

ٹھاکر - مرزا میں جاوید کے احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتا - اس
نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر ہماری عزت بچائی -

مرزا - اس میں احسان کی کیا بات ہے اس نے اپنا فرض ادا
کیا ہے ٹھاکر -

جاوید - ہاں چاچا - اگر اوشا کی بجائے کوئی اور لڑکی بھی ہوتی
تو میں اپنا فرض ادا کرتا -

مرزا - شاہنشاہ میرا سینہ خوشی سے پھول گیا ہے ۔
 ٹھاکر - جاوید ڈاکٹر نے معائنہ کے بعد کیا رپورٹ لکھی !
 جاوید - ڈاکٹر نے کہا ہے کہ زخم گہرا نہیں ہے تین چار روز میں
 تجھے خارج کر دیں گے ۔

بیگم - اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے ۔

ٹھاکر - چلو مرزا اب چلتے ہیں ۔

مرزا - آپ چلئے میں اور بیگم کچھ دیر اس کے پاس بیٹھ کر آتے
 ہیں ۔

ٹھاکر - ہاں - ہاں ٹھیکرو - بچے کو تسلی دو - ہم چلتے ہیں ۔
 مرزا - اچھا !

رٹھاکر اوما اور اوشا واپس ہوتے ہیں ۔ قدموں کی چاپ
 اوشا - ماں - جاوید بھیانک بہت بڑا احسان کیا ہے مجھ پر
 ورنہ میرا آج کیا حشر ہوتا میں بیان نہیں کر سکتی ۔ مجھے خود کشی
 کر لینا پڑتا ۔

ٹھاکر - ہاں بیٹا - جاوید کے احسان کا بدلہ ہم چکا ہی نہیں
 سکتے ۔ مالک نے بچا لیا نہیں ۔

(ٹیکسی میں بیٹھ کر گھر روانہ ہو جاتے ہیں)

پانچواں منظر

(مرزا کے گھر کے سامنے لاری کھڑی ہے اور ایک ایک سامان اس میں رکھنے کی آواز آرہی ہے)

اوشا۔ (کھڑکی میں سے دیکھ کر) بابا۔ ادھر آئیے۔ مرزا چاچا مکان خالی کر رہے ہیں۔ لاری گھر کے سامنے کھڑی ہے اور لاری میں سامان بھرا جا رہا ہے۔

کھا کر۔ (دیکھ کر) واقعی مرزا مکان خالی کر رہا ہے! او ما۔ ادھر آؤ! دیکھو تمہاری مراد پوری ہو رہی ہے۔ اب گھر کے دیئے جلاؤ۔ (او مالپک کر آتی ہے)

او ما۔ سوامی۔ کیا آدمی سے غلطی نہیں ہو سکتی۔ روکنا چاہئے ان کو۔

کھا کر۔ پھر جاؤ روکو۔

او ما۔ تم بھی آؤ نا۔

کھا کر۔ تم تو چلو۔ میں بھی آرہا ہوں۔

او ما۔ (آگے بڑھتی ہے)

مرزا۔ ہاں بہن جی۔ اب لوگوں کی انگلیاں نہیں اٹھیں گی آپ کی لڑکی پر۔

اوما - اب انگلیاں اٹھنی بند ہو گئی ہیں - مکان خالی کرنے کی ضرورت نہیں -

مرزا - اب لاری آچکی ہے - سارا سامان بھرا جا رہا ہے - اب ہمیں جانے ہی دیجئے -

ٹھاکر - روک دو - ہم اتار لیں گے سامان -

مرزا - بڑی مشکل سے مکان ملا ہے یا آپ ہمیں جانے دو
(جاوید لاکر پھر کوئی چیز لاری میں رکھتا ہے)

ٹھاکر - وہ وعدہ بھول گئے کہ ہم جیتے جی کبھی جدا نہیں ہوں گے
اب دغا دے رہے ہو!

مرزا - دغا کی بات نہیں ٹھاکر! ہم گھر خالی نہیں کریں گے تو اد
کی شادی کہاں ہوگی! مہمان کہاں پھیریں گے -!

ٹھاکر - کب ہے شادی اور کہاں ہیں مہمان!

مرزا - بھابی کہتے نا ٹھاکر سے - خاموش کیوں ہو گئیں!

ٹھاکر - وہ کیا کہیں گی - انہیں تو سانپ سونگ گیا ہے - بات

یہ ہے کہ موہن جو پیام لگا رہا تھا وہ لڑکا نہایت واہمیاں نکلا

مرزا - ایسا کیا؟

ٹھاکر - ہاں میرے ایک دوست رہتے ہیں نظام آباد میں شہ

ایڈوکیٹ - میرے دریافت کرنے پر انہوں نے لکھا کہ لڑکا جوار

ہے - شرابی ہے - عیاشی کرتا ہے - اس کو لڑکی دینے سے بہت

ہے کہ لڑکی کو کنویں میں جھونک دو۔ بس بات چیت ٹوٹ گئی۔
 مرزا۔ خیر آج شادی رک گئی تو کیا ہوگا۔ کل تو ہوگی۔ اس وقت کہاں
 جائیں گے ہم! بڑی دوڑ دھوپ کے بعد مکان ملا ہے۔ اب چلے ہی
 جانے دو یا رتا کہ بھابی کے دل کو سکون مل جائے۔
 بھا کر۔ تم اس وقت کی فکر مت کرو۔ اس وقت شادی خانہ لے لیں
 گے کرایہ پر۔

اوما۔ بھیا میں معافی چاہتی ہوں آپ سے مجھے شما کر دیجئے۔ اب
 آپ کو مکان خالی کرنے کی ضرورت نہیں۔

جاوید۔ چاچی۔ جب ہماری طرف سے آپ پر انگلیاں اٹھ رہی ہیں
 تو ہمیں چلے جانے ہی دیجئے۔ ہم جیسے خراب لوگوں سے محلہ گندہ
 ہوتا ہے۔

اوما۔ مجھے معاف کر دو بیٹے۔ میں الفاظ واپس لیتی ہوں۔ دراصل
 موہن نے میرا دماغ خراب کر دیا تھا۔

بیگم۔ اوما جی۔ پھر دوبارہ آکر دماغ خراب کر سکتا ہے موہن۔
 بھا کر۔ اب نہیں آئے گا موہن ہمارے یہاں۔ میں نے اس کا آنا
 جانا بند کر دیا ہے۔

ایک محلہ دار۔ ہاں بھیا۔ آپ نہیں جاسکتے اتاریئے سامان۔
 دوسرا محلہ دار۔ بھئیو چلو آؤ۔ سب مل کر سامان اتار دیں گے۔
 (لوگ آ موجود ہوتے ہیں) چلو چلو ہم اتار دیں گے سامان۔

اور لوگ آکر سامان اتارنے لگتے ہیں اور چند منٹ میں لار خالی ہو جاتی ہے۔

ٹھا کر۔ چلو مرزا آج شطرنج کھیلیں گے تاکہ سکون ملے۔

مرزا۔ چلو۔

ٹھا کر۔ جاوید چلو تم بھی آ جاؤ میٹ۔

جاوید۔ نہیں چا چا میری کیا ضرورت ہے آپ دونوں ٹھیک

ٹھا کر۔ نہیں تمہارے بغیر کھیل کا لطف نہیں آتا چلو۔

جاوید۔ اچھا۔ چلتا ہوں۔

رٹھا کر مرزا اور جاوید بیٹھک میں پہنچتے ہیں کہ ٹھا کر آواز د

ہے ”اوشا“۔

اوشا۔ (اندر سے) ابھی آئی بابا۔

رجاوید بساط پر مہرے جماتا ہے کہ اوشا داخل ہوتی ہے جس

ہاتھ میں ایک تھالی ہے جو سرپوش سے ڈھکی ہوئی ہے۔

ٹھا کر۔ یہ تھالی میں کیا ہے !

اوشا۔ ابھی بتلاتی ہوں۔ جاوید بھیا ذرا ہاتھ تو بڑھا۔

رٹھالی میں سے راکھی نکالتی ہے جاوید ہاتھ بڑھا تا ہے

پراورٹھنی اور دھکر جاوید کے ہاتھ پر راکھی باندھ دیتی ہے

”میرے بھیا جگ جگ جیتیں“

جاوید۔ یہ بھالی کی طرف سے

رجیب سے ۵۰/- کی اور ایک کی نوٹ نکال کر حقالی پر رکھ دیتا

۱۰۔

ٹھاکر - جاوید اس کی کیا ضرورت تھی !

جاوید - میں اپنی خوشی سے رکھ رہا ہوں کیا آپ کو کوئی اعتراض ہے۔
ٹھاکر - بھئی بھائی بہن کا معاملہ ہے - ہم کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

(پر دہ گرتا ہے)

شیشے کا گھر

ملازم سرکار	شہاب :-
شہاب کی بیوی	سلطانہ :-
شہاب کا لڑکا	راشد :-
شہاب کا لڑکا	شاہد :-
شہاب کا دوست	انور :-
سلطانہ کی ماں	مان :-
{ مختصر ترین کردار	ممتاز - ریحانہ
	کریمین

رہاب دروازے پر تین ہارنگ بجاتا ہے کوئی آواز ہی نہیں آتی۔ ڈھکیلنے پر دروازہ کھل جاتا ہے (شہاب - مکان میں داخل ہو کر) ارے! سب لوگ ابھی تک سو رہے ہیں! نوبح گئے کوئی اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ راشد شاید بیگم سب نیند میں مست ہیں۔

سلطانہ - میں ہوشیار پڑی ہوں - کیا کروں ! مجھ سے اٹھا نہیں جا رہا ہے - ہاتھ پیر پیر کھینچ رہے ہیں - منہ کا مزہ کڑوا ہے اور سر میں ہلکا درد ہے -

شہاب - رات میں نیند نہیں آئی کیا !

سلطانہ - کہاں کی نیند ! تمام رات اعضا شکنی ہوتی رہی اور کروٹیں بدلنے میں رات کٹ گئی - میں سمجھتی ہوں مجھے قلو ہو گیا ہے -

شہاب - قلو — !

سلطانہ - ہاں قلو -

شہاب - تو پھر اٹھو - منہ ہاتھ دھو لو اور ڈاکٹر کے پاس ہو آؤ -
سلطانہ - ڈاکٹر کے پاس تو میں جاؤں گی ہی لیکن تم لوگوں کے ناشتے کا انتظام !

شہاب - تم ہماری فکر کیوں کرتی ہو ! ہم لوگ

سلطانہ - ہوٹل سے — ہوٹل سے منگوائیں گے کیوں !

شہاب - ہوٹل سے نہیں منوائیں گے تو پھر کیا کریں گے - !

سلطانہ - پہلے ہی مہنگائی قیامت کی ہے اگر ہوٹل سے کھاتے رہیں گے تو ہماری زندگی کا خدا ہی حافظ ہے -

شہاب - اچھا بھئی اب زیادہ گرم مت ہو - پہلے ہی تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں اور بگڑ جائے گی میں قطعاً وعدہ کرتا ہوں کہ میں اور نیچے جلد ہی پکوان سمیٹھ جائیں گے لیکن اب ہلکا پھلکا

ناشتہ تو منگوانے کی اجازت دو
سلطانہ :- منگوالو ۔

شہاب :- اٹھو جاگیر دارو ۔ اٹھو ۔

راشد :- (آنکھیں ملے ہوئے) آج چھٹی تھی آنکھ لگ گئی تھی آیا ۔

شہاب :- خیر کوئی بات نہیں اٹھو ۔

راشد :- شاہد اٹھو ۔ (شاید آنکھیں ملے ہوئے اٹھتا ہے) ۔

شہاب :- راشد تم لپک کر دودھ لے آؤ ۔

راشد :- ابھی لے آیا ۔

شہاب :- شاہد تم کریم کو پکڑ کے لے آؤ ۔

شاہد :- ابھی گردن پکڑ کے لے آتا ہوں ۔ دچلا جاتا ہے ۔

شہاب :- اپنے آپ سے چھٹی کے دن ساری دنیا عیش کرتی ہے

لیکن میں آج بھی سکون نصیب نہیں ۔ آج ہی ہماری بیگم بیمار ہو گئیں ۔

سلطانہ :- تو اچھا ہی ہونا ۔ اگر کل بیمار ہو گئی ہوتی تو تم دفتر سے

اور سچے اسکول سے غائب رہتے ۔

شہاب :- سچ ہے میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم نے ہمیں

دفتر اور اسکول سے غائب رہنے سے بچا لیا ۔ لیکن

سلطانہ :- رک کیوں گئے صاف صاف کہو ۔

شہاب :- کیا صاف صاف کہوں ! سکون میں ذرا سا بھی خلل

رنگ میں بھنگ پڑنے کے برابر ہوتا ہے ۔ سمجھیں !

سلطانہ :- تو کیا میں بیماری بھی اپنے ہاتھ سے لائی ہوں !
 شہاب :- میں کب کہتا ہوں ۔ خیر تم اپنی بحث کو ہمیں ختم کرو ۔ ورنہ بات
 کا بنگلہ بن جائے گا ۔ اور منہ ہاتھ دھو کر ڈاکٹر کے پاس ہو آؤ ۔
 سلطانہ :- (اٹھتے ہوئے) اف اب تو اٹھا بھی نہیں جا رہا ہے ذرا
 کوئی دیکھ ۔

شہاب :- (آن کر) اچھا میں پکڑ لیتا ہوں چلو اٹھو ۔
 سلطانہ :- (کیلتے ہوئے) آ ۔ آ ۔
 اٹھ گئی ۔ ذرا مجھے ہاتھ روم تک
 شہاب :- ہاں ۔ ہاں چلو ۔ میں پکڑا ہی ہوا تو ہوں ۔ ہاں چلے چلو ۔
 اب چلے جاؤ ہاتھ روم کے اندر ۔
 سلطانہ :- صابن اور ٹوٹھ پیسٹ !
 شہاب :- (لا کر) یہ لو !

راشد :- ابا خاں صاحب کے پاس دودھ ہو گیا ۔
 شہاب :- (رخفا ہو کر) نواب کب تک تمہارا انتظار کرے گا دودھ !
 شاہد :- ابا کریم گھر پر نہیں ہے اپنی خالہ کو دیکھنے گئی ہے ۔
 شہاب :- اس کام چور کو خالہ بھی آج ہی یاد آئی ! شاید تم بستر
 اٹھاؤ اور دالان میں جھاڑو لگاؤ ۔

شاہد :- (صورت بسور کر) ابا کیا عورتوں کا کام بھی ہم کریں !
 شہاب :- ہاں بیٹا کرنا ہی پڑے گا ۔ آج کی دنیا میں عورت مرد

کے کام میں کوئی فرق نہیں۔

شہاب :- جی ۔

شہاب :- صورت کیا دیکھ رہے ہو ! اٹھاؤ بستر !

شہاب :- (دبی آواز میں) اچھا ۔

شہاب :- راشد تم نل کے پاس بیٹھ کر برتن صاف کر دو۔

راشد :- جی ۔ برتن ۔

شہاب :- ہاں بیٹا برتن ۔ صابن اورو کپڑا لیکر اچھی طرح صاف

راشد :- (دبی آواز میں) کاش یہیں کوئی بہن ہوتی ۔

شہاب :- آئندہ ہو جائے گی ۔ اب تو کام کر دو۔

سلطانہ :- (بائقہ روم سے نکل کر) میں منہ دھولی ہوں ذرا مجھے

والان تک ۔۔۔۔

شہاب :- ہا ہا ہا خادم تیار ہے چلو ۔

سلطانہ :- (کیلتی ہوئی چلتی ہے) آ ۔ آ ۔

شہاب :- چلو چلو ۔ بیٹھ جاؤ صوفہ پر ۔

(بیٹھ جاتی ہے)

شہاب :- یہ لو تو الیہ ۔ منہ ہاتھ پوچھو ۔

سلطانہ :- (پوچھ کر) پوچھ لی ۔

شہاب :- چلو اٹھو ۔ کمرے میں جا کر کپڑے بدل لو

سلطانہ :- اٹھ رہی ہوں (کیلتی ہے)

شہاب :- چلو میں پکڑ لیتا ہوں ۔ ہاں چلو ۔

چلو جاؤ اندر ۔ راشد بازو کی ہوٹل سے کوئی ہلکا پھلکا ناشتہ اور چارکپ چائے لے آؤ یہ لودس کی نوٹ ۔

راشد :- ابھی لایا آتا ۔

شہاب :- شاہد فوری پلیٹس اور کٹورے کچن روم میں لاکر ڈانٹک ٹیبل پر رکھ دو ۔

شاہد :- اچھا ۔

(پلیٹس اور کٹورے ٹیبل پر رکھنے کی آواز)

سلطانہ :- (مریض کی آواز میں) میں کپڑے بدل لی ہوں ذرا کوئی صوفہ سٹ تک ۔۔۔۔۔۔

شہاب :- ہاں ہاں چلو خادم تیار ہے ۔

(سلطانہ کیلٹی ہوئی چلتی ہے اور صوفہ پر بیٹھ جاتی ہے)

سلطانہ :- (مریض کی آواز میں) مجھے ہلکا سا ناشتہ اور چائے منگوا دو ۔

شہاب :- کوئی دم میں آجائے گا ۔ ذرا صبر تو کرو ۔ یہ لو آگیا ناشتہ ۔

راشد :- اب اتارے بن ڈبل روٹی ٹمکھن اور تھرماس میں چارکپ چائے ۔

شہاب :- ٹھیک ہے ۔ سلطانہ تم ناشتہ کر لو پہلے ۔

سلطانہ :- (مریض کی آواز میں) کر لیتی ہوں - کیا بچ رہا ہے - !
شہاب :- گیارہ بج رہے ہیں -

سلطانہ :- (مریض کی آواز میں) گیارہ - ! اب کون ڈاکٹر
ملے گا - آج شب میں تو سارے ڈاکٹر چھٹی مناتے ہیں -

شہاب :- پھر !

سلطانہ :- (فیصلہ کن لہجے میں) پریشاں کیوں ہوتے ہو! میں اماں
کے پاس چلی جاؤں گی اور ممتاز سے تشخیص کروا کر دوا لے آؤں
گی - آخر بھائی ڈاکٹر بنا ہے تو کسی دن تو کام آئے -

شہاب ہنسٹھیک ہے چلی جاؤ - لیکن مہدی پٹنم جانا پڑیگا تم کو -
سلطانہ :- (مریض کی آواز میں) تو کیا ہو! مہدی پٹنم کو نسی دور
ہے! آٹو میں آدھے گھنٹے کے اندر پہنچ جاؤں گی -

شہاب :- اچھا بھئی جاؤ لیکن شام تک لوٹ آؤ -

سلطانہ :- شام تک تو آہی جاؤں گی - لیکن شاہد میرے
ساتھ چلے گا -

شہاب :- ہاں بھئی لے جاؤ شاہد کو - کیا میں بیوقوف ہوں؟
بیمار عورت کو تنہا بھیجوں گا -

سلطانہ :- (مریض کی آواز میں) تم پریشان مت ہونا - بچوں
ساتھ لے کر ناشتہ کر لو -

شہاب :- آؤ بچو ناشتہ کر لیں -

بچے :- ہم آگئے ۔

شہاب :- چلو شروع کرو ۔

بچے :- اچھا ۔

سلطانہ :- میں چائے پی لیتی ہوں ۔

(چائے کپ میں ڈال کر چسکی لیتی ہے)

راشد :- امی چلی جائیں گی تو پھر گھر سونا سونا لگے گا ابا !

سلطانہ :- (غصے سے) خاموش ! میں کتنے دنوں کیلئے جا رہی ہوں ۔

شام میں پھر یہیں رہوں گی ۔

شہاب :- چلو چلو ! اب چائے کیا تمہاری امی کا جام صحت پئیں ۔

(دو دنوں بچے اور باپ کپس ٹکر کر چائے کا گھونٹ لیتے ہیں)

شہاب :- مجھے تو ہوٹل کی چائے ذرا پسند نہیں ۔ بے مزہ چائے ۔

راشد :- مجھے بھی پسند نہیں آتی ۔

شاہد :- مجھے بھی ۔

سلطانہ :- (مریض کی آواز میں) لیکن کوئی چائے نہیں بنائے گا ۔

ایسا اعتراض کرنا مجھے بھی آتا ہے ۔ بیچارہ ری رسیہ یاد آگئی ۔ جب

ہم سہیلیاں اس سے ملنے جاتی ہیں تو ہم سب اس سے بات چیت

میں محو ہو جاتی ہیں اور اس کے میاں چائے بنا کر بھیجتے ہیں ۔ کیا

لذیذ چائے ۔

شہاب :- اچھا بابا کیوں اتنے طعنے دیتی ہو ۔ ہم بھی جلد ہی

پکوان سیکھ لیں گے ۔

سلطانہ :- (مریض کی آواز میں) بس ۔ اچھا تمہارا یہ وعدہ بھی دیکھیں گے ۔ چلو شاہد جلد آٹو لے آؤ۔

شاہد :- اچھا ۔ امی آگیا آٹو گھر کے سامنے ہی مل گیا ۔

سلطانہ :- اچھا ۔ (کیلتی ہوئی اٹھتی ہے) آ ۔ آ ۔

شہاب :- چلو ۔ چلو ۔ میں پکڑ لیتا ہوں تم کو ۔ بیٹھ جاؤ آٹو میں

سلطانہ :- بیٹھ گئی ۔ میرا ہینڈ بیگ ۔۔۔۔

شہاب :- یہ لو ۔

سلطانہ :- شاہد بیٹھ جاؤ ۔

شاہد :- بیٹھ گیا میں بھی ۔

سلطانہ :- خدا حافظ ۔

شہاب :- خدا حافظ ۔

(آٹو اسٹارٹ ہو جاتا ہے)

(سلطانہ اور شاہد مکان میں داخل ہوتے ہیں)

سلطانہ :- امی آپ آگئیں لیکن یہ کیا ! شاہد پکڑ کر لارہا ہے ۔

(سلطانہ اور شاہد مکان میں داخل ہوتے ہیں)

ماں :- کیا ہوا سلطانہ ! کیا بیمار ہو گئیں !

سلطانہ :- (مریض کی آواز میں) ہاں اماں رات سے اعض

شکنی ہو رہی ہے وہاں کوئی ڈاکٹر نہیں ملا اس لئے چلی آئی ۔

ماں :- اچھا کیا بیٹی - ممتاز ڈیسپنسری میں موجود ہے - ابھی دیکھ لے گا تم کو - ریحانہ ذرا لپک کر ممتاز کو تو بلا لاؤ۔

ریحانہ :- اچھا - !

ماں :- سلطانہ میں تمہارا ہاتھ پکڑ لیتی ہوں - ہاں چلو - چلو لیٹ جاؤ اس پلنگ پر بس - میں پٹکھا جھول دیتی ہوں - تمہارے میاں اور بچے تو خیریت سے ہیں - ؟

سلطانہ :- (دبی آواز میں) خیریت سے ہیں -

ماں :- اللہ کا شکر ہے -

ممتاز :- آدھ آپ آیا - کیا طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ کی - سلطانہ :- میں کیا کہوں - تم خود دیکھ لو ممتاز -

ممتاز :- اچھا (اسٹھ اسکوپ سلطانہ کے سینے پر رکھتا ہے)

ذرا زور زور سے سانس لو - ہاں ٹھیک ہے - ٹھیک ہے -

اب ذرا پلٹو - ہاں - ہاں ٹھیک ہے - زبان بتاؤ - ذرا اور

آگے کرو - دیکھ لیا - اب ذرا آنکھیں دیکھو ! - دیکھ لیا -

ذرا ہاتھ دیکھو - دیکھ لیا -

ممتاز :- (مسکرا کر) آپ نے ڈاکٹر کے گھر میں قدم رکھا اور

ساری بیماریاں بھاگ گئیں -

سلطانہ :- (مسکرا کر) میں بیمار ہی کب تھی یہ تو بیماری کا ڈھونگ

کھتا -

ممتاز :- اچھا۔! (رقبتہ لگاتا ہے)

ریحانہ :- آپا اتنا بڑا جھوٹ !

سلطانہ :- بالکل ۔

ممتاز :- آخر کیوں ! کس لئے !

سلطانہ :- (رقبتہ لگا کر) اماں کے گھر آنے کیلئے ۔ تم سب سے ملنے کیلئے ۔

ممتاز :- تب تو ٹھیک ہے آپا میں چلا ۔ ڈسپنسری میں اور مریض ہیں ۔ انہیں دیکھ لوں ۔

سلطانہ :- جاؤ (اماں سے) اماں میں رات بھر سوئی نہیں ۔
ٹمکن کی باندھے شہاب صاحب کا انتظار کرتی رہی یہاں تک کہ موڈ
نے اذان دی ۔ وہ نہیں آئے مجھے بید کوفت ہوئی ۔ میں نے دل
ہی دل میں پلان بنایا اور ان کے آنے کے بعد ٹمکن کی اور
چلی آئی ۔

ریحانہ :- آپا آپ کی ایکٹنگ کا جواب نہیں ہم سب آپ کو
بیمار سمجھ رہے تھے ۔

سلطانہ :- عورت جب کوئی بات ٹھان لیتی ہے تو اس کا انجام
دینا کوئی مشکل بات نہیں ہے ۔

ماں :- خیر بہت اچھا کیا ورنہ آج کل کے مرد تو عورت کو غلام
سمجھ بیٹھے ہیں پھر حد درجے کے طوطا چشم ۔

سلطانہ :- میں خوشی سے نہیں ۔ مجبوری سے ایسا کی ہوں ۔
 ماں :- بہت اچھا کیا بیٹی ۔ اب پچھتاؤ مت ۔ ہنسو بولو ۔ بھائی
 بہنوں سے ملو ۔ خوش رہو ۔ کوئی پتھر دیکھو ۔
 شاہد :- ہاں ہاں امی ۔ آج میٹنی شو دیکھیں گے ۔
 ریحانہ :- ہاں ہاں آپا آج ضرور دیکھیں گے ۔ امی مجھے تنہا کہیں
 جانے ہی نہیں دیتیں ۔
 سلطانہ :- اچھا بھی چلو بناؤ پروگرام ۔ آ ۔ م ۔ فی الحال تو
 میں سو جاتی ہوں ۔ (جہائی لیتی ہے) آ ۔ م ۔

دوسرا منظر

(دروازہ پر کھٹکا ہوتا ہے ۔ راشد ڈرائنگ روم کا دروازہ
 کھولتا ہے)
 راشد :- آداب عرض چاچا ۔
 انور :- آداب بیٹے ۔ کیا شہاب ہیں گھر میں !
 راشد :- آپ بیٹھے ہیں ابھی مطلع کرتا ہوں ۔
 انور :- اچھا ۔
 راشد :- (گھر میں داخل ہو کر) ابا آپ کے دوست انور صاحب
 آئے ہیں ۔

شہاب :- انور - او یاد آیا -

راشد :- کیا یاد آیا آبا - یہ آپ سوخ میں کیوں پڑ گئے -

شہاب :- بیٹا میں انور کو لہج پر مدعو کیا تھا لیکن تمہاری مار بیمار می میں بھول ہی گیا -

راشد :- لہج پر - !

شہاب :- ہاں -

راشد :- اب تو ایک بج رہا ہے کیسے بندوبست ہوگا آبا -

شہاب :- (سوخ کر) تم ایسا کرو میری اسکوٹر پر مدینہ ہوٹل پہ جاؤ - دونوں ٹفن کیریر میں تین پلیٹ بریانی - مشن - چکن اور میٹھا لے آؤ -

راشد :- اچھا -

شہاب :- یہ لوسو کی نوٹ - بس آدھے گھنٹے کے اندر آجانا - تب تک میں انور کا دل بہلاتا ہوں -

راشد :- اچھا -

شہاب :- (دروازہ کھول کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوتا ہے)

شہاب :- السلام علیکم -

انور :- وعلیکم السلام

شہاب :- میں تمہارا انتظار ہی کر رہا تھا انور -

انور :- میں تو وقت پر آ گیا ہوں -

شہاب :- چلو اچھا ہوا ۔ بتاؤ بھابی اور بچے تو خیریت سے ہیں ۔
 انور :- (کھینچ کھینچ کر) ہاں تمہاری بھابی تو غیر مطمئن و نگہ گذار
 رہی ہیں اور مستقبل کی فکر میں غلطان ہے ۔

شہاب :- بھی کہاں کا مستقبل ! کھائیں پیئیں خوش رہیں ۔ اپنا
 تو یہی اصول ہے ۔

انور :- میرا بھی مگر تمہاری بھابی مانتی ہی نہیں ۔ ہمیشہ اپنا اور
 بچوں کا دکھڑا لے بیٹھتی ہیں ۔
 شہاب :- آخر کیا کہتی ہیں ؟

انور :- وہی اپنی محرومیوں کا شکوہ کرتی ہیں ۔

شہاب :- سنسی مذاق سے ٹال دیا کرو ۔ ورنہ عورت ذات سے
 کون جیت سکتا ہے ۔! بڑی کائیاں ہوتی ہے ۔

انور :- بھئی ہمیں دھوکا دیکر دنیا میں لانے والی یہی عورت ذات
 تو تھکتی ۔ ورنہ ہم نہ دنیا میں آتے نہ اس کی الجھنوں میں گرفتار
 ہوتے ۔

شہاب :- واقعی بڑے سکون سے جنت میں رہتے کبھی توروں
 سے دل بہلاتے کبھی غلمان سے ۔

(اندر ونی دروازے پر کھٹکا ہوتا ہے ۔ شہاب لوٹتا ہے)

راشد :- ابالالیا ہوں ۔

شہاب :- راشد ۔ پلیٹس اور کٹورے وغیرہ صاف کر کے

ڈائمنگ ٹیبل پر لے آؤ ساری چیزیں یہیں جمادیں گے۔

راشد :- اچھا۔

(راشد پلٹیں اور کٹورے وغیرہ لاکر ٹیبل پر رکھتا ہے اور ساری

چیزیں جمادی جاتی ہیں)

شہاب :- شاہاش - ساری چیزیں تازہ اور اچھی لے آئے ہو

تم یہیں بیٹھو۔ میں جا کر انور کو لے آتا ہوں۔

شہاب دروازہ کھول کر ڈائمنگ روم میں داخل ہوتا ہے

شہاب :- چلو انور اندر آ جاؤ۔

انور :- چلو (اندر داخل ہوتا ہے)

شہاب :- یہاں ہاتھ دھو لو۔

انور :- (ہاتھ دھو کر) شہاب بھابی کہاں ہیں!

شہاب :- میکے گئی ہیں۔

انور :- کیوں؟

شہاب :- پہلے شروع کرو یاں! مجھے بید بھوک لگی ہے۔ پھر

کیوں اور کیسے کا جواب دوں گا۔

انور :- اچھا بھئی چلو۔ آؤ۔ یہ تو خاصا اہتمام کیا ہے تم نے!

شہاب :- کیا نہیں ہو گیا ہے۔

انور :- (کھاتے ہوئے) معلوم ہوتا ہے یہ ساری چیزیں ہوٹل سے

آئی ہیں۔

:- کیا کروں کوئی پکوان کرنے والا نہیں تھا۔ بس ہوٹل سے

تنے تکلف کی کیا ضرورت تھی! مجھے فون کیا ہوتا تو پروگرام دیتا۔

:- کہاں کا فون کہاں کا پروگرام ملتوی! آج جو ہمیں ملاقات لائے، یہی غنیمت ہے۔ کون جانے کل کیا ہونے والا ہے۔ واقعی یار۔ روزانہ کئی لوگ جادوؤں کا شکار ہو رہے ہیں۔ سوٹر سیکل اکسیڈنٹ میں چل بسا۔ نہیں معلوم ہماری باری کب

:- یہاں یار ٹرافک کا حال تو بہت برا ہے۔

تم تو جانتے ہی ہو ہماری بیگم ذرا نہ یادہ مہربان ہیں ہم پر۔
:- مہربان کیا! وہ تو عاشق ہیں تم پر۔

(قدرے ہنسکر) خیر ایسا ہی سمجھ لو۔ میں جب گھر سے نکلتا میرے ڈنڈ پر امام ضامن باندھ دیتی ہے اور لوٹنے پر دیتی ہے (ڈنڈ بتلاتے ہوئے) یہ دیکھو۔

:- یہ تو نوشاہ کا ڈنڈ معلوم ہو رہا ہے!
پھر تم مذاق پر اتر آئے۔

:- اچھا بھئی سناؤ۔ تو روزانہ کتنے روپے باندھتی ہیں۔
پہلے روز پانچ روپے کی نوٹ باندھی گئی دوسرے روز

دو کی - تیسرے روز ایک کی - اور روزانہ ایک کا سلسلہ جاری ہے
اس طرح اس ہولناک گرائی میں روزانہ ایک روپیہ کا خون ہو رہا ہے
شہاب :- تم بھی عجیب پاگل ہو - اس کو خون کہتے ہو - !
یہ نہیں کہتے کہ تمہاری جان کی حفاظت ہو رہی ہے -

انور :- اماں یہ جان کی حفاظت ہے - تم بھی عجیب بدھو ہو -
شہاب :- کیوں ! کیا شبہ ہے تم کو !

انور :- جب تم صحیح سمجھتے ہو تو اختیار کرو نا یہی راستہ !
شہاب :- میں تو رکھوں گا یہ تجویز اپنی بیگم کے سامنے -
انور :- ضرور رکھنا -

شہاب :- ارے لوٹا یہ مٹن - یہ چکن - تم نے تو لئے ہی نہیں اور
میٹھے پر ہاتھ بڑھا رہے ہو -

انور :- مجھے تکلف کی ضرورت ہی نہیں - باتوں باتوں میں شکم سیر
ہو چکا ہوں -

شہاب :- راشد چلو تم صاف کر دو یہ پلیٹیں اطمینان سے کھاؤ -
ہم اٹھتے ہیں -

راشد :- اچھا -

رشدیاب اور انور اٹھتے ہیں اور ہاتھ دھو کر ڈرائنگ روم
روم میں چلے جاتے ہیں

تیسرا منظر

اماں :- کونسی پچھر دیکھنے گئی تھی سلطانہ بڑی دیر میں آئی ہو !
سلطانہ :- اماں وہی پرانی پچھر (مغل اعظم) ایک بار دیکھنے کی
خواہش تھی سو پوری ہو گئی ۔

ریحانہ :- بہت اچھی فلم ہے امی مغل اعظم تو !
اماں :- اس کی جتنی تعریف کریں کم ہے ۔

سلطانہ میں نے کھانا تیار کروا دیا ہے ۔ دونوں ٹفن کیریر میں تھی
طرح بھر کر بھیج دو ۔ نہیں معلوم تمہارے میاں اور راشد دوپہر میں
کیا کھاتے ہیں ۔

سلطانہ :- اچھا اماں بھیجتی ہوں ۔ پہلے ذرا ہاتھ منہ تو دھو لوں ۔
اماں :- اچھا اچھا تب ہی بھیج دینا ۔

راشد اپنے گھر پہنچ کر اسکوٹر سے اتر پڑتا ہے اور دونوں ٹفن
کیریرز اسکوٹر سے نکال کر گھر میں لیجاتا ہے ۔
شہاب :- شاید ! کیا نہیں آ میں تمہاری امی ۔

شاید :- ماموں جان نے ایک دن کھڑے کو کہا ہے اس لئے
رک گئیں ۔

شہاب :- طبیعت تو ٹھیک ہے !
شاید :- وہاں پہنچنے کے بعد امی کو بخار چڑھ گیا ۔

شہاب :- بخار — !

شاہد :- ہاں بہت تیز بخار — ماموں جان نے فوری انجکشن دیا اور کہا کہ کوئی فکر کی بات نہیں شام تک نارمل ہو جائے گا بہر حال پسینہ بہت نکل رہا ہے انی کو ۔

شہاب :- اعضاء شکنی کا کیا حال ہے !

شاہد :- اعضاء شکنی میں بھی اضافہ ہو گیا ہے ۔

شہاب :- بیٹے اگر شام تک بخار نہیں اترتا تو مجھے فون کر دیر میں آ جاؤں گا ۔

شاہد :- اچھا ۔

شہاب :- اچھا کھولو ٹفن کیریر کیا کیا لائے ہو !

راشد :- شاہد پلیٹس اور کٹورے تو دھو کر لاؤ !

شاہد :- میں اتنی دور سے ٹفن کیریرز بھی لاؤں اور برتن بھی دھو میں نہیں دھوتا ۔

راشد :- اچھا بابا میں ہی گھر کا باورچی ہوں ۔

(دھو کر ٹیبل پر رکھتا ہے) اوہو چکن — تلی ہوئی رچھلی — شکپہ پراٹھے، چاول اور میٹھا ۔

شہاب :- میٹھا کا ہے کا ہے ۔

راشد :- گاجر کا حلوہ ہے (شاہد سے) آج تو مزے ہی مزے !

ایک سے ایک بہترین چیز کھانے کو مل رہی ہے ۔

شاہد :- کیا کھائے دوپہر میں ۔

راشد :- بریانی ۔ چکن ۔ مٹن ۔ میٹھا وغیرہ ۔

شاہد :- کہاں سے آیا تھا ۔ !

راشد :- آباہوٹل سے منگائے تھے ۔

شاہد :- کیوں ؟

راشد :- آبا کے دوست انور صاحب آتے تھے ۔ ان کی دعوت تھی ۔

شاہد :- اچھا چلو چلو جلدی خالی کرو ۔

راشد :- کیوں ! کیا پھر واپس جانے کا ارادہ ہے !

شاہد :- ہاں میں تو جاؤں گا ہی ۔ اجی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے
کل ان کے ساتھ آ جاؤں گا ۔

راشد :- چلو تفریح تو اچھی ہو رہی ہے ۔

شاہد :- تم کیوں بل رہے ہو ۔

راشد :- میں کیوں چلوں ! اچھا بابا جاؤ بڑے بھائی سے ہی لڑ

رہے ہو ۔ !

شہاب :- دور سے شاہد !

شاہد :- جی ۔

شہاب :- بڑے بھائی سے کیوں لڑ رہے ہو بیٹا !

شاہد :- میں کہاں لڑ رہا ہوں آبا ! یہ جھوٹ بول رہے ہیں ۔

شہاب :- اب شکایت بند کر دو ۔ کچھ اور کہا ہے تمہاری امی نے !

شاہد :- ہاں ایک جوڑا کپڑے لانے کو کہا ہے ! وہ کپڑے
پیسے سے تر ہو گئے تھے ۔ امی نے اتار کر مالی اماں کے کپڑے پہن
لئے ۔ اور مالی اماں دکھائی دے رہی ہیں ۔ آپ ہی کوئی جوڑا چن کر
دیجئے !

شہاب :- یہ کام میرے بس کا نہیں ۔ تم ہی چن لو بیٹے ۔

شاہد :- اچھا ۔

شہاب :- ٹفن کیریز سے کھانا نکال چکے راشد !

راشد :- نکال لیا ابا ۔

شاہد :- تو جا رہا ہوں ابا ۔

شہاب :- کپڑے لے لئے ۔

شاہد :- لے چکا ۔

شہاب :- تو احتیاط سے جاؤ ۔

شاہد :- اچھا ۔

(اسکوٹر پر روانہ ہو جاتا ہے)

مال :- سلطانہ اٹھو بھئی کیا کروٹ پر کروٹ بدل کر سعدی ہوا
ایک بیچ رہا ہے ۔ اٹھو دوپہر کا کھانا کھاؤ ۔ تمہاری وجہ سے سب
لوگ بھوکے بیٹھے ہیں ۔

سلطانہ :- رہ رہ کر ایک بیچ رہا ہے اماں ۔ اٹھ جاتی ہوں ۔
مال :- تمہیں یہاں آنے پر سوائے سونے کے کچھ سوچتا ہی نہیں

بیٹی۔ !

سلطانہ:- تھک تھک کر آتی ہوں اماں اور یہاں آکر بے فکر ہو جاتی ہوں۔ ساری تھکان دور ہو جاتی ہے پھر تازہ دم ہو کر چلی جاتی ہوں۔
 ماں:- ایسی کیا تھکان ہے بیٹا! کیا فرصت ہی نہیں ملتی تم کو گھر میں!
 سلطانہ:- کہاں کی فرصت اماں۔ مجھ کو تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں کو لہو کا بیل ہوں اور مسلسل کام کرنا ہی میری قسمت میں لکھا ہے۔
 ماں:- کیا چھٹی کے دن بھی۔ !

سلطانہ:- چھٹی کے دن تو اور کام بڑھ جاتا ہے۔ ان کے عزیز اور دوست احباب آدھمکتے ہیں ان کی خاطر تواضع کرنی پڑتی ہے۔
 ماں:- کوئی ماما کیوں نہیں رکھ لیتی۔

سلطانہ:- یہی تو رہتا ہے۔ ہمارے پاس کوئی ماما ملتی ہی نہیں۔
 ماں:- اوپر کے کام کیسے وہ لڑکی بھی ہے یا نہیں۔
 سلطانہ:- ہے وہ روتی صورت لڑکی! ہفتہ میں ایک دن غائب ہو جاتی ہے۔

ماں:- اچھا میں بھیج دوں گی ماما تمہارے یہاں۔
 سلطانہ:- اچھا۔

ماں:- آجکل لڑکیوں کی زندگی سے سکون ہی اٹھ گیا ہے۔ اچھا اٹھو منہ ہاتھ دھولو اور کھانا کھاؤ۔ شاید کہاں ہے!
 شاہد:- میں یہیں بیٹھا ہوں ماما!

ماں :- میں دیکھی نہیں بیٹا۔ میں ہا کر کھانا لگاتی ہوں۔ تمناز کو بھی ملے۔
اماں :- میں کھانا کھا کر چلی جاؤں گی۔

ماں :- ارے! دوسرے دن آئے اور دو دن آرام فیکر جاؤ۔
سلطانہ :- نہیں اماں۔ اب میں باغیچہ تاکہ دم سہو چکی ہوں۔ اب رات
روکے مجھے۔ دل و دماغ گھر کی طرح ہی ہو گیا ہے۔
ماں :- اچھا ابھی تمہاری مرضی۔

چوتھا منظر

شہاب :- غنیمت ہے تم آگئیں سلطانہ۔ ورنہ میں تو سمجھ بیٹھا تھا
کہ تین چار روز میں آؤ گی۔

سلطانہ :- مگر تم نے مجھے میکے میں بھی سکون سے رہنے نہ دیا۔

شہاب :- کیوں! ایسی کیا سختی کی میں نے!

سلطانہ :- اورو صاحب کی دعوت کیوں کئی گئی تھی!

شہاب :- تم اس فکر میں دوڑی آئیں کہ سنیں معلوم کتنا پیسہ اڑا دیا
میں نے کیوں!

سلطانہ :- ہاں ہاں۔ اسی فکر میں دوڑی آئی ہوں۔

شہاب :- یہ تو تم جانتی ہی ہو کہ میری ترقی میں ولند کی کوششوں

کا بڑا دخل رہا ہے لہذا میں نے شکریہ کے طور پر اس کو مدعو کیا تھا

سمجھیں! —

سلطانہ :- لیکن میرے غیاب میں کیوں ! ضرور کچھ نہ کچھ راز ہے اس میں ۔

شہاب :- (قہقہہ لگاتا ہے) راز ! بھلا کیا راز ہو سکتا ہے اس میں سوائے تمہارے شک کے ! ۔ دراصل انوار کے دن لٹخ پر مدعو کیا تھا لیکن تمہاری بیماری کی گڑ بڑ میں بولنا بھول گیا ۔ جب وہ دوپہر میں آ موجود ہوا تو یکا یک مجھے خیال آیا کہ میں اس کو مدعو کیا ہوں ۔ بس ہوٹل سے ساری چیزیں منگوائی گئیں اور میں سکون کا سانس لیا ۔ سلطانہ :- لیکن پیسے کہاں سے آئے !

شہاب :- پیسے ! تھے میرے پاس ۔ میرے تین سو کے دو T.A Bilals منظور ہوئے تھے ۔

سلطانہ :- تو مجھ سے کیوں چھپائے رکھا !

شہاب :- پیسے تمہارے حوالے کرنے ہی والا تھا کہ تمہاری بیماری کی گڑ بڑ میں بولنا بھول گیا ۔

سلطانہ :- انور صاحب کو جو مدعو کئے تھے میری بیماری کی گڑ بڑ میں بولنا بھول گئے ۔ (ہنستی ہے) تھے یہ بھی میری بیماری کی گڑ بڑ میں بولنا بھول گئے (ہنستی ہے) واللہ جواب نہیں تمہارا ۔

شہاب :- (ہنستا ہے) بالکل ایسا ہی ہوا سلطانہ ۔

سلطانہ :- میں خوب سمجھتی ہوں تمہارا مطلب ۔ سچ مچ بتاؤ کتنے کے

T. A. Bills منظور ہوئے تھے۔

شہاب :- بخداد وہی T. A. Bills رقی تین سو روپے۔
سلطانہ :- تم چھپا رہے ہو مجھ سے ! میں سمجھتی ہوں تین بلس رقی پانچ سو روپے منظور ہوئے ہیں۔

شہاب :- بھئی بھروسہ کرو مجھ پر۔ میں تم سے کیوں چھپاؤں گا !
سلطانہ :- تم ضرور میری چوری سے باہر بھی پیسے اڑا رہے ہیں !
شہاب :- باہر کہاں اڑاؤں گا۔

سلطانہ :- میں کیا جانوں ! ہوگی کوئی عورت باہر بھی۔

شہاب :- (طیش میں آکر) سلطانہ ! جھوٹے الزامات مت لگاؤ۔
تم کو یہ شک کیسے ہوا !

سلطانہ :- تم اس دن رات بھر کہاں غائب تھے ! صبح ۹ بجے آئے۔
اس دن میری طبیعت خراب تھی۔ خیریت گذری ورنہ زبردست جنگ
ہوتی۔

شہاب :- بھئی عابد کے یہاں پارٹی تھی۔ تاش کی محفل گرم تھی۔
بس دیکھتے ہی دیکھتے صبح ہو گئی۔

سلطانہ :- دیکھتے ہی دیکھتے صبح ہو گئی اور یہاں آنکھوں ہی آنکھوں
میں رات کٹ گئی۔ یہی نہیں اس سے ایک ہفتہ قبل بھی تم رات
بھر غائب رہے۔

شہاب :- ہاں بھئی میں سخت مشر مندہ ہوں تم سے۔

سلطانہ :- اور اس سے دو تین ہفتے قبل بھی تم ایک رات
شہاب :- ہاں بھئی غائب تھا ۔

سلطانہ :- تم جو اتو کھیلے ہی تھے ۔ اب راتوں میں غائب ہونے
لگے ہو ۔ ! جس سے میری زندگی کا چین اڑ گیا ہے ۔

شہاب :- مت اڑاؤ چین ۔ اب میں کبھی رات میں غائب نہیں ہوں گا ۔

سلطانہ :- اس سے پہلے بھی تم نے ایسا ہی کہا تھا اور پھر غائب ہے
۔ یہی نہیں میں آکر اتنی دیر ہو گئی لیکن تم نے پوچھا بھی
نہیں کہ میری طبیعت کیسی تھی ! مجھے کیا ہوا تھا ! حالانکہ نئی زندگی ہے
میری تو پھر میرا شک کرنا لازمی ہے کہ نہیں !

شہاب :- نئی زندگی ! درپیشان ہو کر والدین بناؤ کیا ہوا تھا مہتیں
بھئی معاف کرنا میں پوچھنا بھول ہی گیا ۔

سلطانہ :- وہاں پہنچنے کے بعد میری طبیعت اور خراب ہو گئی ۔
بخار تیز ہو گیا ۔ اعضا شکنی بڑھ گئی ۔ بہر حال ممتاز کے بروقت
علاج کے باعث شام تک بخار نارمل ہو گیا ۔

شہاب :- آخر ہوا کیا تھا تم کو !

سلطانہ :- دماغی بخار ۔

شہاب :- دماغی بخار !

سلطانہ :- اور ممتاز نے آرام لینے کی ہدایت کی ہے ۔

شہاب :- اچھا بھئی لو آرام ۔ یہاں ماما ملتی ہی نہیں ۔ اب

میں اور نیچے تمہارا ہاتھ بٹائیں گے۔

سلطانہ :- میں ایسا بھی تم لوگوں کو تکلیف دینا نہیں چاہتی۔ میں چاہتی ہوں ہفتے میں ایک دن مکمل آرام لوں۔

شہاب :- یعنی !

سلطانہ :- ہفتے میں ایک دن مکمل چھٹی چاہئے مجھے۔

شہاب :- مکمل چھٹی سے مطلب !

سلطانہ :- مطلب صاف ہے۔ میں اس دن گھر کا کوئی کام نہیں

کروں گی۔ بس آرام لوں گی۔ مکمل آرام یا کچھ مطالعہ کروں گی۔

یا سیر و تفریح کو لکھوں گی اور شام میں اطمینان سے سو جاؤں گی !

شہاب :- پھر کھانا کون تیار کریگا۔

سلطانہ :- تم لوگ۔

شہاب :- ہم لوگوں کو تو بچوان نہیں آتا۔

سلطانہ :- تو سیکھ جائیے حضور۔

شہاب :- تو کوئی دن چھٹی چاہئے تمہیں !

سلطانہ :- اتوار کے دن۔

شہاب :- ایسا ہے تو میں چند دن کیلئے چھٹی لے لیتا ہوں کل سے

پہاری ٹریننگ شروع — راشد اور شاہد بھی کل سے تین دن کی

فیسٹی لے لیں گے۔

سلطانہ :- اچھی بات ہے۔

(صبح ہوتی ہے چڑچوں کی چھچھاہٹ سنائی دیتی ہے)

شہاب :- راشد شاہد اکھٹو۔ آج سے ہمیں ٹریننگ لینا ہے۔ اکھٹو اکھٹو۔

راشد :- آ — آم (جمہا ہی لیتا ہے) اکھٹو گیا بابا۔

شاہد :- اکھٹو گیا۔

سلطانہ :- شہاب صاحب آئیے۔ آٹا بھجگوئیے کوٹھی چیز کہاں رکھی ہے! یہ تو معلوم ہے نا تم لوگوں کو۔!

شہاب :- راشد شاہد (تینوں بیک آواز) معلوم ہے۔

شہاب :- پون بج، آٹا لے لیا۔ اس میں کتنا پانی ملاؤں۔!

سلطانہ :- حقوڑا حقوڑا پانی ملائیے۔ آٹا بھیک جانے پر پانی ملانا بند کر دیجئے۔

شہاب :- اچھا۔

سلطانہ :- کریمن تو تو اوصاف کر کے لے آ۔

کریمن :- ابھی لے آئی بیگم صاحب۔

سلطانہ :- راشد تم چولہے کی تباہیاں صاف کر کے کرو سین بھر کر تیار رکھو۔

راشد :- اچھا امی۔

سلطانہ :- (شہاب کو دیکھ کر) ہاں ہاں ٹھیک ہے۔ آٹا اچھا گوندھ رہے ہو تم۔ (ہنستے ہوئے) لیکن یہ کیا! ناک کو آٹا

کیوں لگائے ہو۔!

شہاب :- عمد اٹھوڑی لگا یا ہوں! لگ کیا ہوگا۔ نکال لیتا ہوں۔!
 سلطانہ :- (ہنستے ہوئے) وہاں کا تو نکل گیا۔ لیکن کمال کو لگ گیا ہے
 خیر لو میں نکال دیتی ہوں۔ نو نکل گیا۔ ہاں اب پیڑے بناؤ۔ گردے
 پر بیلو۔

شہاب :- اچھا (پیڑا بنا کر گردے پر بیلنا شروع کرتا ہے)
 سلطانہ :- ہاں اسی طرح بیلو۔ بہت بہتر بیل رہے ہو۔ اب گھسی
 لگاؤ۔ پھر مکرر پیڑا بنا کر بیلو۔

کریم :- تو اوصاف ہو گیا بیگم صاحب۔
 راشد :- امی چو لہا تیار ہے۔

سلطانہ :- چلو راشد چو لہا جلاؤ۔

راشد :- (کارٹی کیلینچ کر جلاتا ہے) امی جل گیا چو لہا۔

سلطانہ :- کریم تو ارکھ دے چو لہے پر۔

کریم :- رکھ دی بیگم صاحب۔

سلطانہ :- ہاں ٹھیک ہے۔

شہاب :- اب دیکھو۔

سلطانہ :- ہاں ٹھیک ہے۔ بہترین بیلے ہو۔ اب توے پر ڈال

— دو —

شہاب :- یہ لو ڈال دیا (توے پر ڈال دیتا ہے)۔

سلطانہ :- اب تجھے سے گھٹی لگاؤ۔ پلٹاؤ۔ اب تیار ہو گئی اتار لو۔
بس اسی طرح پراٹھے ڈالتے جاؤ۔

سلطانہ :- کریمین چائے کی تلی دھو کر لے آ۔
کریمین :- ابھی لے آئی۔

سلطانہ :- شاید کہاں ہے! دو وہ لیکر نہیں آیا ابھی!
شہاب :- آتا ہی ہوگا۔

سلطانہ :- راشد پراٹھے پڑنے کے بعد تم انڈوں کے نیم برشت
بناؤ۔

راشد :- اچھا امی۔

سلطانہ :- بہر حال تین دن میں تم لوگ ٹرینڈ ہو جاؤ اور جہاں تک
ہو سکے ہر قسم کا پکوان سیکھ لو۔

شہاب :- (ہنستے ہوئے) بہت اچھا استانی جی۔

پانچواں منظر

شہاب دروازہ کھٹکھٹاتا ہے مکرر کھٹکھٹاتا ہے انور دروازہ

کھولتا ہے

انور :- شہاب! خیریت تو ہے! اتنا سویرے!

شہاب :- ہاں انور۔ جان چھڑا کر آیا ہوں۔

انور :- کس سے!

شہاب :- سلطانہ سے !

انور :- (حیرت سے) سلطانہ سے ! یعنی بھابی سے جان چھڑا کر آئے ہو !

شہاب :- بھابی سے کیا شیطان کی خالہ سے کہو ۔

انور :- اچھا بھی ایسا ہی سہی ۔ کیا قید کر دیا تھا بھابی نے تمہیں !

شہاب :- بالکل ۔

انور :- وہ کس طرح !

شہاب :- بھئی وہ اکثر بیمار رہتی ہے آخر طے پایا کہ اتوار کے دن

اس کو چھٹی دے دی جائے اور گھر کا سارا کام بشمول پکوان ہم کیا کریں ۔

انور :- اچھا ۔ ! یہ بھی خوب رہی ۔

شہاب :- اور آج اتوار کو پکوان کرنے کی ہماری باری تھی کہ میں

نے راتوں رات دورے کا پلان بنایا اور صبح سویرے تمہارے

پاس چلا آیا ۔

انور :- بھئی پکوان سیکھنے کے بعد پکوان کرنے میں مشکل کیا تھی !

شہاب :- نہیں یا رجبہ سے نہیں ہوتا پکوان ۔ ورنہ ہر اتوار کو یہ

مصیبت لگ جائے گی میرے پیچھے ۔

انور :- تو صاف کہہ دیے ہوتے ۔ بھابی بچوں کو ساتھ لیکر پکوان

کر لیتیں ۔

شہاب :- زبان دے چکا تھا اس لئے کچھ کہہ نہ سکا اور چلا آیا ۔
 انور :- اماں بیوی سے بھی اتنا تکلف ! (ہنستا ہے) جواب نہیں تمہارا۔
 شہاب :- وہ زبان پکڑنے کی عادی ہے ۔ طعنے دیکر مجھے چڑا دیتے
 رہتی ہے ۔

انور :- خیر چلو منہ ہاتھ دھو لو ۔ پہلے ناشتہ کر لیں ۔
 شہاب :- بھابی اور بچے کہاں ہیں !
 انور :- تمہاری بھابی میکے گئی ہیں اور بچے ساتھ ہیں ان کے ۔
 شہاب :- پھر تو ہوٹل میں ناشتہ کرنا پڑے گا ۔ !
 انور :- نہیں یار ۔ کیوں پریشان ہوتے ہو ! ناشتے اور دوپہر کے
 کھانے کا انتظام کر کے گئی ہیں ۔
 شہاب :- کتنی عقلمند ہے بھابی اور کتنا خیال رکھتی ہے تمہارا ۔
 (سلطانہ داخل ہوتی ہے)
 سلطانہ :- آداب انور بھائی ۔

انور :- آداب ۔

سلطانہ :- حضور تسلیم عرض کرتی ہوں ۔
 شہاب :- تم شیطان کی طرح یہاں بھی پہنچ گئیں !
 سلطانہ :- میں سمجھ رہی تھی کہ حضور جھوٹ موٹ دورے کا
 پروگرام بنا کر نکلے ہیں اور انور بھائی کے پاس جا رہے ہیں ۔ لہذا
 کچھ دیر ٹھہر کر چلی آئی ۔ خیر واپس چلے بچے انتظار کر رہے ہیں آپکا

انہیں پکوان کر کے دیجئے ۔

شہاب :- مجھ سے نہیں ہوتا پکوان ۔

سلطانہ :- تو آپ کا پکوان سیکھنا اور پکوان کا وعدہ کرنا کیا بچوں کا کھیل تھا ۔ !

شہاب :- ایسا ہی سمجھو ۔

انور :- بھابی گستاخی معاف شہاب کو اتنا پریشان کیوں کر رکھی ہو کہ وہ جھوٹ موٹ بول کر گھر سے بھاگ جائے ۔ آپ کو تو اس کے ساتھ ایسا رہنا چاہئے کہ وہ آپ کا دیوانہ ہو کر رہے ۔

سلطانہ :- انور بھائی ۔ آپ کو بیاک گراؤنڈ نہیں معلوم ۔ بھلا کوئی عورت اپنے شوہر کو پریشان کرتی ہے ۔ !

انور :- آخر کیا بیاک گراؤنڈ ہے ! کیا میں نہیں سن سکتا !

سلطانہ :- آپ کو تو سنا فای ہے ۔ آپ آج ہمارے درمیان

منصف ہیں ۔ آپ کو ہی فیصلہ کرنا ہو گا کہ قصور وار کون ہے ۔ ؟

انور :- آج تو برٹمی ذمہ داری آن پڑی مجھ پر اچھا بھئی سناؤ ۔

سلطانہ :- انور بھائی گزشتہ ڈیڑھ مہینے کے دوران یہ تین مرتبہ رات بھر گھر سے غائب رہے ہیں ۔

انور :- کیا اچانک طور پر ؟

سلطانہ :- بالکل ۔ انور بھائی اگر آپ ہی اچانک رات بھر

غائب رہیں تو کیا بھابی کی رات سکون سے گزرے گی ۔ انہیں

نت نئے شہباز نہیں پیدا ہوں گے !

انور :- یقیناً پیدا ہوں گے ۔

سلطانہ :- پرسوں توجہ میں آئی تھی کہ گھر کو آگ لگا کر بچوں کو لے کر
میکے چلی جاؤں ۔

انور :- ہاں ہاں بھابی ۔ اتنا گرم مت ہوئے ٹھہریے ۔

یہاں میں شہاب سے تو تصدیق کر لوں ۔

سلطانہ :- کر لیجئے ۔

انور :- تم سناؤ بھابی کا بیان کہاں تک صحیح ہے ۔

شہاب :- صحیح ہے میں تین راتیں گھر سے غائب تھا ۔

انور :- بغیر کچھ بیگم سے کہے سنے ۔

شہاب :- ہاں ایسا ہی ہوا ۔ وہ افتخار اور آصف زبردستی مجھے عابد

کے یہاں گھسیٹ لے جاتے تھے ۔ وہاں تاش کی محفل گرم ہوتی تھی

اور دیکھتے ہی دیکھتے رات کٹ جاتی تھی ۔

انور :- وہ عابد رنڈوا ۔

شہاب :- ہاں وہی ۔

انور :- اس کو نہ بیوی ہے اور نہ تو بچہ ۔ وہ تو گھر میں تاش کی اور

موسیقی کی محفلیں سجا کر اپنا دل بہلا لیتا ہے اور دوستوں کی زندگیاں

تلخ کر دیتا ہے ۔

شہاب سر بھی میں ارادہ تا کبھی نہیں کیا وہاں ۔ افتخار اور آصف کے

مجبور کرنے پر مروتا چلا جاتا تھا۔ اور کھیل میں جو ہو جاتا تھا یہاں تک کہ صبح ہو جاتی تھی۔

انور :- کبھی تم نے سوچا نہیں کہ اس کا بھابی کے دل پر کیا اثر ہوگا !
شہاب :- یہی تو بھول ہو گئی مجھ سے ۔

انور :- واہ ! کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھیری ۔ خیر جو ہو چکا سو ہو چکا ۔ آئندہ سے تم کبھی نہیں جاؤ گے عابد کے یہاں ۔

شہاب :- اچھا بھئی میں وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی نہیں جاؤں گا ۔

انور :- بھابی آپ اطمینان رکھیں ہر ہفتے کی شام شہاب کو گھر پہنچا دینا میرا ذمہ ۔

سلطانہ :- انور بھائی اب مجھے سکون مل گیا ۔

انور :- لیکن آپ شہاب کو پکوان کیلئے مجبور نہ کیجئے یہ اس کے بس کا روگ نہیں ۔

سلطانہ :- انور بھائی ! میں کیوں مجبور کروں گی انہیں ! ان کے بے جا رویہ نے مجھے بد دل کر دیا تھا گھر سے ۔ اور میں بھی انہیں تنگ کرنے لگی کہ پکوان میں حصہ لیجئے ۔

انور :- بہر حال اب تو تصفیہ ہو چکا نا کہ شہاب رات کو گھر سے باہر نہیں جائیں گے اور آپ انہیں پکوان کیلئے مجبور نہ کریں گی ۔

سلطانہ :- بالکل ۔ میرے دونوں بچے پکوان سیکھ گئے ہیں اوپر کا کام کر نیوالی لڑکی بھی سیکھ گئی ہے وقتاً فوقتاً میں ان سے کام لے لیا

کروں گی۔

انور :- ٹھیک ہے شہاب از دواجی زندگی شیشے کے گھر کی مانند
ہوتی ہے۔ جو ذرا سی ٹھیس سے چکنا چور ہو جاتا ہے۔
شہاب :- ہاں بھی اب میری سمجھ میں آگیا۔ خواہ مخواہ کے گھر کا سکون
بر باد کر دیا میں نے۔

انور :- خیر جو ہوا سو ہوا۔ ”بڑا مزہ اس ملاپ میں ہے کہ صلح ہو جائے
جنگ ہو کر۔“ اب آپ دونوں سیدھے گھر چلے جائیے۔ بچے بے چین
ہوں گے۔

شہاب :- واقعی اب مجھے دو گنی خوشی ہو رہی ہے۔ (سلطانہ سے)
تو چلے حضور۔

سلطانہ :- (مسکرا کر) واقعی اب مجھے دو گنی خوشی ہو رہی ہے (سلطانہ
سے) تو چلے حضور۔

سلطانہ :- (مسکرا کر) چلے سرکار۔ (دونوں چلتے ہیں)

(پکڑہ گرتا ہے)

آشیانہ

افراد

ایک جوان بیوہ	تنویر :-
تنویر کا دیور	مختار :-
تنویر کا لڑکا عمر ۶ سال	شوکت :-
مختار کی چھوٹی طبہن	صفیہ :-
مختار کی ماں	آمنہ :-
آمنہ کا بڑا بھائی	اشیار :-

پہلا منظر

(تنویر صوفے پر بیٹھی ناول پڑھ رہی ہے۔)
 مختار :- (قدموں کی چاپ) بھابی! فروش - بچوں کیلئے!
 تنویر :- مختار! روز روز کیوں لاتے ہو۔!
 مختار :- کیوں نہ لاؤں!
 تنویر :- یتیم بچوں کو فروش کی عادت نہیں ہونی چاہئے۔

مختار:- آخر کیوں!

تنویر:- ہوں — تم کو کیسے سمجھاؤں! ایک دن ایسا آئے گا کہ تم فروٹس لانا بند کر دو گے اس روز بچوں کی ضد سے آنکھیں پھٹک جائیں گی میری۔!

مختار:- میں زندگی بھر ان بچوں کو خوش رکھنے کی کوشش کرتا رہوں گا تاکہ میرے بھائی کی روح کو سکون ملتا رہے۔

تنویر:- تم ایسا نہیں کر سکتے مختار! راہ کے کانٹے روک لیں گے تمہیں۔

مختار:- نہیں۔ کوئی میرے اودے کو روک نہیں سکتا۔ واہ کے کانٹے کون ہیں بھلا!

تنویر:- تم شادی نہیں کرو گے! تمہاری بیوی یہ برداشت نہیں کر سکے گی۔

مختار:- شادی — بیوی — ہوں — کوئی نہیں روک سکتا مجھ کو۔

تنویر:- اور کانٹے بھی پیدا ہو جائیں گے۔

مختار:- اور کانٹے کون؟

تنویر:- تمہاری ماں اور بہن — ان کو تمہارا میرے پاس آنا بُرا لگے گا۔

مختار:- اگر ساری دنیا بھی درمیان میں آجائے تو بھی میں تم لوگوں کی خدمت سے باز نہیں آ سکتا۔

تنبویر :- ایسا کیوں کہتے ہو ! — تم ہونہار ہو۔ دنیا میں ترقی کرو۔
پھولو پھولو۔ میرا کیا ہے ! مجھے تو قدرت نے ہی یہ قسمت اور غم کی
تصویر بنا دیا ہے۔

تم کہاں تک ساتھ دو گے میرا۔ عجیب قدرت کا انتظام ہے۔
باغ لگانا۔ رہائش گاہ بنانا۔ پودوں کی آبیاری کرنا۔ اور جب
باغ پھولنے پھلنے لگے اس تہس نہس مکر دینا۔ اس کارنامے کا سہرا صرف
قدرت کے سر ہے۔ میری تخلیق کی کیا ضرورت تھی۔ افتخار کی
تخلیق کی کیا ضرورت تھی۔ ! ننھے منے بچوں کی تخلیق کی کیا ضرورت
تھی ! شاید دنیا کو یہ بتلانے کیلئے کہ قدرت اس طرح غم کا مظاہرہ
کر سکتی ہے۔ کیا خوب کہا ہے شاعر نے ۵

اک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا
زندگی کا ہے کوہِ خواب دیوانے کا

اور مجھے تو زندگی دیوانے کے خواب کے سوا کچھ معلوم نہیں

ہوتی۔

مختار :- خدا کے لئے اب بس کرو۔ اف کتنا گہرا غم ہے تم کو۔ !
رشوکت کتابوں کا بستہ کا ندھے سے لگائے اسکول سے
آ رہا ہے (جیسے ہی ممتاز کو دیکھتا ہے خوشی سے چلاتے ہوئے اسی
گنا جانپ لپکتا ہے)

” چا چا آئے۔ چا چا آئے۔ میرے اچھے چا چا آئے“

(تنویر فروٹس کونل پر دھوکہ کر لے آتی ہے)

مختار :- چلو آ جاؤ میری گود میں ۔ آگیا میٹھریٹا ۔ یہ لو انگو رکھاؤ ۔
شوکت :- (انگو رکھا کر) آہا ۔ بہت میٹھا ہے ۔ آپ بھی کھائیں ۔
مختار :- نہیں منے تم کھاؤ ۔

شوکت :- آپ نہیں کھائیں گے تو ہم بھی نہیں کھائیں گے ۔
مختار :- تو بہ کیا مصیبت ہے اس ننھے سے ! یہ لو میں منہ کھولتا
ہوں آن !

شوکت :- آہا ۔ چا چا کھالے ۔ چا چا کھالے ۔ کیسے ہیں !
مختار :- میٹھے ہیں ۔

شوکت :- مئی اب تم منہ کھولو ۔

تنویر :- نہیں بیٹے بچے ضد نہیں کرتے ۔ تم کھاؤ ۔

شوکت :- جب پپا کہتے تھے تو تم منہ کھول دیتی تھیں ۔ شوق سے
انگو کھاتی تھیں ۔ اور میری بات نہیں سنتی ہیں ۔ جاؤ میں بھی نہیں
کھاتا ۔

تنویر :- ارے کیوں اتنا ناراض ہوتا ہے ۔ یہ لے منہ کھولتی ہوں
آ ۔

شوکت :- (تالی بجا کر) ڈال دیا ۔ ڈال دیا ۔ کیوں مئی میٹھا ہے
کہ نہیں !

تنویر :- بہت میٹھا ۔ اب تم کھاؤ بیٹے ۔

شوکت :- اچھا -

مختار :- بھابی شاہین کہاں ہے -

تنویر :- سو رہی ہے -

(کچھ فاصلے سے پکارنے کی آواز آتی ہے)

آمنہ :- مختار :-!

مختار :- (قدرے بلند آواز سے) آیا اماں - شوکت تم انگور

کھاتے رہو - میں ابھی آتا ہوں -

شوکت :- اچھا اچھا جانیے دادی اماں بلاتی ہیں آپ کو -

(قدموں کی چاپ)

آمنہ :- اتنی دیر کیا کر رہا تھا وہاں!

مختار :- بچوں سے کھیل رہا تھا -

آمنہ :- بچوں سے یا بھابی کا دل بہلا رہے تھے -!

مختار :- کچھ بھی سمجھو -

آمنہ :- بس بہت ہو چکا - اب تجھے ان کی فکر نہیں اپنی فکر کرنی

چاہیے -

مختار :- اپنی! کیا فکر کروں اماں - میں تو اچھا بھلا ہوں -

آمنہ :- اب تو ننھا بچہ نہیں رہا - تعلیم ختم کر لی - اچھی ملازمت مل

گئی اب ایک اچھی سی دہن چاہئے تم کو تاکہ ماں کے غم کا بوجھ ہلکا

ہو سکے -

مختار :- اماں ! یہ اچانک میری شادی کی کیا سوچھی آپ کو !
 آمنہ :- اچانک نہیں ۔ چند دنوں سے میں سوچ رہی تھی ۔ البتہ اس
 کام کو پورا کرنے کا سہرا صفیہ کے سر ہے ۔

مختار :- واہ ! میری شادی بھی گڈ اگڈے کی شادی ہو گئی ۔
 مجھ سے پوچھنے کی نہ ماں نے ضرورت محسوس کی نہ بہن نے ۔ جواب
 نہیں دونوں کا ۔

آمنہ :- ہمیں یقین تھا کہ تو انکار نہیں کرے گا ۔

صفیہ :- بھیا ! کیا ماں بہن دشمن ہوتے ہیں !

مختار :- کون کہتا ہے ! لیکن تم دونوں نے مجھے کوئی اہمیت ہی نہیں
 دی ۔ بس لکڑی کا پتلا سمجھ لیا ۔

صفیہ :- بھیا تمہاری بہت اہمیت ہے ہمارے پاس ۔ تم تنہا
 بھائی تو رہ گئے ہو اب ہمارے ۔

آمنہ :- مختار ! جہاں دو بھتے تو بھی اس میں تیری اہمیت تھی ۔
 اب تو تنہا بیٹا ہے میرا ۔

مختار :- کیوں کہ میں تنہا رہ گیا ہوں اس لئے زبان تک کھولنے
 کی اجازت نہیں ہے مجھے ۔

آمنہ :- (ہنس کر) ایسا نہیں ہے بیٹا ۔ ادھر وہ معاملہ طے نہیں
 ہوا تھا اس لئے ہم خاموش رہے ۔

صفیہ :- اور پھر رشتہ ایسا کہ آپ خوشیوں کے گہوارے میں جھولیں گے

اور وہن ایسی کہ چاند بھی شرم جائے ۔

مختار :- آخر کون ہے وہ بدنصیب ۔

آمنہ :- بدنصیب کیوں ؟ خوش نصیب کہو ۔

مختار :- اچھا ایسا ہی سہی ۔ تو آخر کون ہے وہ !

آمنہ :- صفیہ کے سسرالی رشتہ داروں میں ایک صاحب ہیں ۔

عنایت اللہ حسینی ۔ یہ گلشن آباد کے سجادے ہیں ۔

مختار :- ہاں ۔ ہاں ۔ ہاں ۔ صفیہ کے یہاں میں ایک بار مل چکا ہوں

ان سے ۔

آمنہ :- ان کی بیگم بھی دیکھ چکی ہیں تم کو ۔

مختار :- تو ان کی لڑکی بھی دیکھ چکی ہوگی !

صفیہ :- (مسکرا کر) ہاں ۔ دیکھ چکی ہے ۔

آمنہ :- اب صرف تمہاری ہاں کی ضرورت ہے ۔

صفیہ :- اور اگر بھیا ! لڑکی کو دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک بار آجائیں

میرے پاس ۔ میں دکھا دوں گی ۔

آمنہ :- ہاں بیٹا چلے جاؤ اور خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لو ۔

صفیہ :- دیکھنے سے پہلے رشتہ کی تفصیلات بھی سن لو ۔

مختار :- اچھا ہی سہی ۔ سناؤ بھی ۔

صفیہ :- عنایت اللہ حسینی صاحب کے کئی مکانات ہیں زمینات

ہیں اور سالانہ ہزاروں کی آمدنی ہے ۔

مختار :- بہت خوش قسمت ہیں صاحب ۔

صفیہ :- پھر لڑکی کو زمین دیں گے ۔ عالی شان مکان دیں گے ۔ اگر زیورات وغیرہ کی قیمت لگائی جائے تو تین چار لاکھ کی شادی ہوگی ۔ مختار :- ان کے تین چار لاکھ کیلئے میں اپنا ضمیر بیچ دوں ۔

آمنہ :- تیری باتیں تو دنیا سے نرالی ہیں مختار ۔ معلوم ہوتا ہے تجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے ۔

مختار :- ہاں ہاں کسی نے جادو کر دیا ہے ۔ لہذا کسی ملا یا عامل کو فوری طلب کیا جائے ۔ تاکہ میرا علاج ہو سکے ۔

آمنہ :- وہ تو کرنا ہی پڑے گا بیٹا ۔

(دروازے پر کھٹکا ہوتا ہے)

مختار :- اماں ۔ ریاض آیا ہے شاید ۔ میں ایک ڈنر میں جا رہا ہوں ۔ اگر دیر ہو گئی تو پریشان نہ ہوں ۔

آمنہ :- اچھا اچھا جاؤ ۔ مگر زیادہ رات نہ لگاؤ ۔

(قدموں کی چاپ گویا مختار سنی ان سنی کر کے چلا جاتا ہے ۔)

آمنہ :- عجیب پاگل لڑکا ہے ۔ الجھن میں ڈال دیا ہے ۔

صفیہ :- میں بھی الجھن میں پڑ گئی ہوں اماں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گھر کے پرسکون ماحول میں تلاطم آ گیا ہے ۔

آمنہ :- یا میرے مالک ! تو اس تلاطم کو دور کر دے ۔ یا مشکل کشا تم میری مدد کیجیو ۔

صفیہ :- اماں ! اگر ماموں جان سے کہلوائیں تو !
 آمنہ :- ممکن ہے مختار مان جائے ۔ ایک ہی ماموں ہونے کی وجہ
 سے بڑی عزت کرتا ہے امتیاز بھائی کی ۔
 صفیہ :- تو کیا میں علی الصبح چلی جاؤں ماموں جان کو بلانے کیلئے !
 آمنہ :- یہی بہتر رہے گا ۔ اور بھائی جان کو آٹھ میں ساتھ ہی لے آؤ ۔
 صفیہ :- اب تو تنہا امتیاز ماموں جان ہی ہمارے سر پرست رہ گئے
 ہیں ۔
 آمنہ :- ہاں بیٹا وہ ایک ہی نمک کانکرہ ہیں ۔ خدا ان کی عمر دراز کر دے
 صفیہ :- اماں اب کھانا کھالیں ۔ زیادہ سوچنا بیکار ہے ۔ سو
 جائیں گے ۔
 آمنہ :- اچھا چلو ۔

دوسرا منظر

تنویر :- (دوا کی تنہائی میں اپنے آپ سے) کاش وہ زندہ
 رہتے ۔ اگر بیمار پڑتے تو چھ ماہ تک نہیں گھلتے ۔ لیکن منٹوں میں پھل
 گئے ۔ خدا ہارٹ فیل کا مرض کسی کو نہ دے ۔ بس آنا فانا میں مرجاتا
 ہے ۔ آدمی ۔ کیا سلیقے کا انسان تھا ۔ چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ
 کھیلتی رہتی ہے ۔ کس قدر چاہتا تھا مجھ کو اور بچوں کو ۔ آہستہ
 آہستہ پیسہ جوڑ کر بڑی آرزو مندی سے گھر بنا یا تھا ۔ گھر سجانے

کے کیا پروگرام بنتے تھے۔ اور ہم نے گھر میں منتقل ہونے ہی والے تھے کہ وہ اپنے اصلی گھر کو چلے گئے۔ اب تو جی چاہتا ہے کہ بچوں کو اماں کے حوالے کر دوں۔ سارے نئے گھر میں اور خود پر کیروسین چھڑک دوں اور آگ لگا کر گھر کے ساتھ میں بھی بھسم ہو جاؤں۔ بیوگی کی زندگی بھی کیا زندگی ہے! کوئی اپنا نہیں ہوتا اور بیوہ کو سب منحوس سمجھتے ہیں۔ کنواریاں اور بیاہتا عورتیں بیوہ کے قریب آنے سے گھبراتی ہیں اور بوڑھیاں دور ہی سے انگلیاں بتاتی ہیں کیا ادا اسی چھائی ہے۔ مرحوم کی جگہ خالی ہے اور مجھے ڈس رہی ہے کئی بار سپنے دیکھتی ہوں کہ وہ میرے بازو سورہے ہیں لیکن جب آنکھ کھل جاتی ہے تو میں تڑپ کر رہ جاتی ہوں۔ اے کاش سپنے دیکھتے ہوئے آنکھ ہمیشہ کیلئے بند ہو جاتی۔! رات کا ایک بج چکا ہے ساری دنیا محو خواب ہے لیکن میری آنکھوں سے نیند غائب۔ اسی طرح تڑپتے تڑپتے صبح ہو جائے گی۔

تیسرا منظر

امتیاز:- آمنہ کیوں قیدی کی طرح پکڑ منگانی ہو مجھے!۔
 آمنہ:- کیا کروں امتیاز بھائی۔ بات ہی ایسی تھی کہ میرا سکون غائب تھا۔ اس لئے صفیہ ساتھ ہی لائی آپ کو۔
 امتیاز:- ”آخر کیا بات ہوگی“ سوچتا ہوا ہزار کام چھوڑ کر چلا

آیا ہوں۔

آمنہ :- آپ کا شکریہ ۔ پھر دوسرا کون ہے جو ہمارے آڑے وقت
کا کام آئے ۔ اسی لئے ہر وقت آپ ہی کو تکلیف دیتی ہوں ۔
آمنہ :- صفیہؓ نے مختار کیلئے اپنی سسرال میں ایک بہترین لڑکی
منتخب کی ہے ۔ لیکن مختار مانتا ہی نہیں ۔ صفیہؓ تو ہی بیان کر تفصیلاً
مامول جان سے ۔

صفیہؓ :- مامول جان ! میری سسرال میں ایک دولت مند اور
شریف الخاندان سجادے ہیں ۔ ان کی ایک خوبصورت لڑکی ہے
مختار کو دلہن کے ساتھ تین چار لاکھ کا مال و اسباب بھی ملے گا لیکن
مختار نواب راضی ہی نہیں ہوتے ہیں ۔

امتیاز :- کیا کہتا ہے !
صفیہؓ :- کہتے ہیں کہ وہ ضمیر کی آواز کے خلاف شادی نہیں کر سکتے ۔
امتیاز :- ضمیر کی آواز کے خلاف ! (دھنستا ہے) شاید کہیں دل سے
چکا ہے ۔

آمنہ :- کہاں کا دل ! کیا ہے ! ابھی لڑکپن نہیں گیا اس کے دل و
دماغ سے — ہمیشہ اسی طرح سے ستاتا ہے مجھ ۔ اگر آپ
سمجھائیں تو راہ راست پر آجائے گا ۔

امتیاز :- انشاء اللہ میں راضی کر لوں گا اس کو ۔ کہاں گیا ہے !
آمنہ :- شاید بازار تک گیا ہے ۔ آتا ہوگا ۔

صفیہ :- ماموں جان بڑا ملال ہے مجھ کو۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ
پارس کا یہ مخفر چھوٹ رہا ہے مختار سے۔

امتیاز :- اللہ پر بھروسہ رکھو۔ مان جائے گا۔

(قدموں کی چاپ)

مختار :- ماموں جان! آداب عرض کرتا ہوں۔

امتیاز :- آداب۔ آؤ آؤ تمہارا ہی ذکر ہو رہا تھا۔ خیریت سے
تو ہو۔

مختار :- اللہ کا شکر ہے۔

امتیاز :- ملازمت تو مرنے میں چل رہی ہے!

مختار :- بہت مزے میں!

امتیاز :- بیٹھو۔ یہ کیا ماں بہن کو پریشان کر رکھا ہے!

مختار :- تو اماں نے بلایا ہے آپ کو!

امتیاز :- تم نے پریشان کر دیا اور انہیں تجھے بلانے کے سوا چارہ
نہیں رہا۔

مختار :- خواہ مخواہ کے پریشان ہو رہی ہیں اماں۔

امتیاز :- مختار! میں نے صفیہ سے تمہارے رشتے کی تمام

تفصیلات معلوم کر لی ہیں۔ بہترین رشتہ ہے! اچھے لوگ ہیں۔

لڑکی خوبصورت ہے اور تین چار لاکھ کا مال و اسباب سناختہ

لا رہی ہے۔ اودکیا چاہتے تمہیں!

مختار :- ماموں جان! آپ بھی موجود ہیں۔ اچھا ہی ہے۔ آج تصفیہ ہو جائے گا۔

قصہ یہ ہے کہ بھالی جان مرحوم نے عین انتقال سے قبل تنویر کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے کر عجیب نظروں سے ہمیں دیکھا اور ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔

آمنہ :- رپریشان ہو کر مختار! اس کی نگرانی تمہارے ذمہ دی ہو گی۔

مختار :- ہاتھ میں ہاتھ دینے کا مطلب صرف نگرانی نہیں ہوتا اماں :- !

آمنہ :- پھر کیا ہوتا ہے !

مختار :- اس طرح انہوں نے تنویر کو میرے حوالے کر دیا۔

آمنہ :- میں سمجھی نہیں تیرا مطلب !

مختار :- مطلب یہ ہے کہ میں تنویر کو اپنا لوں۔

آمنہ :- ارے بد بخت ایسا نہیں کہتے۔ وہ جنم جلی میرے بڑے لڑکے کو تو کھا گئی۔ اب چھوٹے پر بھی ہاتھ صاف کرنے کا ارادہ ہے اس کا !

صفیہ :- اماں۔ ایک شوہر کو کھانی والی عورت دوسرے شوہر کو ضرور کھاتی ہے۔

اتدیار :- کیا وہی باتیں کہہ رہے ہو تم لوگ !

آمنہ :- بھائی جان یہ حقیقت ہے ۔ اپنی چھیری بہن زرینہ ہے نا !
اپنے میاں کے انتقال کے بعد انہوں نے دوسرا نکاح کیا اور دوسرے
میاں بھی چل بسے ۔

صفیہ :- میری سسرال میں بھی ایک نعیمہ خالہ ہے ۔ ان کے دوسرے
میاں بھی چل بسے ۔

مختار :- اور وہ دور کی پھوپھو ہیں نا ۔ انہوں نے دوسری شادی
کی ۔ ماشاء اللہ ان کے بچے اور میاں سب صحت مند اور سلامت ہیں ۔
آمنہ :- سلطانہ آپا نے تو جوانی میں نکاح کیا تھا ۔ ہاں ان کے بچے
اور میاں سلامت ہیں ۔

مختار :- میں کو نسا بڑھاپے میں نکاح کر رہا ہوں ! یا تنویر بوترھی
ہو گئی ہے !

آمنہ :- تو بہ ! کون سمجھائے تجھ کو تو تو دیوانہ ہو گیا ہے ۔
مختار :- آپ کی اور صفیہ باجی کی سمجھ میں بات نہیں آتی تو میں کیا
کروں ۔

اچھا ماموں جان جو تصفیہ کریں میں ماضی ہوں ۔

آمنہ :- بس بھائی جان جو تصفیہ کریں ہم بھی راضی ہیں ۔

امتیاز :- جہاں مجھے افتخار کی جوان مرگی کا رنج ہوتا تھا وہیں تنویر
کی پھوٹتی جوانی پر بھڑترس آتا تھا ۔ سوچتا تھا کہ یہ پہاڑ سی جوانی
کیسے کٹے گی ! اور آج میرے دل کو سکون مل گیا ۔

آمنہ :- بھائی جان! یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ!

امتیاز :- پہلے سن تو لو میری۔ مختار ایک خوبصورت بیوی اور حد سے زیادہ دولت پا کر کیا کرے گا جب کہ اس کے دل کو سکون ہی میسر نہ ہو! ہر شخص پیسے کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ زندگی سے سکون چھن گیا ہے۔ آج ہر شخص ایک دوسرے کیلئے اجنبی بن گیا ہے۔ بھائی بھائی کا دشمن ہے۔

صفیہ :- (حیرت سے) ماموں جان!۔

آمنہ :- بھائی جان خدا کیلئے ایسا نہ کہئے۔

امتیاز :- آمنہ! تم یہ شکل سے نکال دو کہ بیوہ عورت شوہر کا خاتمہ کر دیتی ہے۔ کیا تمہارا ایقان نہیں ہے کہ موت صرف خدا کے ہاتھ ہے۔

آمنہ :- (مجبور ہو کر) ہے۔

امتیاز :- پھر خود بخود تمہارے توہمات ختم ہو گئے۔ نیا گھر تو ہر نوجوان بساتا ہے لیکن ایک ٹوٹے ہوئے گھر کو سہارا دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ فولاد کا جگر چاہئے اس کے لئے۔ اس سے مختار کے کردار کی بلندی ظاہر ہوتی ہے۔ اس دور میں ایسے بلند کردار لڑکے کہاں ہیں! اس کو تو سونے میں تو لٹا چاہئے۔ لہذا تم اس نے کرشتے کو قبول کر لو۔ تمہارے سونے گھر میں بہار آجائے گی۔

آمنہ :- بھائی جان! یہیں تو یقین تھا کہ آپ ہماری تائید کریں گے

نو مختار کی طرف ہو گئے۔

۱۔ آمنہ تم تو جانتی ہو کہ میں ہمیشہ حق کی بات کرتا ہوں۔

تم کھلے دل سے فخر کی بات مان لو۔

۲۔ اماں کیا آپ اپنے مرحوم بیٹے کی روح کو سکون نہیں پہنچاؤ گی؟

۳۔ میری تو عقل کام نہیں کر رہی ہے بیٹا۔

۴۔ آمنہ تم ذرا بھی شک دل میں نہ لاؤ۔ اس کام کو اللہ کی طرف

و۔ پھر یہ تمہارا ماتم کدہ عشرت کدہ بن جائے گا۔

۶۔ (کھٹدی سانس لے کر) شاید خدا کو یہی منظور ہے۔

۷۔ تغویر کہاں ہے! میں ملا ہی نہیں اس سے۔

۸۔ اپنے کمرے میں پڑی رہتی ہے۔ نہ کسی سے بات نہ چہیت۔

با بلا اسے۔

۹۔ نہیں نہیں۔ میں وہیں جا کر مل لیتا ہوں۔

۱۰۔ ماموں جان آئیے تشریف لائیے (کھٹ سے لائٹ آن کرتی ہے)

تم اندھیرے میں تھیں؟

۱۱۔ اب میری زندگی میں اندھیرے کے سوار اور کیا ہے، ماموں جان۔

۱۲۔ ہر اندھیرے کے بعد اجالا آتا ہے بیٹی۔

۱۳۔ میری زندگی ایسی اندھیری رات ہے کہ جس کی کوئی صبح نہیں۔

۱۴۔ ہر رات کی صبح ہوتی ہے بیٹی، اور تمہاری زندگی میں بھی ایک صبح آنے

والی ہے۔ ایسی سحر کہ جس میں سائے غم کے اندھیر ڈوب جائیں گے۔

تنویر :- مجھے تو ایسی کوئی صبح نظر نہیں آتی ہے، ماموں جان ۔
 امتیاز :- مجھے نظر آرہی ہے بیٹی، اور بہت جلد ہی وہ صبح آنے والی ہے ۔
 — اچھا شوکت کہاں ہے ۔

تنویر :- اسکول گیا ہے !

امتیاز :- اور شاہین ۔

تنویر :- اماں آئی ہمتیں، ان کے ساتھ گئی ہے ۔

امتیاز :- تم بھی چلی گئی ہوتیں ۔ دو چار روز ماں بہنوں میں رہنے سے تمہارا بھی
 دل بہل جاتا ۔

تنویر :- اب تو میرا دل کسی بات میں نہیں لگتا، ماموں جان ۔ مرحوم کی موت کا غم
 ناقابل برداشت ہوتا جا رہا ہے ۔ میں کھبیتی ہوں، چند ماہ میں میں بھی
 مرجاؤں گی ۔ ایسا بھی کوئی دن مری قسمت میں نہیں ہے جس دن مجھے
 مرنے کی تمنا نہ رہے گی ۔

امتیاز :- نہ نہ ۔ ایسا نہیں کہتے بیٹی ۔ پھر تمہارے بچوں کو کون دیکھے گا ؟
 تنویر :- دادی ہیں، چاچا ہیں ۔ یہ لوگ دیکھیں گے ۔

امتیاز :- ماں کی کرنی کون کرتا ہے بیٹی ؟ — خیر میں مکر یہ پیام دیتا ہوں
 کہ تمہاری زندگی میں ایک نئی صبح آنے والی ہے ۔

جو غم حد سے زیادہ ہو خوشی نزدیک ہوتی ہے
 چمکتے ہیں ستارے، جو بات تاریک ہوتی ہے ۔

اچھا بیٹی خدا حافظ ۔

- خدا حافظ ماموں جان ۔

(شہنائی بجتی ہے ۔ مختار اور تنویر کی نکاح خواتی انجام پاتی ہے ۔

اور حسب ذیل مبارکبادیاں سنائی دیتی ہیں)

ن :- مختار شادی مبارک ۔

- شکریہ

بان :- شادی مبارک واللہ تم نے کمال کر دیا ۔ ایک کنوارا لڑکھو

اور ایک بیوہ سے شادی ۔

- شکریہ

- مختار شادی مبارک جی چاہتا ہے کہ تمہیں سونے میں تولوں ۔

- ماموں جان یہ سب کچھ آپ ہی کی تربیت کا نتیجہ ہے ۔

(سہاگ رات)

:- تنویر

- ہوں

- کیا سوچ رہی ہو ؟

کچھ نہیں

- کیوں کچھ نہیں تم کو بھائی جان کی یاد آرہی ہوگی ۔

- ہوں

- تم سمجھ کہ بھائی جان زندہ ہیں اور میں مر.....

- (مختار کے منہ پر ہاتھ رکھ دیتی ہے) ایسا نہ کہو ۔ میں مالک کا

شکراہا کرتی ہوں کہ اس نے میرے زخم مندمل کرنے کے لئے تمہیں
میرے حوالے کر دیا ۔

مختار :- پھر مسکراؤ

تنویر :- یہ تو (مسکراتی ہے)

مختار :- ایسا نہیں ۔ ہنسو (تنویر کے پیٹھ کی طرف انگلی بڑھاتا ہے)

تنویر :- ہنستی ہے ۔ بس ۔ (سنجیدہ ہو کر) لیکن میں سوچتی ہوں کہ کتنا

عظیم دل ہے تمہارے سینے میں کہ تم نے ایک یا سی پھول کو اپنا لیا ۔

مختار :- پھول یا سی کہاں تھا ۔ پھول تو شاخ سے ٹوٹ کر گر رہا ہی تھا

کہ میں نے اس کو سنبھال لیا ۔ اب یہ پھول بھی میرا ہے

یہ ننھتی منی کلیاں بھی میری

.....

.....

.....

.....

.....

.....

==

اعلاط نامہ

صحت لفظ	غلط لفظ طبع شدہ	صحت نمبر	صحت لفظ	غلط لفظ طبع شدہ
QUALIFICATIONS	APPOINTMENTS	۱۳۵	عمل	عل
رہے	ہے	۱۵۳	بھئی	بھی
نے	تے	۱۵۵	سمجھ گئی	گئے
نہر	ہے	۱۷۱	بھیج	بھی
گھی	گھر	۱۸۵	بھئی	بھی
بار	با	۱۹۰	کیجو	قرا
مشوا	منوا	۱۹۱	یہ	وہ
کھول	جھول	۱۹۹	اڈا	اڈ
جلا	چلا	۲۰۱	ڈاک	ڈاک
سو	ہو	۲۱۱	میں	سے
ہو	ہیں	۲۱۴	ہیں	میں
شیر	ٹھیر	۲۲۰	سے	سے
ہو	ہیں	۲۲۰	میں	میں
کو	-	۲۲۸	پن	پر
یہی	ہی	۲۳۲	گئے	گیا
رات جب	حب رات	۲۴۲	کہتے	کہتے
			زمین	زمین